لارا انگلز وائلڈر

جھیل کے کنارے

مُصنّفہ

لارا انگلز وائلڈر

مترجمہ

اشوک پجاری

پبلشرز: انڈین اکیڈمی ۲۹ نریندر پلیس نئی دہلی

غیر متوقع مہمان

ایک صبح لارا پلیٹیں دھو رہی تھی۔ بوڑھا جیک دروازے کی سیڑھیوں پر دھوپ میں لیٹا تھا۔ لارا کو یہ جتانے کے لئے کہ کوئی آرہا ہے، جیک غرّایا۔ لارا نے جھانک کر باہر دیکھا۔ لنگریوں سے اُٹے پڑے آلوچوں والے آب درے کے گھاٹ میں سے اُسے ایک بگھی آتی دکھائی دی۔

"ما،" اس نے کہا "کوئی اجنبی سی عورت آرہی ہے۔"

ما نے ایک گہری سانس لی۔ انھیں اپنے بے ترتیب، گندے مکان پر شرم سی محسوس ہو رہی تھی۔ لارا کا بھی یہی حال تھا۔ ما، بہت کمزور تھیں اور لارا بے حد تھکی ماندی۔ لہذا وہ گھر کی صفائی کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکیں۔

میری، کیری، ننھی گریس اور ما، ان سب کو لال بخار ہوگیا تھا۔ آب درے کے پار نیلسن کنبے کو بھی اس بخار نے جا دبوچا تھا جس کی وجہ سے پا اور لارا کے کام کاج میں کوئی بھی ہاتھ نہ بٹا سکا تھا۔ ڈاکٹر ہر روز آتا تھا، اور پا نہیں جانتے تھے کہ وہ ڈاکٹر کے بل کو کیونکر چکا سکیں گے۔ اس بدبختی کا یہ عالم، کہ بخار میری کی آنکھوں میں اتر گیا تھا، اور وہ اندھی ہو گئی تھی۔

اب وہ رضائیوں میں لپٹی ماں کی اخروٹ کی لکڑی کی پرانی جھولا کرسی میں بیٹھنے کے قابل ہو گئی تھی اس طویل مدت کے درمیان اگرچہ وہ تھوڑا بہت اب بھی دیکھ سکتی تھی لیکن ہفتہ بہفتہ اس کی بینائی کم ہوتی جا رہی تھی۔ پھر بھی وہ کبھی چیخی چلائی نہیں تھی۔ اور اب جب اسے چمکتی ہوئی روشنی بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ تو بھی وہ تحمّل اور بہادری کا ثبوت دے رہی تھی۔

اس کے خوبصورت سنہری بال اڑ چکے تھے۔ پا نے بخار کی وجہ سے اس کا سارا سر مونڈ ڈالا تھا۔ اب اس بیچاری

کاموںڈا ہوا سر، سڑکوں جیسا دکھائی دیتا تھا۔ اس کی نیلی آنکھیں اب بھی خوبصورت تھیں، مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ان کے سامنے کیا ہے، اور خود میری بھی اب آنکھیں ہی آنکھوں میں، کوئی لفظ استعمال کئے بغیر لارا کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

"صبح ہی صبح یہ کون ہو سکتا ہے؟ میری حیران تھی۔ اس نے اپنے کان بگھی کی آواز کی طرف لگا دئے۔

"یہ کوئی اجنبی سی عورت ہے، اور بگھی میں اکیلی ہی ہے۔ اس نے بھورے رنگ کا ایک جھڑ ٹوپ پہن رکھا ہے، اور وہ لاکھی رنگ کے ایک گھوڑے کو چلا رہی ہے۔" لارا نے جواب دیا۔ پا نے کہہ رکھا تھا کہ اسے ہر چیز کا نقشہ اس طرح میری کے سامنے کھینچ دینا چاہئے کہ اسے یوں محسوس ہو گویا وہ خود ہی سب کچھ دیکھ رہی ہے۔

"کھانے کا کیا ہو گا؟ کچھ سوچ سکتی ہو؟" ما نے پوچھا۔ وہ ایسا اس لئے پوچھ رہی تھیں تاکہ پتہ چل سکے کہ اگر مہمان عورت کھانے کے وقت تک رکی رہی، اور ان سب کو ایک ساتھ مل جل کر کھانا کھانا پڑا تو اس حالت میں کیا کیا پروسا جا سکتا ہے۔

"گھر میں تو صرف روٹی، راب اور آلو ہی تھے۔ اور کچھ نہیں۔ بہار کے دن تھے، باغ میں ابھی سبزی کا موسم نہیں تھا۔ گائے دودھ نہیں دیتی تھی اور مرغیوں نے ابھی انڈے دینے شروع نہیں کئے تھے۔ آلوچوں والے تالاب در میں بس تھوڑی سی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں رہ گئی تھیں۔ روئی کی مانند نرم نرم دموں والے خرگوشوں تک کا شکار کیا جا چکا تھا، اور اب تو ان کا بھی قحط پڑ گیا تھا۔

پا کو ایسا پرانا اور گھسا پٹا علاقہ پسند نہیں تھا جہاں کھیلنے کو شکار بھی نہ مل سکے۔ وہ مغرب کی طرف جانا چاہتے تھے۔ دو سال سے وہ مغرب کی طرف جانے اور وہاں ایک مکان بنانے کی خواہش کر رہے تھے مگر ما اس علاقہ سے جانا نہیں چاہتی تھیں کیونکہ وہ یہیں بس چکی تھیں۔ اور پھر ان کے پاس روپیہ پیسہ بھی تو نہیں تھا۔ پا نے دو فصلیں بوئی تھیں مگر وہ بھی کچھ اچھی نہ تھیں۔ ٹاڈے نکل آئے تھے۔ البتہ پا بمشکل قرضہ سے بچ نکلے تھے، لیکن ڈاکٹر کا بل، البتہ ابھی واجب الادا تھا۔

لارا نے بڑی ہمت اور مضبوطی سے ما کو جواب دیا "جو چیز ہمارے لئے اچھی ہو سکتی ہے، وہ کسی دوسرے

کے لئے بھی اچھی ہو سکتی ہے!"

بگھی رک گئی اور اجنبی عورت اس میں بیٹھی، دروازے میں کھڑی لارا اور ما کو دیکھتی رہی۔ بھوری چھینٹ کے صاف ستھرے لباس اور چھتر ٹوپ میں وہ بڑی حسین اور نازک دکھائی دے رہی تھی۔ لارا کو اپنے ننگے پاؤں، ڈھیلے ڈھالے لباس اور بالوں کی بکھری ہوئی مینڈھیوں کی وجہ سے بڑی شرم آئی۔

پھر ما نے آہستہ سے کہا "اوہ ڈوسیا!"

"مجھے شک تھا کہ تم مجھے پہچان نہ سکوگی" اس عورت نے کہا "تم لوگ جب سے وسکانسن چھوڑ کر آئے ہو، تم میں کافی تبدیلی آگئی ہے۔"

وہ حسین اور نازک عورت چچی ڈوسیا تھی جس نے بہت مدت پہلے وسکانسن کے بڑے جنگل میں ایک امریکی رقص کے موقع پر چھوٹے چھوٹے سیاہ رسدار کھلوں جیسے بٹنوں والا لباس پہنا تھا۔

اب اس کی شادی ہو چکی تھی۔ اس نے ایک رنڈوے سے شادی کر لی تھی جس کے اپنے دو بچے تھے۔ اس کا خاوند ایک ٹھیکیدار تھا جو آج کل مغرب میں ریل کی نئی لائن پر کام کر رہا تھا۔ چچی ڈوسیا وسکانسن سے ڈکوٹا کے علاقہ میں ریل کی لائن کے کیمپوں تک تن تنہا بگھی چلاتی تھی۔

وہ یہ معلوم کرنے آئی تھی کہ پا اس کے ساتھ جائیں گے یا نہیں۔ اس کے خاوند ہائی کو ایک اچھے سٹور کیپر (دوکاندار)، بک کیپر (حساب کتاب رکھنے والے) اور ٹائم کیپر (حاضری نویس) کی ضرورت تھی، اور پا یہ سارے کام انجام دے سکتے تھے۔

"اس کام کے لئے پچاس ڈالر ماہوار ملیں گے چارلس" اس نے کہا

پا کے کمزور گالوں پر سے ایک قسم کا کھچاؤ سا ختم ہو گیا اور ان کی نیلی آنکھیں چمک اٹھیں۔ انھوں نے آہستہ سے کہا "میرے خیال میں اچھی تنخواہ ہے کیرولین، اور میں اس جانب ایک اچھے سے مکان کی تلاش میں بھی تو ہوں۔"

ما اب بھی مغرب کی طرف جانا نہیں چاہتی تھیں۔ انھوں نے باورچی خانے، کیری اور پھر لارا کی جانب دیکھا جس نے گریس کو اپنے بازوؤں میں اٹھا رکھا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی چارلس" انھوں نے کہا "پچاس ڈالر ماہوار کوئی کم نہیں۔ مگر ہم یہاں بس چکے ہیں۔

ہمارے پاس فارم بھی ہے۔"

"عقل سے کام لو کیرولین" پا نے التجا کی "مغرب میں ہم صرف کھیتی باڑی ہی سے ایک سو ساٹھ ایکڑ زمین حاصل کر سکتے ہیں، اور پھر وہاں کی زمین بھی تو اتنی ہی اچھی بلکہ اس سے بہتر ہی ہے۔ چچا سام نے قبائلی علاقہ میں ہمیں جس فارم سے بھگا دیا تھا، اگر وہ اس کی جگہ اب ہمیں ایک فارم دینے پر رضامند ہے۔ تو میں کہتا ہوں ہمیں یہ فارم لے ہی لینا چاہیے۔ مغرب میں شکار بھی خوب ہے، اور انسان کو اپنی ضرورت کے مطابق گوشت مل سکتا ہے۔"

لارا بھی جانے کی بڑی ہی خواہشمند تھی۔ وہ بڑی مشکل سے اپنی بات کو روک سکی۔

"ابھی ہم جا بھی کیونکر سکتے ہیں؟ ابھی تو میری سفر کے قابل بھی نہیں ہو پائی۔" ما نے کہا

"یہ بات ہے" پا نے کہا "یہ بات ٹھیک ہے۔" پھر انھوں نے چچی ڈوسیا سے پوچھا "یہ نوکری تو اتنی دیر تک خالی نہیں رہ سکے گی؟"

"نہیں"۔ چچی ڈوسیا نے کہا "نہیں چارلس۔ ہنری کو ابھی، اور اسی وقت ایک شخص کی ضرورت ہے۔ چاہو تو اس ملازمت کو قبول کر لو، چاہو تو اسے رد کر دو۔"

"پچاس ڈالر ماہوار کا معاملہ ہے کیرولین" پا نے کہا "اور ایک مکان"

کافی دیر کے بعد ما نے آہستگی سے کہا "اچھا چارلس، وہی کچھ کرو، جو تم بہتر سمجھتے ہو۔"

"تو میں اسے قبول کرتا ہوں ڈوسیا!" پا اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنے ٹوپ کو تھپتھپایا "جہاں چاہ وہاں راہ۔ میں ذرا نیلسن سے ملتا آؤں"

لارا کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ وہ گھر کا کام کاج بھی ٹھیک طرح نہ کر سکتی تھی۔ چچی ڈوسیا نے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹایا۔ کام کے ساتھ ساتھ وہ اضلاع وسکانسن کی خبریں بھی سنا رہی تھی۔

اس کی بہن، چچی روبی کی شادی ہو چکی تھی۔ اس کے دو لڑکے، اور ڈولی وارڈن نام کی ایک ننھی منی خوبصورت لڑکی تھی۔ چچا جارج ایک معمولی ملاح تھا جو لکڑی کے تختوں کو دریائے مسیسپی سے لے جانے کا کام کرتا تھا۔ چچا ہنری کے گھر والے سب ٹھیک تھے، اور جہاں تک چارلی کا تعلق تھا، وہ چچا ہنری کے لاڈ پیار کی وجہ سے بگڑ چکا تھا، اگر اب

وہ توقع سے زیادہ سدھر گیا تھا۔ گرانڈپا اور گرانڈما اب بھی اسی پرانی جگہ پر اپنے لکڑی کے شہتیروں والے بڑے مکان میں رہ رہے تھے۔ اب تو وہ نقشے کے مطابق ایک خوبصورت مکان بھی تعمیر کر سکنے کی صلاحیت رکھتے تھے مگر گرانڈپا نے کہہ دیا تھا کہ آروں سے چرے ہوئے پتلے پتلے تختوں کے مقابلہ پر شاہ بلوط کی عمدہ مضبوط لکڑی کے لٹھوں کی دیوار کہیں بہتر ثابت ہو سکتی ہے۔

اور تو اور، کالی سوسن بھی بدستور وہیں رہ رہی تھی۔ جب لارا اور میری جنگل میں اپنے شہتیروں کے چھوٹے سے مکان سے روانہ ہوئی تھیں، تو وہ اس کالی بلّی کو وہیں پیچھے چھوڑ آئی تھیں۔ لکڑی کے شہتیروں والے اس چھوٹے سے مکان نے کئی انقلاب دیکھے تھے، اور اب تو یہاں غلّہ بھرا ہوا تھا۔ مگر قربان جائیے اس بلّی کے جس نے اس مکان کے علاوہ کسی بھی دوسری جگہ پہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ اسی غلہ کوٹھڑی میں رہتی رہی اور چوہے کھا کھا کر خوب گدگدی اور موٹی تازی ہو گئی۔ اس علاقہ میں شاید ہی کوئی ایسا گھرانہ ہو گا جس کے پاس اس بلّی کا کوئی نہ کوئی بچّہ نہ ہو۔ وہ سب اچھی طرح چوہوں کا شکار کرنے والے تھے اور کالی سوسن ہی کی مانند ان سب کے بڑے بڑے کان اور لمبی لمبی دمیں تھیں۔

پا کے واپس آنے تک سارے گھر کی اچھی طرح صفائی کی جا چکی تھی، اور اس صاف ستھرے مکان میں کھانا تیار ہو چکا تھا۔ انھوں نے فارم بیچ ڈالا تھا۔ نیلسن اس کے لئے دو سو ڈالر کی رقم نقد دے رہا تھا، اور پا بہت مسرور تھے۔ "اس رقم سے ہم نہ صرف سارا حساب بیباق کر دیں گے بلکہ اس میں سے کچھ رقم بچ بھی رہے گی۔" انھوں نے کہا۔ "کیا خیال ہے کیرولین!"

"میرے خیال میں، یہ بہتری ہی کے لئے ہے چارلس" ما نے جواب دیا "مگر کیسے ....."

"ٹھہرو۔ میں تمھیں بتاتا ہوں۔ میں نے سارا پروگرام بنا لیا ہے" پا نے انھیں بتایا "میں کل صبح ڈکوٹا کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ تم لڑکیوں کے ساتھ یہاں اس وقت تک ٹھہرو جب تک میری رو بصحت اور تنومند نہیں ہو جاتی۔ ایک دو مہینے ہی کی بات ہے۔ نیلسن نے ہمارا سامان سٹیشن تک لے جانا مان لیا ہے۔ اور تم سب ریل گاڑی پر آؤ گی۔"

لارا نے ٹکٹکی باندھ کر ان کی طرف دیکھا۔ کیری اور ما نے بھی ایسا ہی کیا۔ میری نے کہا "ریل گاڑی پر؟" ریل گاڑی کے سفر کا انھوں نے کبھی خیال تک نہیں کیا تھا۔ بہر حال لارا اتنا ضرور جانتی تھی کہ لوگ ریل گاڑی

پر سفر کرتے تھے۔ گاڑیاں اکثر تباہ ہو جاتی تھیں اور لوگ ہلاک ہو جاتے تھے۔ وہ ڈری تو نہیں تھی۔ البتہ اُسے جوش ضرور آ گیا تھا۔ کیری کے ملبوترے ننھے منّے چہرے پر اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خوف کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔

انھوں نے پریری کے میدان کے آر پار ریل گاڑیوں کو دوڑتے دیکھا تھا جو انجن کے پیچھے سے لمبا، کالا بلدار دھواں چھوڑتی جاتی تھیں۔ انھوں نے اس کی سیٹی کی تیز و تند مگر صاف آواز بھی سُنی تھی۔ ریل گاڑی کو آتے دیکھ کر اگر گھوڑا سوار گھوڑوں پر قابو نہ پا سکتے تو اُن کے گھوڑے بھاگ نکلتے۔

ما نے اپنے مخصوص پُرسکون لہجے میں کہا "مجھے یقین ہے کہ لارا اور کیری کی مدد سے ہم اس کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیں گے۔"

———:(۰):———

دوسرا باب

سیانی لڑکی

ابھی بہت کچھ کرنے کو باقی تھا کیونکہ پا کو اگلی صبح سویرے ہی چل دینا تھا۔ ویگن پر پُرانی تو سیں لگا کر انھوں نے اُن کے اوپر کینوس پھیلا دیا۔ یہ کینوس قریب قریب خستہ ہو چکا تھا مگر ایک مختصر سے سفر کے لئے اس سے کام لیا جا سکتا تھا۔ چچی ڈوسیا اور کیری نے ویگن میں سامان رکھنے میں اُن کا ہاتھ بٹایا جبکہ لارا نے دُھلائی اور استری کا کام انجام دیا اور سفر کے لئے جہازی بسکٹ پکائے۔

اس سارے عرصہ کے دوران میں جیک کھڑا دیکھتا ہی رہا۔ ہر شخص کام میں اتنا مصروف تھا کہ بیچارے بوڑھے بُلڈاگ کی طرف کسی نے دھیان ہی نہ دیا۔ یہ تو لارا نے اُسے دفعتاً مکان اور ویگن کے درمیان کھڑے دیکھ لیا تھا۔ نہ تو وہ اچھل کود کر رہی چل پھر رہا تھا، نہ ہی وہ اپنی دم ہلا رہا تھا اور نہ ہی حسبِ عادت خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ وہ اپنی اکڑی ہوئی ٹانگوں پر وہیں کھڑا رہا کیونکہ اب اسے گٹھیا کی تکلیف تھی۔ اس کی پیشانی پر بدنما جھرّیاں پھیل

گئی تھیں اور اس کی ٹھنٹھ دار دُم اب بے جان ہو گئی تھی۔

"اچھے جیک" لارا نے اُسے بلایا مگر اس نے دُم نہیں ہلائی۔ وہ بڑی افسردگی سے اسکی طرف دیکھتا رہا۔

"دیکھو پا۔ ذرا ادھر جیک کی طرف دیکھو" لارا نے کہا۔ وہ جُھکی اور جھک کر اس کے ہموار سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اس کے عمدہ خوبصورت بال اب سفید ہو گئے تھے۔ پہلے پہل اس کی ناک سفید تھی، پھر اس کے جبڑے سفید ہوتے اور اب تو اس کے کان بھی بھورے رنگ کے نہیں رہے تھے۔ اس نے اپنا سر لارا کے ساتھ لگا دیا اور پھر ایک گہری لمبی سانس لی۔

ایک ہی لمحے میں وہ جان گئی کہ بوڑھا کُتا اسقدر تھک چکا تھا کہ وہ ویگن کے نیچے ڈکوٹہ تک کے علاقہ تک کا سارا راستہ چل نہیں سکے گا۔ وہ بے چین اور فکرمند تھا کیونکہ اس نے ویگن کو ایک بار پھر سفر کے لئے تیار کھڑے دیکھا تھا۔ وہ بہت بوڑھا تھکا ماندہ تھا۔

"پا!" وہ زور سے چلائی "جیک اتنی دور پیدل چل کر نہیں جا سکتا! اوہ پا، ہم جیک کو نہیں چھوڑ سکتے!"

"واقعی، وہ اتنا فاصلہ طے نہیں کر سکے گا۔" پا نے کہا۔ "میں تو بھول ہی گیا تھا۔ میں رسد کی بوری ہٹا کر ایک طرف کر دوں گا اور اس کے لئے جگہ بنا دوں گا تاکہ وہ ویگن میں بیٹھ کر اپنا سفر طے کر سکے۔ کیوں بھئی، ویگن کی سواری کیسی رہے گی؟"

جیک نے آہستہ سے دُم ہلائی اور اپنا سر ایک طرف پھیر لیا۔ وہ ویگن میں بھی جانا نہیں چاہتا تھا۔

لارا گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اسے اپنی آغوش میں لے کر بھینچا۔ جب وہ ننھی منی لڑکی تھی تو بھی وہ ایسا ہی کیا کرتی تھی۔ "جیک! جیک! ہم مغرب کی طرف جا رہے ہیں! کیوں جیک، تم ایک بار پھر مغرب کی طرف نہیں جانا چاہتے کیا؟"

اس سے پہلے وہ جب بھی یہ دیکھتا تھا کہ پا ویگن کو ڈھانپ رہے ہیں، تو وہ بے قرار اور خوش ہو اٹھتا تھا جب وہ روانہ ہوتے تو اس نے ویگن کے نیچے اپنی جگہ سنبھال لی تھی، اور وسکانسن سے قبائلی علاقے اور پھر منی سوٹا کو واپسی تک کا سارا راستہ اس نے گھوڑوں کے پاؤں کے عقب میں، ویگن کے سایہ میں آہستہ آہستہ دوڑ کر

طے کیا تھا۔ وہ آب دروں میں سے پایاب اُترا تھا اور اس نے دریاؤں کو تیر کر پار کیا تھا، اور ہر رات جب لارا ویگن میں سوئی ہوتی تھی، اس نے اس کی حفاظت کی تھی۔ ہر صبح، اس حقیقت کے باوجود کہ چلتے چلتے اس کے پاؤں سُوج گئے تھے، اس نے لارا کے ساتھ اس بات پر خوشی منائی تھی کہ سُورج نکل آیا ہے اور گھوڑوں کو جوت دیا گیا ہے۔ وہ سفر کے نئے دن کے لئے ہمیشہ تیار ہوتا تھا۔

اب وہ صرف لارا کے سہارے جُھکا ہوا تھا۔ اس نے اپنی ناک سے اس کے ہاتھ کو ٹھوکا دیا تاکہ وہ آہستہ آہستہ اسے تھپتھپائے۔ لارا نے اس کے سفید سَر، اور اس کے کانوں پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے اس بات احساس کر لیا تھا کہ وہ کس قدر تھکا ہوا تھا!

جب سے میری اور کیری، اور پھر ما کو لال بخار نے آ دبوچا تھا، تب سے لارا جیک کو نظر انداز کرتی رہی تھی۔ اس سے پہلے اس نے ہر مصیبت میں لارا کی ہمیشہ مدد کی تھی مگر جب گھر میں بیماری کا دورہ دورہ تھا، وہ کوئی مدد نہ کر سکا تھا۔ وہ شاید اس سارے عرصہ میں اپنے آپ کو یک و تنہا محسوس کرتا رہا تھا جیسے لوگوں نے اُسے بھلا دیا ہو۔

"میرا یہ مطلب تو نہیں تھا جیک"، لارا نے اُسے بتایا۔ وہ سمجھ گیا۔ انھوں نے ہمیشہ ایک دوسرے کو سمجھا تھا۔ اس نے اس وقت اس کی حفاظت کی تھی جب وہ ننھی مُنی تھی۔ اس نے کیری کی حفاظت میں اس وقت اس کی مدد کی تھی جب کیری مُنی سی تھی۔ جب کبھی پا باہر گئے تھے، لارا اور کنبے کی حفاظت کے لئے جیک ہمیشہ گھر میں رہا تھا۔ وہ خاص طور پر لارا کا اپنا کُتّا تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ جیک کو یہ بات کیوں کر سمجھائے کہ اُسے پا کے ساتھ ویگن میں چلے جانا اور اسے وہیں پیچھے چھوڑ جانا ہوگا۔ شاید وہ یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ لارا کو بعد ازاں ریل گاڑی پر آنا ہوگا۔

اب وہ زیادہ دیر تک اس کے پاس نہیں ٹھہر سکتی تھی کیونکہ ابھی بہت کام کرنے کو پڑا تھا۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ اس دوپہر جب بھی اُسے موقع ملا، وہ اس سے یہی کہتی رہی "اچھے جیک"۔ رات کو اس نے اُسے عمدہ کھانا کھلایا، اور پلیٹیں دھو چکنے اور صبح کے ناشتہ کے لئے میز بچھا چکنے کے بعد اس نے اس کے لئے سونے کا انتظام کیا۔

اس کا بستر کیا تھا، گھوڑے کا ایک پُرانا کمبل تھا جو عقبی دروازے کے بڑھے ہوئے حصے پر ایک کونے میں

بچھادیا جاتا تھا۔ جب سے وہ اس گھر میں منتقل ہوئے تھے، وہ یہیں سوتا آرہا تھا جہاں لارا، چھپر یلی چھت والی اُوپر کی منزل کے کمرے میں سوتی تھی اور وہ اس منزل کی سیڑھیاں نہیں پھلانگ سکتا تھا۔ پانچ سال تک وہ یہاں سویا تھا اور لارا نے اسے کھلی ہوا میں صاف ستھرا اور آرام دہ بچھونا فراہم کیا تھا۔ مگر اب وہ اُسے بھول گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ ہی بستر کو اپنے پنجوں سے کھینچ کھانچ کر ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی مگر کمبل، اُبھرے ہوئے سخت حصّوں میں تہ کر کے بچھا ہُوا تھا۔

جب لارا نے بستر کو اٹھا کر باہر کی طرف جھاڑا اور آرام دہ بنایا، وہ اسے دیکھتا رہا۔ وہ مُسکراتا اور دُم ہلاتا رہا۔ وہ اس بات پر خوش تھا کہ وہ اس کا بستر آرام دہ بنا رہی ہے۔ اس نے بستر میں ایک چھوٹی سی گول سی جگہ بنائی اور اس جگہ کو تھپتھپایا۔ یہ تھپتھپاہٹ اس بات کا اشارہ تھی کہ بستر تیار ہے۔

وہ بستر میں چلا گیا اور ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ اپنی اکڑی ہوئی ٹانگوں کو سستانے کے لئے رک گیا اور ایک بار پھر آہستہ سے مڑ گیا۔ رات کو سونے سے پہلے جیک ہمیشہ تین بار مڑا کرتا تھا۔ وہ اس وقت بھی ایسا کرتا تھا جب وہ گھنے جنگلوں میں ایک نوجوان کُتا تھا۔ کُتوں کے لئے ایسا کرنا ٹھیک ہی ہے۔ تیسری مرتبہ وہ بڑی کسل مندی کے ساتھ مڑا، اور چکّر کھا کر دھم سے جا گرا۔ اس نے ایک گہری لمبی سانس لی۔ البتّہ اس نے اپنا سر اٹھائے رکھا تاکہ لارا کو دیکھ سکے۔

اس نے اس کے سر کو تھپتھپایا جہاں بال سفید تھے، اور دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ وہ کس قدر نیک اور اچھا رہا تھا۔ وہ بھیڑیوں اور قبائلیوں سے ہمیشہ محفوظ رہی تھی کیونکہ وہ وہاں موجود ہوتا تھا۔ رات کے وقت گایوں کو اندر لانے میں بھی اس نے کتنی ہی مرتبہ اس کی مدد کی تھی۔ آلوچوں والے آب درے کے ساتھ ساتھ اور اس تالاب میں جہاں خوفناک بڑھا کیکڑا رہتا تھا، انھیں کھیل کر کتنی خوشی ہوتی تھی۔ پھر جب اسے اسکول جانا پڑتا تھا تو گھر واپس آنے پر وہ ہمیشہ گھاٹ پر اسے اپنا منتظر پاتی تھی۔

"نیک جیک۔ اچھا کتا۔" اس نے اس سے کہا۔ اپنی زبان کی نوک سے اس کا ہاتھ چھونے کے لئے جیک نے اپنا سر گھمایا۔ پھر اپنی ناک اپنے پنجوں میں دبک کر لمبی سانس لی اور اپنی آنکھیں موند لیں۔ وہ اب سونا چاہتا تھا۔

صبح کے وقت جب لارا سیڑھی سے اُتر کر نیچے لیمپ کی روشنی میں آئی تو پا، کھیتی کا کام کرنے کیلئے جا چکے تھے۔ انھوں نے جیک کو بلایا مگر جیک نے جنبش بھی نہ کی۔

کمبل پر جیک کی صرف اکڑی ہوئی، ٹھنڈی خمیدہ لاش پڑی تھی۔

اسے گندم کے کھیت سے اوپر والی کم ڈھلان پر دفنا دیا گیا۔ یہ ڈھلان اس راستے پر تھی جہاں سے وہ لارا کے ساتھ گائیں لاتے وقت ہنسی خوشی دوڑتا چلا جاتا تھا۔ پا نے بیلچے کی مدد سے بکس کے اوپر مٹی کی تہہ جما کر اُسے ہموار کر دیا۔ جب تک سب لوگ مغرب کی طرف چلے جائیں گے، یہاں گھاس اُگ آئے گی۔ جیک اب کبھی صبح کی ہواؤں میں ناک نہیں سڑکے گا، وہ اب لارا کی تھپتھپاہٹ کی طلب میں اپنی ناک سے اس کے ہاتھ کے نچلے حصے پر کھٹکا بھی نہیں دے گا۔ ایسے بہت سے موقع تھے جب وہ بنا کہے اسے تھپتھپا سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔

"چلاؤ ہمت لارا" پا نے کہا "وہ تو شکارگاہِ مسرت میں چلا گیا ہے لارا۔" پا نے اسے بتایا

"سچ پا۔؟" لارا نے کسی نہ کسی طرح پوچھ ہی لیا۔

جیک، شاید شکارگاہِ مسرت میں، پریری کے کسی اونچے میدان پر ہواؤں میں اسی بے فکری اور خوش طبعی سے دوڑ رہا ہوگا جس طرح وہ قبائلی علاقے کے پریری کے خوبصورت جنگلی میدانوں میں دوڑا کرتا تھا۔ انجام کار اب شاید وہ کسی بڑے خرگوش کو پکڑنے لگا تھا۔ اس نے لمبے کانوں اور لمبی ٹانگوں والے ان خرگوشوں میں سے ایک کو پکڑنے کی بڑی ہی کوشش کی تھی مگر وہ انھیں نہ پکڑ سکا۔

اس صبح پا، چچی ڈوسیا کی بگھی کے پیچھے کھڑکھڑ کرتی، پرانی ویگن میں سوار ہو کر چل دیئے۔ پا کو جاتے دیکھنے کے لئے اس وقت جیک، لارا کے پاس نہیں کھڑا تھا۔ بجائے اس کے کہ جیک آنکھیں اٹھائے یہ کہتا کہ وہ اس کی حفاظت کے لئے وہیں موجود ہے، وہاں خالی پن تھا۔

پھر لارا کو پتہ چل گیا کہ وہ اب کوئی ننھی منی لڑکی نہیں تھی۔ وہ اب اکیلی تھی۔ اُسے اپنی حفاظت خود ہی کرنا تھی۔ جب تمھیں ایسا کرنا پڑ جائے تو تم کرتے ہی ہو، اور اس وقت تم جوان ہو جاتے ہو۔ لارا بہت بڑی نہیں تھی مگر وہ تیرہ برس کی ہونے کو تھی، اور وہاں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس پر بھروسہ کیا جا سکتا۔ پا اور جیک جا چکے

تھے، اور ما کو میری اور ننھی لڑکیوں کی حفاظت اور کسی نہ کسی طرح انھیں کسی ریل گاڑی پر بحفاظت تمام مغرب تک پہنچانے کے لئے مدد کی ضرورت تھی۔

——— :(❋): ———

تیسرا باب

ریل کا سفر

جب وقت آیا تو لارا کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ حقیقت تھی ہفتوں اور مہینوں کا کوئی انت ہی نہ تھا۔ مگر اب وہ نعتاً غائب ہو گئے تھے۔ آلوچوں والا آب درہ، وہ مکان اور سبھی جھلوانیں اور کھیت جن سے وہ اس قدر مانوس تھی، غائب ہو گئے تھے۔ اب وہ انھیں دوبارہ کبھی نہیں دیکھ سکے گی۔ سامان باندھنے، صفائی کرنے مل مل کر برتن دھونے اور کپڑے استری کرنے کے آخری مصروف ایام اور آخری وقت پر نہانے اور کپڑے بدلنے کا جوش و خروش ——— یہ سب کچھ اب ختم ہو چکا تھا۔ ہفتہ کی ایک صبح کو کلف دار صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس وہ وٹنگ روم میں بنچ پر ایک قطار میں بیٹھی تھیں۔ ما ٹکٹ لینے گئی تھیں۔

کوئی ایک ہی گھنٹے میں انھیں ریل گاڑی پر سوار ہو جانا تھا۔

وٹنگ روم کے دروازے کے باہر دھوپ میں پلیٹ فارم پر دو تھیلے رکھے تھے۔ ما کے کہنے کے مطابق لارا، تھیلوں اور گریس کی نگرانی کرتی رہی۔ گریس نے ننھا مُنا، ہلکا پھلکا کلف دار لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے سر پر بنا چھجّے کی ٹوپی اور پاؤں میں ننھے مُنّے جوتے پہنے ہوئے تھے۔ ٹکٹ کی کھڑکی پر ما نے اپنی پاکٹ بُک میں سے رقم نکالی اور بڑی احتیاط سے اُسے گِنا۔

ریل کے سفر پر روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ ویگن پر سفر کرتے وقت انھوں نے کچھ بھی خرچ نہیں کیا تھا۔ اور نئی سڑکوں کے ساتھ ساتھ، ویگن کی سواری کے لئے یہ ایک بڑی سُہانی صبح تھی ستمبر کا دن تھا اور چھوٹے چھوٹے بادل بڑی تیزی کے ساتھ آسمان پر کھیل رہے تھے۔ ساری لڑکیاں اس وقت اسکول میں تھیں۔ جب گاڑی چنگھاڑتی

اور وہ ہارٹی ان کے پاس سے گزرے گی تو وہ اُسے دیکھیں گی۔ وہ جانتی ہیں کہ لارا اسی گاڑی میں ہے۔ ریل گاڑیاں گھوڑوں سے بھی تیز دوڑتی تھیں۔ وہ اتنی خوفناک حد تک تیز دوڑتی تھیں کہ بعض اوقات تباہ ہو جاتی تھیں۔ کون جانے گاڑی پر کیا درپیش آنے والا ہے۔

ما نے اپنے بٹوے میں ٹکٹ رکھے اور اس کے سٹیل کے بکسوؤں کو بڑی احتیاط سے بند کر دیا۔ اپنے سفید تسموں والے کالروں اور کف دار گہرے رنگ کے باریک لباس میں وہ بڑی اچھی لگ رہی تھیں۔ انھوں نے کالے رنگ کا سٹرا ہیٹ پہن رکھا تھا جس کے کنارے تھوڑے تھوڑے سے مڑے ہوئے تھے کلغی کے ایک طرف سوسن کی قسم کے سفید سے پھول بنے ہوئے تھے۔ وہ بیٹھ گئیں اور گریس کو اپنی گود میں لے لیا۔

اب انتظار کرنے کے سوا، اور کوئی کام نہیں تھا۔ وہ لوگ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے آگئے تھے اس خیال سے کہ کہیں گاڑی سے رہ نہ جائیں۔

لارا نے اپنا لباس درست کیا۔ اس نے سُرخ پھولوں والا، بادامی رنگ کی چھینٹ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے بال بھوری مینڈھیوں کی شکل میں اس کے سر کے پیچھے لٹک رہے تھے۔ مینڈھیوں کے دونوں سروں کو سُرخ رنگ کے فیتے سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے ہیٹ پر جو کلغی لگی تھی، سُرخ رنگ کا ایک فیتہ اس کے ارد گرد بھی لگا تھا۔

میری کا لباس بھورے رنگ کا تھا جس پر نیلے پھول بنے ہوئے تھے۔ اس کے چوڑے کناروں والے سٹرا ہیٹ پر بھی ایک نیلا ربن بندھا تھا۔ ہیٹ کے نیچے اس کے سر کے چھوٹے چھوٹے بالوں کو نیلے رنگ کے ایک ربن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا تاکہ بال اس کے چہرے پر نہ بکھر سکیں۔ اس کی خوبصورت نیلی آنکھیں بے نور تھیں۔ مگر پھر بھی اس نے کہا "یہ چلبلا پن کیوں کر رہی ہو کیری۔ تمھارے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔"

کیری، میری کے اس طرف بیٹھی تھی۔ لارا نے سارس کی مانند گردن آگے نکال کر اس کی طرف دیکھا۔ کیری اپنے گلابی رنگ کی چھینٹ میں بڑی ننھی منی اور دبلی پتلی سی لگ رہی تھی۔ اس کی بھوری مینڈھیوں اور ہیٹ میں گلابی ربن لگے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر اذیت بھری سُرخی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ میری اس پر طعن کر رہی تھی اور لارا بھی کہنے والی تھی "تم ادھر آجاؤ کیری، اور تم جو بھی چلبلا پن کرنا چاہتی ہو یہاں آکر کرو!"

عین اس وقت میری کا چہرہ خوشی سے کھِل اٹھا، اور وہ بولی "ما۔ لارا بھی چلبلا پن کر رہی ہے۔ بیں دیکھے بنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کر رہی ہے!"

"وہ بھی کر رہی ہے میری" ما نے کہا اور میری کے چہرے پر اطمینان کی ایک مسکراہٹ دوڑ گئی۔

میری کے ساتھ جھگڑا کرنے پر لارا کو شرم سی آرہی تھی۔ وہ کچھ نہ بولی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کچھ بھی کہے بنا، ما کے سامنے سے گزرنے ہی والی تھی کہ ما نے اسے یاد دلایا "لارا۔ کہو مجھے معاف کردو"

"ما، مجھے معاف کردو۔ میری مجھے معاف کردو" لارا نے آہستگی سے کہا اور وہ کیری کے پاس بیٹھ گئی۔

لارا اور میری کے درمیان کیری اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ محفوظ محسوس کرنے لگی۔ کیری واقعی ریل گاڑی پر جانے سے ڈر رہی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ کبھی کہے گی نہیں کہ اُسے ڈر لگ رہا ہے۔ مگر لارا یہ سب کچھ جانتی تھی۔

"ما" کیری نے بزدلی سے پوچھا "پا ہمیں ملیں گے نا۔ ملیں گے نا ما؟"

"وہ ہمیں لینے کو آرہے ہیں" ما نے کہا "انھیں کیمپ سے ویگن ہی میں آنا ہے۔ دن بھر کا سفر ہے۔ ہم ٹریسی میں ان کا انتظار کریں گے"

"تو کیا وہ رات سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے ما؟" کیری نے پوچھا

ما نے کہا کہ اُمید تو ایسی ہی ہے۔

تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گاڑی کے سفر میں تمھیں کیا پیش آنے والا ہے۔ یہ ویگن والی بات نہیں کہ سب بیٹھے اور ویگن چل دی۔ لہٰذا لارا نے بہادری سے کہا "ہو سکتا ہے کہ پا نے ہمارے لئے پہلے ہی سے مکان تلاش کر رکھا ہو۔ کیری تم ذرا قیاس تو کرو کہ وہ کس قسم کا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد میں قیاس کروں گی"

وہ زیادہ خوش اسلوبی سے بات چیت نہ کر سکیں کیونکہ یہ سارا عرصہ وہ انتظار کرتی اور گاڑی کی آمد کی آواز سنتی رہی تھیں۔ انجام کار، میری نے بتایا کہ اسے یوں جان پڑتا ہے کہ اسے گاڑی کے آنے کی آواز سُنائی دے رہی ہے۔ پھر لارا کو دُور سے شور کی مدھم سی آواز سُنائی دی اس کا دل اس زور سے دھڑک رہا تھا کہ اسے اس کی آواز بمشکل سے سنائی دے رہی تھی۔

ما نے گریس کو اپنے بازو پر اٹھایا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے انھوں نے کیری کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ بولیں "لارا، تم میرے پیچھے پیچھے میری کے ساتھ چلی آؤ۔ اب ذرا ہوشیار ہو جاؤ!"

گاڑی شور مچاتی آ رہی تھی۔ وہ پلیٹ فارم پر تھیلوں کے پاس کھڑی اسے تکتی رہیں۔ لارا نہیں جانتی تھی کہ وہ تھیلوں کو کس طرح گاڑی میں رکھ سکیں گی۔ ما کا کوئی بھی ہاتھ خالی نہیں تھا، اور لارا کے ذمہ میری کو پکڑے رکھنا تھا۔ انجن کی اگلی گول کھڑکی، ایک بہت بڑی آنکھ کی مانند دھوپ میں چکا چوند پیدا کر رہی تھی۔ انجن کی چمنی میں آگ بھڑک کر اوپر کو اٹھی، اور اس میں سے کالا دھواں اٹھنے لگا۔ دھوئیں میں سے دفعتاً ایک سفید دھاری ابھری، پھر سیٹی کی ایک لمبی کرخت آواز سنائی دی۔ دہاڑتی اور شور مچاتی وہ چیز سیدھی ان سب کی طرف دوڑی چلی آ رہی تھی۔ جوں جوں وہ قریب سے قریب تر آتی گئی، اس کا حجم بڑھتا گیا، اور اس کے شور وغل سے ہر چیز لرزنے لگی۔ اب دورِ ابتلا ٹل چکا تھا۔ وہ چیز ان کے ساتھ نہیں ٹکرائی تھی۔ بڑے بڑے پہیوں پر چلتی، وہ ان کے پاس دہاڑ رہی تھی۔ مال ڈبے اور چوبی ڈبے، جھٹکے کے ساتھ ایک جگہ رک گئے، گاڑی آ گئی تھی، اور انھیں اب اس پر سوار ہونا تھا۔

"لارا!" ما نے تیز آواز میں کہا "تم اور میری ذرا احتیاط سے رہنا۔"

"ہاں ما۔ ہم محتاط ہی ہیں۔" لارا نے کہا۔ وہ بڑی بے چینی کے ساتھ میری کی رہنمائی کرتی، ایک وقت میں ایک قدم اٹھاتی، پیچھے سے ما کا لہنگا پکڑے، پلیٹ فارم کے تختوں کے دوسری طرف چلتی گئی۔ جب لہنگا رک جاتا، لارا بھی میری کو روک دیتی۔

وہ گاڑی کے سرے پر آخری ڈبے تک آ گئی تھیں۔ اس کے اندر تک سیڑھیاں بنی تھیں اور گہرے رنگ کے سوٹ اور ٹوپی میں ملبوس ایک اجنبی شخص نے ما کو جنھوں نے گریس کو اپنے بازوؤں میں لے رکھا تھا، کود کر اوپر چڑھنے میں مدد دی۔ "بچی مجھے پکڑا دیجئے۔" اس شخص نے ما کے پہلو سے کیری کو اوپر اچھالتے ہوئے کہا۔ پھر وہ بولا "وہ تھیلے آپ ہی کے ہیں نا محترمہ؟"

"جی ہاں۔" ما نے کہا "آؤ لارا۔ آؤ میری"

"یہ کون ہے ما؟" کیری نے پوچھا۔ اس وقت لارا، میری کو سیڑھیاں چڑھنے میں مدد دے رہی تھی۔ وہ ایک چھوٹی سی جگہ میں ٹھنس گئے تھے۔ دونوں تھیلے اٹھائے، وہ شخص بڑی خوش طبعی سے ان کے آگے سے راستہ بناتا آیا۔ اور اپنے کندھوں سے ڈبے کا دروازہ کھولا۔

سرخ مخمل کی نشستوں کی دو قطاروں کے درمیان سے گذرتی، وہ اس کے پیچھے پیچھے ہولیں۔ ساری نشستوں پر لوگ بیٹھے تھے۔ ڈبے کی دیواریں قریب قریب ٹھوس کھڑکیوں کی بنی تھیں۔ ڈبے کے اندر ویسی ہی روشنی تھی جیسی ڈبے سے باہر تھی۔ اور سورج کی کرنیں، لوگوں اور سرخ مخمل پر ترچھی پڑ رہی تھیں۔

ما ایک مخملی نشست پر بیٹھ گئیں۔ اور گداز جسم والی گریس کو انھوں نے اپنی گود میں لے لیا۔ انھوں نے کیری کو اپنے پاس بیٹھ جانے کو کہا۔ وہ بولیں "لارا تم اور میری میرے سامنے والی نشست پر بیٹھ جاؤ۔"

لارا نے میری کی رہنمائی کی اور وہ اپنی نشست پر بیٹھ گئیں۔ مخملی نشست گدّے دار تھی۔ لارا اس پر اچھلنا کودنا چاہتی تھی مگر اس کے لئے سلیقے کا خیال رکھنا بھی تو ضروری تھا۔ کانا پھوسی کے انداز میں وہ بولی "میری، یہ نشستیں سرخ مخمل کی ہیں!"

"ہوں" میری نے اپنی انگلیوں کے سروں سے نشست کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا "یہ ہمارے آگے کیا ہے؟"

"ہمارے آگے جو نشست ہے نا، یہ اس کی اونچی پشت ہے۔ یہ بھی سرخ مخمل ہی کی ہے" لارا نے اسے بتایا۔

انجن نے سیٹی دی، اور وہ دونوں اچھل پڑیں۔ گاڑی جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ لارا، ما کو دیکھنے کے لئے اپنی نشست میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ ما اپنے لباس میں بڑی پرسکون اور حسین نظر آ رہی تھیں۔ انھوں نے سفید تسمہ والے کالر کا گہرے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ ان کے ہیٹ پر چھوٹے چھوٹے خوبصورت پھول بنے تھے۔

"کیا بات ہے لارا؟" ما نے پوچھا

لارا نے پوچھا "وہ آدمی کون تھا؟"

"بریک مین" ما نے کہا "ہاں تو اب تم بیٹھ جاؤ اور......"

گاڑی کو جھٹکا لگا اور وہ پیچھے کی طرف گر گئی۔ لارا کی ٹھوڑی بڑے زور سے نشست کے پچھلے حصہ پر لگی اور اس کا ہیٹ اس کے سر سے پھسل گیا۔ ایک بار پھر گاڑی کو جھٹکا لگا۔ مگر اب کی بار یہ اتنا شدید نہیں تھا پھر

وہ کھڑانے لگی، اور سٹیشن آہستہ آہستہ حرکت میں آنے لگا۔

"یہ جارہی ہے!" کیری چلائی۔

کھڑکھڑاہٹ تیز اور اونچی ہوتی گئی۔ سٹیشن پیچھے ہی رہ گیا اور گاڑی کے نیچے پہیئے تال دینے لگے ٹھک۔ ٹھکا ٹھک، ٹھک ٹھکا ٹھک، پہیئے حرکت کرتے رہے اور آواز تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ کاٹھ گودام، گرجا گھر کا پچھلا حصّہ اور سکول کا اگلا حصّہ ـــــ یہ سب گذر گئے۔ اور وہ قصبے کا اختتام تھا۔

ساری گاڑی پہیوں کے تال کے مطابق جھول رہی تھی، اور کالا دھواں مرغولوں کی شکل میں اُٹھ رہا تھا ٹیلیگراف کی ایک تار کھڑکی سے پَرے جھپٹ کر اُوپر جاتی اور پھر نیچے چلی جاتی۔ درحقیقت یہ جھپٹ نہیں رہی تھی بلکہ جھپٹتی ہوئی اس لئے محسوس ہوتی تھی کہ کھمبوں کے درمیان اس میں خم پیدا ہو جاتا تھا۔ وہ سبز شیشے کی گومڑیوں کے ساتھ بندھی تھی۔ یہ سبز شیشہ دھوپ میں چمکتا تھا اور جب دھوئیں کا بادل ان گومڑیوں کے اُوپر منڈلانے لگتا، ان پر تاریکی چھا جاتی تھی۔ تار کے پَرے سبزہ زار، کھیت، کھیت سے ملحق کسانوں کے بکھرے ہوئے مکان اور غلّہ کوٹھڑیاں ایک ایک کرکے گذر رہے تھے۔

وہ چیزیں اتنی تیز رفتاری کے ساتھ ان کے سامنے سے گذر رہی تھیں کہ لارا انھیں دیکھ بھی نہیں پاتی تھی، اور وہ نظروں سے اوجھل ہو جاتی تھیں۔ ایک گھنٹے میں وہ ریل گاڑی بیس میل کا سفر طے کرے گی، جہاں تک گھوڑوں کا تعلّق تھا، وہ اتنی مسافت دن بھر میں طے کرتے تھے۔

دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے پیتل کے بٹنوں والا نیلے رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی ٹوپی کے اگلے حصّے پر

کنڈکٹر

کے حروف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ہر نشست کے پاس رک جاتا اور ٹکٹ لے لیتا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی مشین تھی جس کی مدد سے وہ ان ٹکٹوں میں گول گول سوراخ کر دیتا۔ ماں نے اسے تین ٹکٹ دیئے۔ کیری اور گریس اتنی ننھی منی تھیں کہ وہ کرایہ دیئے بنا ہی ریل گاڑی پر سوار ہو سکتی تھیں۔

کنڈکٹر آگے چلا گیا اور لارا آہستہ سے بولی "اوہ۔ میری! اس کے کوٹ پر پیتل کے چمکتے کتنے ہی بٹن لگے

تھے۔ اور اس نے جو ٹوپی پہن رکھی ہے نا، اس کے عین سامنے کنڈکٹر لکھا ہے۔!"

"اور وہ لمبا تڑنگا ہے۔" میری نے کہا "اس کی آواز کافی اونچی ہے"

لارا نے اسے یہ بتانے کی کوشش کی کہ ٹیلیگراف کے کھمبے کتنی تیزی کے ساتھ گزرتے چلے جا رہے تھے۔ اس نے کہا "تار ان کھمبوں کے درمیان جھک جاتی ہے اور جھپٹ کر پھر سے اوپر آ جاتی ہے۔" اور پھر کھمبوں کو گننے لگی "ایک ـــــ دو ـــــ تین۔ دیکھا، کتنی تیزی کے ساتھ یہ گزرتے چلے جا رہے ہیں؟"

"میں کہہ سکتی ہوں کہ گاڑی بڑی تیزی کے ساتھ جا رہی ہے۔ میں اس بات کا احساس کر سکتی ہوں" میری نے خوشی کے لہجے میں کہا۔ اس خوفناک اور مہیب صبح کو جب کہ میری کو سورج کی روشنی بھی پوری طرح دکھائی نہیں دے سکی تھی، پاپا نے کہا تھا کہ لارا کو چاہیئے کہ وہ ہر چیز کا نقشہ اس طرح اس کے سامنے کھینچ کر رکھ دے کہ اسے یہی محسوس ہو گویا وہ خود ہی سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ انھوں نے کہا تھا "تمھاری دونوں آنکھیں اور تمھاری زبان بڑی تیز ہیں۔ میں چاہوں گا کہ تم ان چیزوں کو میری کے لئے استعمال میں لاؤ۔ آنکھوں سے جو کچھ دیکھو زبان سے اس کی وضاحت کر دو۔" اور لارا نے وعدہ کر لیا تھا۔ اس طرح وہ ہر چیز کا نقشہ اس کے سامنے کھینچنے کی کوشش کرتی تھی۔ کبھی کبھار ہی ایسا ہوتا تھا جب میری کو یہ کہنے کی ضرورت محسوس ہوتی کہ "ذرا وضاحت سے لارا بہن۔ ذرا تفصیل سے بتاؤ"

"گاڑی کے دونوں طرف کھڑکیاں ہیں جو ایک دوسری کے قریب قریب بنی ہیں" لارا نے اب کہا "ہر کھڑکی شیشے کی بڑی چادر ہے، یہاں تک کہ کھڑکیوں کے درمیان لکڑی کی جو دھاریاں بنی ہیں، وہ بھی شیشے ہی کی مانند چمک رہی ہیں۔ اتنا نفیس پالش ہے اُن پر!"

"میں سمجھی۔" میری نے شیشے کے اوپر ہاتھ پھیرا، اور اپنی انگلی کے سروں کی مدد سے چمکتی لکڑی کو چھوا۔

"دھوپ، چوڑی دھاریوں کی شکل میں جنوبی کھڑکی میں سے ہو کر سرخ مخمل کی نشستوں اور لوگوں پر پڑتی ہے۔ سورج کی کرنوں کے کونے فرش پر گرتے ہیں۔ وہ کبھی باہر چلے جاتے ہیں، کبھی اندر آ جاتے ہیں۔ کھڑکیوں کے اوپر جو آبدار لکڑی ہے، وہ دیواروں کے دونوں طرف سے مڑی ہوتی ہے اور چھت کے سارے درمیانی حصے کے ساتھ ساتھ والی جگہ ذرا اونچی سی ہے۔ یہاں ننھی منی، لمبی اور چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں کی چھوٹی چھوٹی دیواریں سی بنی ہیں، اور ان میں سے نیلا آسمان دکھائی دے سکتا ہے۔ مگر بڑی کھڑکیوں کے باہر، دونوں طرف، بہت

گذر رہے ہیں۔ کھیتوں کے کٹنے کے بعد جو ٹھنٹھ باقی رہ گئے ہیں، وہ زرد رنگ کے ہیں گھاس کے چرٹی دار ڈھیر غلہ کوٹھڑیوں کے پاس رکھے ہیں اور گھروں کے ارد گرد درختوں کے جو جھنڈ ہیں، وہ زرد اور سرخ رنگ کے ہیں۔

"اب میں تمھیں لوگوں کے متعلق بتاتی ہوں" لارا کہتی رہی۔ "ہمارے سامنے گل مونچھوں والا ایک شخص بیٹھا ہے جس کے سر کے اوپر کے بال اُڑے ہوئے ہیں۔ وہ ایک اخبار پڑھ رہا ہے۔ وہ کھڑکی سے باہر بالکل نہیں دیکھتا۔ ذرا آگے دو نوجوان ہیں جنھوں نے سروں پر ہیٹ پہن رکھے ہیں۔ انھوں نے ایک بہت بڑا سفید نقشہ پکڑ رکھا ہے۔ وہ نقشے کی طرف دیکھتے اور باتیں کرتے جا رہے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ بھی جگہ ہی کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ کھردرے اور سخت ہیں۔ اس لحاظ سے وہ اچھے کارکن ہیں۔ اور اس سے آگے، چمکیلے زرد بالوں والی ایک عورت ہے، اور اوہ میری! گلابی رنگ کے گلاب کے پھولوں والے چمکدار ترین سرخ مخمل کے ہیٹ کا تو کہنا ہی کیا ہے......"

عین اس وقت کوئی شخص پاس سے گزرا۔ لارا نے اوپر نظریں اٹھا کر دیکھا، اور اپنی بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا "کڑے بالوں والی بھووں اور لمبی مونچھوں والا ایک دبلا پتلا شخص ابھی ابھی اٹھ کر گیا ہے۔ اس کے گلے میں کنٹھ بھی ہے۔ گاڑی ابھی تیزی سے چل رہی ہے کہ وہ سیدھا نہیں چل سکتا۔ میں حیران ہوں کہ کیا...... اوہ میری! وہ ڈبے کے آخر میں دیوار پر لگے ایک چھوٹے سے ہینڈل کو موڑ رہا ہے اور پانی باہر آ رہا ہے!"

"پانی عین ٹین کے کپ میں گر رہا ہے۔ اب وہ اس پانی کو پی رہا ہے۔ پانی پیتے وقت اس کے گلے کا کنٹھ اوپر نیچے حرکت کر رہا ہے۔ وہ دوبارہ کپ بھر رہا ہے۔ ہینڈل گھماتے ہی پانی نکلنے لگتا ہے۔ ذرا اندازہ تو کرو میری! اس نے کپ ایک چھوٹے سے شیلف پر رکھ دیا ہے۔ اب وہ واپس آ رہا ہے۔"

جب وہ آدمی چلا گیا، تو لارا نے ارادہ کیا۔ اس نے ما سے پانی پینے کی اجازت طلب کی، اور جب ما نے ہاں کی، تو وہ باہر نکل گئی۔

وہ سیدھی نہیں چل سکتی تھی۔ گاڑی کے لڑکھڑانے کی وجہ سے وہ اِدھر اُدھر جھول جاتی اور نشست کے پچھلے حصے کو پکڑ لیتی۔ وہ سارا راستہ ایسا ہی کرتی رہی۔ جب وہ ڈبے کے آخر میں پہنچی تو اس نے چمکتے ہینڈل

پانی کی ٹونٹی اور ان کے نیچے اس ننھے سے شیلف کو دیکھا جہاں ٹین کا چمکتا ہوا کپ رکھا تھا۔ اس نے ہینڈل تھوڑا سا گھمایا اور ٹونٹی میں سے پانی نکل آیا۔ اس نے ہینڈل کو واپس گھما دیا اور پانی بند ہوگیا۔ کپ کے نیچے ایک چھوٹا سا سوراخ تھا جس کا مقصد بچے کھچے پانی کو خارج کر دینا تھا۔ لارا نے اتنی عجیب چیز کبھی نہیں دیکھی تھی۔ یہ اس قدر صاف ستھرا اور تعجب خیز تھا کہ وہ بار بار کپ کو بھرنا چاہتی تھی۔ مگر اس کے ایسا کرنے سے خواہ مخواہ پانی ضائع ہو گا۔ لہٰذا پانی پی چکنے کے بعد اس نے اتنا پانی لیا کہ وہ نیچے نہ گرنے پائے اور بڑی احتیاط سے لے کر ما کے پاس آگئی۔

کیری اور گریس دونوں نے پانی پیا۔ انہیں اور پانی کی ضرورت نہیں تھی؛ اور ما اور میری کو پیاس نہیں تھی۔ چنانچہ لارا کپ لے کر اسی جگہ واپس چلی گئی جہاں سے اس نے اٹھایا تھا۔ اس سارے عرصہ میں گاڑی بھاگتی جارہی تھی کھیت اور دوسری چیزیں پیچھے رہتی جارہی تھیں اور گاڑی ہل رہی تھی مگر اب کی مرتبہ لارا جس نشست کے پاس سے بھی گذری، اس نے کسی نشست کو چھوا نہیں۔ وہ قریب قریب کنڈکٹر ہی کی مانند چل پھر سکتی تھی۔ یقیناً کوئی شخص اس بات پر شک نہیں کر سکتا تھا کہ اسے اس سے پہلے کبھی ریل گاڑی پر سفر کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

پھر ایک لڑکا، نشستوں کے درمیانی رستہ کے ساتھ ساتھ چلتا آیا۔ اس کے بازو پر ایک ٹوکری لٹکی تھی وہ رکا، اور ہر شخص کو ٹوکری دکھائی۔ بعض لوگوں نے ان میں سے کچھ چیزیں لیں اور اسے ان چیزوں کی قیمت ادا کی۔ جب وہ لارا کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہ ٹوکری قند کے ڈبوں اور سفید رنگ کے چیونگ۔ گم (گم چوس) سے بھری پڑی تھی۔ اس لڑکے نے وہ چیزیں ما کو دکھائیں اور کہا "محترمہ، اچھی تازہ قند لیجئے گا؟ گم چوس لیجئے گا؟"

ما نے اپنا سر ہلایا مگر لڑکے نے ایک ڈبہ کھول کر رنگدار قند دکھائی۔ کیری بنا جانے ہی اسے لینے کی خواہشمند ہو رہی تھی۔

لڑکے نے ڈبے کو تھوڑا سا ہلایا، بس اتنا ہی کہ قند باہر نہ گرنے پائے۔ یہ کرسمس کی خوبصورت مٹھائی تھی، سرخ ٹکڑوں میں اور زرد ٹکڑوں میں۔ ان میں سے بعض پر سرخ اور سفید دھاریاں تھیں۔ لڑکے نے کہا "صرف دس سینٹ محترمہ ایک ڈائم" (نقرئی سکہ جو پانچ آنے کے برابر ہوتا ہے)

لارا اور کیری بھی جانتی تھی کہ وہ قند حاصل نہیں کر سکتیں۔ وہ صرف اسے دیکھ ہی رہی تھیں۔ دفعتاً ما نے اپنا بٹوہ کھولا اور ایک نکل (پانچ سینٹ کا سکہ) اور پانچ پینی گن کر لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ انھوں نے ڈبہ لے کر کیری کو دے دیا۔

جب لڑکا چلا گیا تو ما نے اس قدر خرچ کرنے کے لئے اپنے آپ کو نذر گزر کرتے ہوئے کہا "کبھی پہلی بار گاڑی کا سفر کر رہے ہیں۔ آخر کچھ جشن تو ہونا ہی چاہئے۔"

گریس سو گئی تھی۔ ما نے بتایا کہ ننھے بچوں کو قند نہیں کھانی چاہئے۔ ما نے صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہی لیا۔ پھر کیری، لارا اور میری کے ساتھ نشست پر واپس آ گئی اور جو قند بچ گیا تھا، اسے بانٹ لیا۔ اب ہر ایک کے پاس دو دو ٹکڑے تھے۔ وہ ایک ٹکڑا کھا لینا چاہتی تھیں اور دوسرا ٹکڑا اگلے روز کے لئے بچا کر رکھ لینا چاہتی تھیں۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب پہلا ٹکڑا ختم ہو گیا تو لارا نے اپنا دوسرا ٹکڑا چکھنے کا فیصلہ کیا۔ پھر کیری نے اپنا ٹکڑا چکھا اور انجام کار میری بھی ہار گئی۔ وہ رستہ بھر ان ٹکڑوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے چاٹتی رہیں۔

وہ اس وقت بھی اپنی انگلیاں چاٹ رہی تھیں جب انجن نے ایک لمبی اور زوردار سیٹی بجائی۔ پھر گاڑی کی رفتار مدھم ہو گئی، اور اس کے باہر جھونپڑیوں کے پچھلے حصے آہستہ آہستہ پیچھے رہنے لگے۔ سبھی اشخاص نے اپنا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیا، اور پھر ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ گاڑی رک گئی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ وہ ٹریسی پہنچ گئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ تم لڑکیوں نے اس قند کے ساتھ اپنے کھانے کا مزہ خراب نہیں کر لیا ہوگا۔" ما نے کہا۔

"ہم تو کھانا لائیں ہی نہیں ما۔" کیری نے انھیں یاد دلایا۔

بے خیالی سے ما نے جواب دیا "ہم ہوٹل میں کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ آؤ لارا۔ تم اور میری ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔"

چوتھا باب

آخری سٹیشن

پا' اس اجنبی سٹیشن پر موجود نہیں تھے۔ بریک مین نے تھیلے پلیٹ فارم پر رکھے اور ما سے گویا ہوا" اگر آپ ایک منٹ رکیں تو میں آپ کو ہوٹل تک لے چلوں گا۔ میں خود بھی وہیں جا رہا ہوں"۔

"شکریہ۔" ما نے احسان مندی سے کہا

بریک مین نے انجن کو ریل گاڑی سے علیحدہ کرنے میں مدد دی۔ فائرمین کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا' اور وہ کالک سے اٹا پڑا تھا۔ وہ انجن سے باہر کی طرف جھک گیا۔ پھر اس نے گھنٹی والی رسّی کو جھٹکا دیا۔ انجن گھنٹی کی ٹھنٹھناہٹ کے ساتھ' دھواں اڑاتا اپنے آپ چلتا گیا۔ یہ تھوڑی ہی دُور تک گیا' پھر یہ رُک گیا' اور لارا نے جو کچھ دیکھا' اس پر اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ انجن کے نیچے کی فولادی پٹڑیاں' اور ان پٹڑیوں کے درمیان ریل کے سلیپر' زمین پر ایک دائرے کی شکل میں مڑ گئے تھے' اور جب پٹڑیوں کے دونوں سروں کو ایک دوسرے سے ملا دیا گیا تو اس وقت انجن کا رُخ پچھلی طرف کو پھر گیا۔

لارا اس قدر حیران تھی کہ جو کچھ وہ دیکھ رہی تھی' وہ میری کو نہ بتا سکی۔ پھر انجن ایک دوسری پٹڑی پر ٹھن ٹھن کرتا' دھواں چھوڑتا' گاڑی کے پاس سے گزرا اور تھوڑی دُور آگے تک گیا۔ گھنٹی بجی' لوگ چلائے اور اپنے بازو ہلا ہلا کر اشارے کئے۔ اور انجن ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ گاڑی کے پچھلے سرے کے ساتھ آ لگا۔ سارے ڈبے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ اب گاڑی اور انجن پیچھے مشرق کی طرف رُخ کئے کھڑے تھے۔

حیرت سے کیری کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ بریک مین ایک دوستانہ انداز میں' اُسے دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا "یہ گول گھومنے والا پلیٹ فارم ہے جس کی مدد سے انجن کا رُخ بدلا جاتا ہے۔ یہاں آکر پٹڑیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ہمیں انجن کو اس طرح موڑنا ہوتا ہے کہ وہ گاڑی کو واپس لے جاسکے"۔

ہاں' انھیں ضرور ایسا کرنا پڑتا ہوگا۔ مگر لارا نے اس سے پہلے تو کبھی اس کا تصوّر نہیں کیا تھا۔ اب اسے

یہ بات سمجھ میں آرہی تھی جب پا نے کہا تھا کہ "ہم ایک عجیب وغریب دور میں رہ رہے ہیں" پا نے بتایا کہ دنیا کی تاریخ میں کہیں ایسے عجوبے دیکھنے کو نہیں ملتے۔ اب ایک صبح انھوں نے درحقیقت پورے ہفتہ کا سفر کرلیا تھا؟ اور لارا نے آہنی گھوڑے کو واپس مڑتے دیکھا تھا جیسے واپسی کا سارا سفر ایک دوپہر میں پورا کرنا تھا۔

محض ایک منٹ کے لئے اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش کہ اس کے پا ریل کی پٹریوں پر کام کرتے ہوتے۔ ریل کی پٹریوں سے زیادہ انوکھی اور حیرت انگیز کوئی چیز نہیں۔ یہاں جو لوگ کام کرتے تھے، وہ بڑے آدمی تھے جو لوہے کے بڑے بڑے انجنوں اور تیز رفتار خطرناک گاڑیوں کو چلا سکنے کے قابل تھے۔ مگر ریل کی پٹریوں پر کام کرنے والے بھی تو کسی حالت میں پا سے بڑے یا بہتر نہیں تھے۔ پا جو کچھ بھی تھے، وہ انھیں اسی حالت میں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ کچھ نہیں چاہتی تھی۔

اسٹیشن سے پرے ایک دوسری پٹری پر مال گاڑی کے ڈبوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ لوگ ڈبوں سے سامان نکال نکال کر ویگنوں پر لاد رہے تھے۔ پھر وہ سارے دفعتاً رک گئے اور کود کر ویگنوں سے نیچے اتر گئے۔ ان میں سے بعض اشخاص خوشی کے نعرے لگانے لگے، اور ایک بڑے نوجوان شخص نے توما کا دلپسند گیت بھی گانا شروع کردیا۔ لے وہی تھی، البتہ الفاظ مختلف تھے:۔

وہاں ایک بورڈنگ ہاؤس ہے

بس قریب ہی

جہاں تلی ہوئی ران اور انڈے ملتے ہیں

دن میں تین بار

اقامت خانے میں رہنے والے خوشی سے نعرے لگاتے ہیں

جب انھیں کھانے کی گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے!

ان انڈوں سے کتنی مہک اٹھتی ہے!!

دن میں تین بار......

وہ یہ وحشت انگیز الفاظ گا رہا تھا۔ بعض دوسرے لوگ بھی ایسا ہی کررہے تھے۔ مگر جب انھوں نے ما کو دیکھا

تو وہ رک گئے۔ ما، گریس کو اٹھائے اور کیری کا ہاتھ پکڑے خاموشی سے چلنے لگیں۔ بمبیک میں ہراساں اور پریشان تھا۔ اس نے جلدی سے کہا "بہتر ہے کہ ہم جلدی جلدی چلیں۔ کھانے کی گھنٹی بج رہی ہے۔"

چند ایک سٹوروں اور خالی جگہوں سے پرے ایک چھوٹے سے بازار کے نیچے کی جانب ہوٹل واقع تھا۔ پٹڑی کے ایک طرف بورڈ پر "ہوٹل" لکھا تھا اور اس کے نیچے ایک آدمی کھڑا گھنٹی ہلا رہا تھا۔ یہ گھنٹی مسلسل بجتی رہی اور دُھول سے اَٹے پڑے بازار اور پٹڑی پر لوگوں کے جوتوں کی ٹخاخخ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"لارا، یہاں جو شور و غل ہو رہا ہے، اس سے تو یہی لگتا ہے کہ یہ جگہ بڑی ہنگامہ خیز ہے۔ کیا یہ واقعی ایسی جگہ ہے؟" میری نے کانپتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں،" لارا بولی "یہ بالکل معمول کے مطابق ہی ہے۔ یہ ایک قصبہ ہی ہے اور یہ شور، ان آدمیوں کی وجہ سے ہے۔

"یہ جگہ کوئی اچھی محسوس نہیں ہوتی۔" میری نے کہا

"یہ اب ہوٹل کا دروازہ ہے۔" لارا نے اسے بتایا

بمبیک میں انھیں اندر لے گیا اور تھیلے نیچے رکھ دئے۔ فرش پر اچھی طرح جھاڑو نہیں دیا گیا تھا۔ دیواروں پر بادامی رنگ کا کاغذ اور ایک کیلنڈر لگا تھا جس پر گندم کے چمکتے زرد کھیت میں ایک خوبصورت لڑکی کی بڑی چمکدار تصویر لگی تھی۔ سبھی لوگ جلدی جلدی ایک کھلے دروازے سے ہو کر ذرا پرے ایک بڑے کمرے کی طرف چلے گئے جہاں ایک لمبی میز بچھی تھی۔ یہ میز ایک سفید کپڑے سے ڈھکی تھی۔ کھانے کی تیاریاں مکمل تھیں۔

جس آدمی نے گھنٹی بجائی تھی، اس نے ما کو بتایا "ہاں محترمہ! آپ کے لئے کمرہ ہے۔" اس نے تھیلوں کو ڈیسک کے پیچھے رکھا اور کہا "کھانے سے پہلے آپ شاید نہانا چاہیں گی!"

ایک چھوٹے سے کمرے میں نہانے کا سامان رکھا تھا۔ چینی کا ایک بہت بڑا گھڑا، چینی کے ایک بڑے سے طشت میں رکھا تھا اور بیٹن پر چڑھا ایک تولیہ دیوار پر لٹک رہا تھا۔ ما نے ایک صاف ستھرے رومال کو گیلا کیا اور گریس کا اور اپنا ہاتھ منہ دھویا۔ پھر اس نے واش سٹینڈ کے پاس رکھی ایک بالٹی میں پانی کا پیالہ ڈالا، اور میری اور پھر لارا کے لئے پانی کا تازہ پیالہ بھرا۔ ان کے دُھول اور کالک سے اَٹے پڑے

چہروں پر ٹھنڈے پانی نے خوشگوار اثر کیا، اور پیالہ کا پانی کالا سیاہ ہوگیا تھا۔ ہر ایک کے لئے بس تھوڑا تھوڑا پانی ہی تھا۔ پھر گھڑا خالی ہوگیا۔ لارا کا منہ ہاتھ دھو چکنے کے بعد ما نے اُسے بڑی صفائی اور سلیقہ کے ساتھ پھر سے طشت میں رکھ دیا۔ ان سب نے اپنے اپنے ہاتھ اور مُنھ، بیلن پر چڑھے تولئے سے صاف کئے۔ بیلن پر چڑھا تولیہ بڑا مفید تھا کیونکہ اس کے سرے ایک دوسرے کے ساتھ سلے ہوئے تھے اور یہ اپنے بیلن پر اس طرح ادھر سے ادھر گھومتا تھا کہ ہر ایک کو ہاتھ منھ پونچھنے کے لئے تولیہ کا خشک حصہ مل سکتا تھا۔

اب کھانے کے کمرے میں جانے کا وقت ہوگیا تھا۔ لارا اندر جانے سے جھجک رہی تھی، اور وہ یہ جانتی تھی کہ ما کی بھی یہی حالت تھی۔ اتنے اجنبی اشخاص کا سامنا کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔

"تم سب بڑی صاف ستھری اور اچھی دکھائی دیتی ہو" ما نے کہا "اب ذرا اپنے طور طریقوں اور آداب و ضوابط کا خیال رکھنا۔" ما، گریس کو اٹھائے سب سے پہلے گئیں۔ کیری نے ان کی پیروی کی، پھر لارا آگئی اور اس کے پیچھے پیچھے میری گئی۔ جب وہ کھانے کے کمرے میں داخل ہوئیں تو بڑا شور و غل سنائی دے رہا تھا مگر ان کے داخل ہوتے ہی شور ختم ہوگیا۔ کسی بھی آدمی نے ان کی طرف نظریں نہ اٹھائیں۔ کسی نہ کسی طرح ما کو خالی کرسیاں مل گئیں۔ پھر وہ سب، لمبی میز کے پاس ایک قطار میں بیٹھ گئیں۔

ساری میز کے اوپر ایک سفید کپڑا بچھا تھا، اور اس پر شہد کے چھتوں کی شکل کی جالیاں رکھی تھیں۔ ہر جالی کے نیچے گوشت کی قاب یا سبزیوں کی طشتری رکھی تھی۔ وہاں روٹی اور مکھن کی پلیٹیں تھیں، اچار کی طشتریاں تھیں، راب کے برتن تھے، کریم دانیاں تھیں اور کھانڈ کے پیالے تھے۔ ہر جگہ، ایک چھوٹی سی پلیٹ میں پائی کا ایک ایک ٹکڑا رکھا تھا۔ (پائی ایک قسم کا انگریزی کھانا ہے جس کے اوپر آٹے کی پپڑی جمی ہوتی ہے اور اندر گوشت، ترکاریاں اور پھل ہوتے ہیں) مکھیاں تاروں کی جالیوں پر رینگتی اور بھنبھناتی تھیں مگر وہ اندر رکھی خوراک تک نہ پہنچ سکتی تھیں

ہر شخص بڑا مہربان اور شفیق تھا۔ ہر ایک کو جتنی چیز کی ضرورت ہوتی، اتنی لے کر وہ پلیٹ کو اگلے شخص کے حوالے کر دیتا۔ اس طرح سبھی طشتریاں ایک ایک کر کے ما کی میز تک آتی رہیں۔ کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہ کی، ماسوائے اس دھیمی آواز کے "یہ لیجئے محترمہ" ما اس کے جواب میں کہتیں "شکریہ!" ایک لڑکی ان کے لئے کافی کا ایک پیالہ لے آئی۔

میری کی پلیٹ میں جو گوشت رکھا تھا، لارا نے اس کی سہولت کے لئے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دئے اور اس کی روٹی پر مکھن لگا دیا۔ میری نے اپنی حساس انگلیوں میں چھری اور کانٹے کو بڑی خوش اسلوبی سے پکڑا اور کوئی چیز خراب نہ کی۔

یہ دکھ کی بات تھی کہ کھلبلی اور گھبراہٹ کی وجہ سے ان کی بھوک غائب ہو گئی تھی۔ کھانے پر پچیس سینٹ خرچ آئے، اور وہ اپنی پسند کی ہر چیز کھا سکتے تھے۔ وہاں کھانے کو بہت کچھ تھا مگر انھوں نے بہت کم کھانا کھایا۔ چند ہی منٹوں میں سبھی آدمیوں نے اپنی پارٹی ختم کر لی اور پھر وہ چل دئے۔ جو لڑکی کافی لے کر آئی تھی، اس نے پلیٹیں اکٹھی کر کے باورچی خانے میں لے جانی شروع کر دیں۔ وہ بڑی عمر کی ایک خوش طبع لڑکی تھی۔ اس کا چہرہ کشادہ تھا اور اس کے سر کے بال زرد رنگ کے تھے۔

"میرا قیاس ہے کہ آپ لوگ زمین کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ کیوں، ٹھیک ہے نا" اس نے ما سے پوچھا۔

"ہاں" ما نے کہا

"آپ کا گھر والا ریل کی پٹڑی پر کام کرتا ہے؟"

"ہاں۔" ما نے کہا "وہ اس دوپہر ہمیں لینے آ رہے ہیں"

"میرا بھی یہی خیال تھا" لڑکی نے کہا "یہ عجیب سی بات ہے کہ آپ لوگ سال کے اس حصّے میں یہاں آ رہے ہیں۔ زیادہ تر لوگ تو بہار کے دنوں میں یہاں آتے ہیں۔ آپ کی لڑکی نابینا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟ بہت دکھ کی بات ہے۔ اور ہاں، دیوان خانہ، دفتر کی دوسری جانب ہے۔ جب تک آپ کا گھر والا نہیں آتا، آپ لوگ چاہیں، تو وہاں بیٹھ سکتے ہیں۔"

دیوان خانے کے فرش پر غالیچہ بچھا تھا، اور دیواروں پر پھول دار کاغذ لگا تھا۔ سپرنگ دار کرسیاں گہرے سرخ رنگ کی پلش کی تھیں (یہ ایک قسم کا ریشمی یا سوتی کپڑا ہوتا ہے جس کا رُواں مخمل کے رُوئیں سے زیادہ لمبا اور ملائم ہوتا ہے) ما، جھولا کرسی میں دھنس گئیں، اور انھوں نے سُکھ کا سانس لیا۔ "گریس کو نیند آ رہی ہے۔ لڑکیو بیٹھ جاؤ اور خاموش ہو جاؤ۔"

کیری، ما کے قریب ہی ایک بڑی سی کرسی پر چڑھ گئی، اور میری اور لارا صوفے پر بیٹھ گئیں۔ وہ سب

خاموش تھیں، اس خیال سے کہ گریس کو نیند آجائے۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔

مرکزی میز پر ایک لیمپ رکھا تھا جس کا نیچے کا حصہ پیتل کا تھا۔ میز کی مڑی ہوئی ٹانگوں کے نیچے، دری پر شیشے کے گولے رکھے تھے۔ کھڑکیوں پر سے لیس کے کپڑے کے پردوں کو دونوں طرف ہٹا دیا گیا۔ اور ان کے درمیان سے لارا پریری کا میدان اور اس پر سے گزرنے والی ایک سڑک دیکھ سکتی تھی۔ شاید یہی وہ سڑک تھی جس پر سے پا آئیں گے۔ اگر یہ وہی تھی تو وہ سارے اسی سڑک پر جائیں گے، اور کسی دن وہ سبھی کسی جگہ ایک نئے مکان میں رہنے لگیں گے، اس جگہ سے بھی بہت دور جس کا ایک سرا لارا کو اب دکھائی دے رہا تھا۔

لارا تو کسی بھی جگہ نہیں رکے گی۔ وہ تو سڑک کے آخری سرے کی طرف بڑھتی ہی چلی جائے گی، چاہے وہ آخری سرا کہیں بھی کیوں نہ ہو۔

وہ ساری طویل دوپہر انھوں نے دیوان خانے میں خاموشی سے بیٹھ کر کاٹی جبکہ گریس سوتی رہی۔ کیری بھی تھوڑا سا سوئی اور لارا اور ما بھی اونگھنے لگی تھیں۔ سورج اس وقت قریب قریب غروب ہو رہا تھا جب سڑک پر بیلوں کی ایک چھوٹی سی جوڑی اور ایک ویگن دکھائی دیئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ویگن آہستہ آہستہ جسامت میں بڑھتا جا رہا ہے۔ گریس اب بیدار ہو چکی تھی، اور وہ بھی کھڑکی میں سے دیکھنے لگے تھے۔ ویگن اب بہت بڑا ہو گیا تھا۔ یہ پا کا ویگن تھا، اور پا اس میں تھے۔

ہوٹل میں ہونے کی وجہ سے وہ دوڑ کر انھیں ملنے کو نہ جا سکتی تھیں۔ مگر ایک ہی لمحہ میں وہ یہ کہتے ہوئے اندر آ پہنچے۔ "ہیلو! میری بچیو!!"

پانچواں باب

کیمپ

اگلے روز صبح سویرے ہی وہ سارے لوگ ویگن میں مغرب کی طرف جا رہے تھے۔ گریس، ما اور پا کے درمیان گدّے دار نشست پر بیٹھی تھی جبکہ میری، کیری اور لارا کے درمیان ایک تختے پر بیٹھی تھی جو ویگن کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رکھا ہوا تھا۔

ریل گاڑی کے ڈبوں میں سفر، دلچسپ اور شاندار تھا، فاصلہ بھی جلدی طے ہوتا تھا مگر لارا، ویگن کے سفر کو ترجیح دیتی تھی۔ اس ایک روز کے سفر کے لئے پا نے ویگن کو کینوس سے ڈھانپا نہیں تھا۔ اوپر، پورا آسمان دکھائی دیتا تھا، اور سامنے پریری کا میدان دور دور تک چاروں جانب پھیلا تھا، پریری کے میدان میں کھیت ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔ ویگن آہستہ آہستہ جا رہا تھا جس کی وجہ سے ہر چیز اچھی طرح دیکھی جا سکتی تھی۔ اور وہ سب بڑے آرام سے ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے تھے۔

صرف گھوڑوں کے قدموں سے ابھرنے والی تھپ تھپ کی آواز، اور ویگن کی چرچراہٹ کا شور ہی سنائی دے رہا تھا۔

پا نے بتایا کہ چچا ہنری اپنا پہلا ٹھیکہ ختم کر چکے تھے، اور اب وہ ذرا آگے مغرب میں ایک نئے کیمپ میں جا رہے تھے۔ انھوں نے کہا "لوگ تو یہاں سے جا بھی چکے ہیں۔ اب تو ڈوسیا کے گھرانے کے علاوہ صرف جوڑی ہانکنے والے چند لوگ ہی رہ گئے ہیں۔ چند ایک دنوں تک وہ بھی اپنے جھونپڑے گرا کر سامان لے جاتے دکھائی دیں گے۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم بھی یہاں سے چلے جائیں گے۔ ما نے پوچھا

"ہاں۔ چند دنوں تک" پا نے جواب دیا۔ انھوں نے ابھی جگہ تلاش نہیں کی تھی۔ وہ ذرا آگے مغرب کی طرف کوئی جگہ حاصل کریں گے۔

لارا کو کوئی ایسی چیز دکھائی نہ دی جس کے متعلق وہ میری کو بتاتی۔ گھوڑے سیدھے اس سڑک پر جا رہے تھے جو پریری کے پار جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ساری جگہ ریل کی پٹڑی کی کچی، ابھری ہوئی زمین تھی۔ شمال کی طرف، گھر ہی کی مانند کھیت اور مکان تھے۔ البتہ اتنا فرق تھا کہ وہ ذرا زیادہ نئے اور فاصلے چھوٹے تھے۔

صبح کی تازگی، دم توڑ گئی۔ جس سخت اور بے لچک تختے پر وہ بیٹھی تھیں، سارا عرصہ اس تختے پر ویگن سے جھٹکے اور دھچکے لگتے رہے۔ سورج بھی تو نکلنے میں نہیں آ رہا تھا۔ کیری نے ایک لمبی سانس لی۔ اس کا لمبوترا منا سا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ مگر لارا اس کے لئے کچھ بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔ لارا اور کیری کیلئے تو تختے کے سروں پر ہی بیٹھنا ضروری تھا جہاں جھٹکے کہیں زیادہ شدید تھے۔ اور میری کو ہر حالت میں درمیان ہی میں بیٹھنا تھا۔

انجام کار سورج سر کے اُوپر آ گیا اور پا نے ایک چھوٹے سے آب درّے کے پاس گھوڑوں کو روک لیا۔ خاموشی بڑی بھلی لگ رہی تھی۔ چھوٹا سا آب درّہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا، گھوڑے ویگن کے پچھلے حصّہ میں اپنی ناندیں جبڑی چبا رہے تھے اور گرم، خوشگوار گھاس پر ما نے ایک کپڑا بچھا کر کھانے کا ڈبّہ کھول دیا تھا۔ ڈبّے میں روٹی تھی، مکھن تھا اور اُبلے ہوئے عمدہ انڈے تھے۔ ایک کاغذ میں کالی مرچ اور نمک تھا تاکہ ان کے ساتھ لگا لگا کر انڈوں کو کھایا جا سکے۔

دوپہر جلد ہی ڈھل گئی۔ پا گھوڑوں کو پانی پلانے کے لئے آب درے پر لے گئے جبکہ ما اور لارا نے انڈوں کے چھلکوں اور کاغذ کے ٹکڑوں کو اٹھا کر جگہ صاف کر دی۔ پا، پھر کھینچ کر گھوڑوں کو دوبارہ ویگن کے پاس لے آئے اور جھومتے ہوئے بولے "سب بیٹھ جاؤ۔"

لارا اور کیری چاہتی تھیں کہ وہ تھوڑا سا پیدل چلیں۔ مگر انھوں نے اس کا اظہار نہ کیا۔ وہ جانتی تھیں کہ کہ میری، ویگن کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی تھی، اور وہ اسے تن تنہا، بے چارگی کے عالم میں، ویگن میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دے سکتی تھیں۔ انھوں نے میری کو ویگن پر چڑھنے میں مدد دی اور تختے پر اس کے پاس ہی بیٹھ گئیں۔

دوپہر صبح سے کہیں طویل تر تھی۔ ایک بار لارا بولی "میرا خیال تھا کہ ہم لوگ مغرب کی طرف جا رہے ہیں۔"

"ہم مغرب ہی کی طرف تو جا رہے ہیں لارا۔" پا نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"میرا خیال تھا کہ یہ مختلف ہوگا" لارا نے وضاحت کی۔

"بس۔ ذرا اس وقت تک انتظار کرو جب ہم بستی سے پرے نکل جائیں!" پا نے کہا

ایک مرتبہ کیری نے گہری سانس لی "میں تو تھک گئی ہوں۔" پھر وہ جلد ہی وضاحت کرنے لگی "مگر اتنا زیادہ نہیں۔" کیری کوئی شکایت کرنا نہیں چاہتی تھی۔

ایک آدھ جھٹکا تو کچھ بھی نہیں۔ جب وہ لوگ آلوچوں والے آب درے سے قصبے کی طرف، سوار ہو کر گئے تھے تو اڑھائی میل کے اس سفر میں انھیں جھٹکے کا احساس ہی نہیں ہونے پایا تھا۔ مگر طلوع آفتاب سے دوپہر، اور پھر دوپہر سے غروب آفتاب تک اگر جھٹکے لگتے رہیں تو تھکاوٹ ہو ہی جاتی ہے۔

تاریکی پھیلنے لگی۔ مگر گھوڑے مسلسل گھسٹتے چلنے گئے، پہیے مسلسل گھومتے رہے اور سخت تختہ برابر بے سُری، کرخت آواز دیتا رہا۔ اوپر آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگے۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ اگر ہچکولے دینے والے تختے نے انھیں سونے دیا ہوتا تو وہ سب سو گئے ہوتے۔ کافی دیر تک کسی نے کچھ نہ کہا۔ پھر پا بولے "وہ دیکھو جھونپڑیوں کی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔"

دُور سامنے تاریک زمین پر ننھی سی روشنی ٹمٹمارہی تھی۔ ستارے اس سے بڑے تھے مگر ان کی روشنی ٹھنڈی تھی۔ یہ ننھی سی ٹمٹماہٹ، گرم تھی۔

"یہ ایک چھوٹی سی زرد چنگاری ہے" لارا نے کہا "یہ دور، بہت دُور، اندھیرے میں چمک رہی ہے ہمیں یہ بتانے کے لئے کہ ہم بڑھتے چلے جائیں، وہاں ایک مکان ہے، اور لوگ ہیں۔"

"اور رات کا کھانا" میری نے کہا "چچی ڈوسیا نے ہمارے لئے کھانا تیار کرکے گرم ہی رکھا ہوگا۔"

بہت آہستہ آہستہ، روشنی کی ٹمٹماہٹ بڑی ہوتی گئی۔ اس نے یکساں، باقاعدہ اور گول شکل اختیار کرنا شروع کردی۔ کافی عرصہ بعد وہ زاویہ قائمہ بنانے لگی۔

"اب یہ ایک کھڑکی ہے۔ تم اس کا قیاس کرہی سکتی ہو" لارا نے میری کو بتایا "یہ ایک لمبے کم اونچے مکان میں ہے۔ لمبے، کم اونچے اور تاریک، دو اور مکان بھی اندھیرے میں ہیں۔ بس مجھے تو یہی کچھ دکھائی دے رہا ہے۔"

"بس یہی کیمپ ہے" پا نے کہا۔ انھوں نے گھوڑوں سے کہا "رک جاؤ۔"

اور گھوڑے عین اسی وقت رک گئے، بنا اگلا قدم اٹھائے۔ ہلکے ہلکے جھٹکے اور دھچکے رک گئے۔ ہر چیز رُک گئی۔ البتہ خاموشی، سردی اور تاریکی نہ رُکی۔ پھر ایک دروازے سے لیمپ کی روشنی بھڑکی۔ چچی ڈوسیا کہہ رہی تھیں "سیدھی اندر چلی آؤ کیرولین اور لڑکیو! چارلس ذرا جلدی سے اپنی گھوڑوں کی جوڑی کو کھڑا کردو۔ کھانا تیار ہے۔"

خنک تاریکی، لارا کی ہڈیوں میں گھس گئی تھی۔ میری اور کیری بھی اکڑ گئی تھیں۔ چلتے وقت وہ لڑکھڑاتی تھیں۔ وہ جمائی لے رہی تھیں۔ لمبے کمرے میں لیمپ کی روشنی، ایک لمبی میز اور بنچوں اور کھردرے تختوں کی دیواروں پر پڑ رہی تھی۔ وہ جگہ گرم تھی اور چولھے پر سے کھانے کی مہک اٹھ رہی تھی۔ چچی ڈوسیا نے کہا "ارے لینا اور جین، اپنی بہنوں کو دعا سلام نہیں کروگے کیا؟"

"کیسی ہو؟" لینا نے کہا۔ لارا، میری اور کیری سبھی نے کہا "تم کیسے ہو؟"

جین گیارہ برس کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ مگر لینا، لارا سے ایک برس بڑی تھی۔ اس کی آنکھیں سیاہ، اور تیز، طرار تھیں۔ اس کے سر کے بال کالے سیاہ اور گھنگھریالے تھے۔ بالوں کے چھوٹے چھوٹے گچھے اس کی پیشانی کے ارد گرد بل کھا رہے تھے۔ اس کے سر کے اوپر کا حصہ لہریئے دار تھا اور اس کی مینڈھیوں کے سرے گول اور گھنگھریالے تھے۔ لارا اسے چاہتی تھی۔

"کیا تم گھوڑ سواری کرنا چاہتی ہو" اس نے لارا سے پوچھا۔ "ہمارے پاس دو کالے ٹٹو ہیں۔ ہم ان پر سواری کرتے ہیں، اور میں بھی انھیں ہانک سکتی ہوں۔ جین بہت چھوٹا ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا۔ پا اسے بگھی نہیں لے جانے دیتے۔ مگر میں لے جا سکتی ہوں، اور کل میں دھلائی کے لئے جا رہی ہوں۔ اگر تم چاہو، تو میرے ساتھ جا سکتی ہو۔ کیوں، کیا خیال ہے؟"

"اچھی بات ہے" لارا نے کہا "اگر ما نے اجازت دی تو۔" اسے اس قدر نیند آ رہی تھی کہ وہ اس سے یہ بھی نہ پوچھ سکی کہ وہ دھلائی کے لئے ایک ہی بگھی میں کیونکر جا سکتے تھے۔ اسے اتنی نیند آ رہی تھی، کہ وہ کھانے تک کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

چچا ہینی موٹا، خوش طبع، آرام طلب اور سہولت پسند تھا۔ چچی ڈوسیا، جلدی جلدی باتیں کرنے کی عادی تھی۔ چچا ہینی نے اُسے چُپ کرانے کی کوشش کی مگر جتنی مرتبہ بھی وہ اسے چُپ کرانے کی کوشش کرتا ڈوسیا اتنا ہی جلدی جلدی باتیں کرنے لگتی۔ اسے غصہ تھا کیونکہ چچا ہی نے ساری گرمیاں بڑی محنت سے کام کیا تھا مگر اس کا اسے کوئی عوضانہ نہیں ملا تھا۔

"اس نے ساری گرمیاں، جان توڑ کام کیا۔" وہ بولی "اپنی ہی جوڑی کے ساتھ ناہموار زمین پر کام کیا، اور کام ختم ہونے تک ہم دونوں کفالت، خست اور تنگی سے کام لیتے رہے۔ اور اب جب کام ختم ہو گیا ہے تو کمپنی والوں کا کہنا ہے کہ ہمیں ان کا روپیہ دینا ہے! ہم نے ساری گرمیاں سخت محنت کی ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے مقروض ہیں! اس پر یہ کہ وہ ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم ایک اور ٹھیکہ لیں، اور ہینی نے اس بات کو قبول کر لیا ہے۔ وہ ایسا ہی کرتا ہے! اس نے ٹھیکہ لے لیا ہے!"

بچاہی نے اسے ایک بار پھر ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور لارا جاگتے رہنے کی کوشش کرتی رہی۔ سب چہرے ادھر اُدھر ہلنے لگے اور آوازیں الجھتے الجھتے مدھم ہوگئیں۔ پھر اس کی گردن کو جھٹکا لگا اور اس کا سر اٹھ گیا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ ڈگمگاتے قدموں سے طشتریوں کو سنبھالنے کے لئے چلی مگر چچی ڈیمسیلا نے اسے اور لینا کو بستر پر چلے جانے کے لئے کہہ دیا۔

چچی ڈیمسیا کے بستر میں لارا اور لینا کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ جین کے لئے بھی وہاں جگہ نہ تھی۔ وہ آدمیوں کے ساتھ اس مکان میں جا رہا تھا جہاں سونے کے لئے دیوار کے ساتھ تختے لگے تھے۔ لینا نے کہا "آؤ لارا! ہم لوگ دفتر کے خیمے میں سونے کو جا رہے ہیں!"

باہر دُور تک تاریکی پھیلی تھی اور ہوا میں خنکی تھی۔ بڑے وسیع آسمان کے نیچے تختوں والا وہ مکان کم بلند اور تاریک دکھائی دے رہا تھا۔ اور ستاروں کی روشنی میں دفتر کا چھوٹا سا خیمہ بھوت کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ لیمپ کی روشنی والے جھونپڑے سے وہ بہت دُور دکھائی دیتا تھا۔

خیمہ خالی تھا۔ پاؤں کے نیچے صرف گھاس اور اوپر ایک چوٹی کی شکل میں جھکی ہوئی کینوس کی دیواریں تھیں۔ لارا کو محرومیت اور تنہائی کا احساس ہوا۔ اگر اسے ویگن میں سونے کو کہا جاتا تو وہ یقیناً اس پر برا نہ مانتی مگر ایک اجنبی جگہ پر زمین پر سونا اسے پسند نہیں تھا۔ رہ رہ کر یہ خواہش اس کے ذہن کے گوشوں میں اُبھرتی رہی۔ "کاش میری ما اور میرے پا اس وقت میرے پاس ہوتے!"

خیمے میں سونا لینا کے نزدیک اچھی تفریح تھی۔ زمین پر جو کمبل بچھا تھا، وہ سیدھی دھم سے اس پر جا رہی۔ لارا اُونگھتے ہوئے بڑبڑائی "سوتے وقت ہم کپڑے نہیں اتارتے کیا؟"

"وہ کیوں؟" لارا نے کہا "صبح، پھر سے کپڑے پہننے گی کیا؟ علاوہ ازیں، یہاں اوپر لینے کے لئے کپڑے بھی تو نہیں۔"

اس طرح لارا کمبل پر ہی لیٹ گئی اور جلد ہی گہری نیند سو گئی۔ دفعتاً وہ ایک جھٹکے کے ساتھ گھبراہٹ کے عالم میں چونک کر بیدار ہوگئی۔ رات کی تیرگی میں ایک مرتبہ پھر جنگلی، خوفناک، تیز چیخ سنائی دی۔

یہ کوئی ذبالی نہیں تھا۔ یہ کوئی بھیڑیا نہیں تھا۔ لارا نہیں جانتی تھی کہ وہ آواز کیا تھی۔ اس کے دل کی دھڑکن رک گئی۔

"ارے۔ تم ہمیں نہیں ڈرا سکتے!" لینا زور سے بولی۔" اس نے لارا سے کہا" یہ جین ہے جو ہمیں ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

جین پھر زور سے چیخا مگر لینا نے فوراً اونچی آواز میں کہا" بھاگ جاؤ ننھے لڑکے! جنگلوں کی باسی کو کیا ڈراؤ گے!"

"اوہ!" جین نے جواب دیا۔ لارا طبیعت کو بحال کرنے لگی، اور پھر وہ گہری نیند سو گئی۔

———— :(۵): ————

چھٹا باب

کالے ٹٹو

دھوپ، کینوس میں سے ہو کر لارا کے چہرے پر پڑنے لگی تھی جس سے وہ بیدار ہو اٹھی۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں، عین اسی وقت لینا نے بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور دونوں ایک دوسری کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگیں۔

"جلدی کرو! ہمیں تو دھلائی کے لئے جانا ہے!" لینا گنگناتی ہوئی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

رات کو سوتے وقت وہ کپڑے اُتار کر نہیں سوئی تھیں۔ لہٰذا اُٹھ کر کپڑے پہننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ انھوں نے کمبل تہہ کیا۔ اب ان کے سونے کے کمرے کا کام ختم ہو گیا تھا۔ دہ اچھلتی کودتی باہر نکل گئیں۔ وہ صبح بڑی ہوا دار اور فرحت بخش تھی۔

روشن اور منور آسمان کے نیچے جھونپڑے بڑے، چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے تھے۔ مشرق اور مغرب میں ریل کی لائن کی کچّی، اُبھری ہوئی زمین اور سڑک پھیلی تھی۔ شمال کی جانب گھاسوں میں چمپئی رنگ کے سِٹے لہرا رہے تھے۔ آدمی ایک جھونپڑے کو گرا رہے تھے۔ تختوں کی کھٹ کھٹ کا شور و غل بڑا خوشگوار معلوم ہو رہا تھا۔ ہوا میں لہراتی۔ گھاسوں میں کھونٹے کے ساتھ بندھے دو کالے ٹٹو چر رہے تھے۔ اُن کی گردن کے

سیاہ بال اور اُن کی دُمیں ہَوا میں لہرا رہی تھیں۔

"سب سے پہلے تو ہمیں ناشتہ کرنا ہے۔" لینا نے کہا "آؤ لارا۔ جلدی!"

چچی ڈوسیا کے علاوہ ہر شخص ناشتے کے انتظار میں میز کے پاس تھا۔ چچی ڈوسیا پان کیک تل رہی تھی۔

"اتنی دیر تک سوتی رہی ہو! ہاتھ منہ دھو کر کنگھی چوٹی کر لو۔ ناشتہ میز پر رکھا ہے۔ یہ سب تمھاری وجہ سے ہے سست لڑکی!" جب لینا، چچی ڈوسیا کے پاس سے گزری تو چچی نے ہنستے ہوئے اس کے چوتڑوں پر ایک تھپڑ مارا۔ اس صبح وہ چچا ہنری کی مانند ہی خوش طبعی کا ثبوت دے رہی تھی۔ ناشتہ بڑا مسرّت بخش تھا۔ پا کے زور دار قہقہے گھنٹوں کی طرح بج رہے تھے۔ مگر اس کے بعد ڈھیر ساری قابیں دھونے کو رکھی تھیں!

لینا نے بتایا کہ اس سے پہلے وہ جس قدر قابیں صاف کیا کرتی تھی، اس کے مقابلے میں تو یہ کچھ بھی نہیں تھیں۔ اسے دن میں تین مرتبہ چھیالیس آدمیوں کی جھوٹی قابیں صاف کرنا پڑتی تھیں۔ اور اس دوران میں کھانا بھی پکانا پڑتا تھا۔ وہ اور چچی ڈوسیا، سورج نکلنے سے پہلے ہی اُٹھ جایا کرتیں اور کافی رات تک کام میں لگی رہتی تھیں۔ پھر بھی کام ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چچی ڈوسیا نے کسی اور سے اُجرت پر دھلائی کرانا شروع کر دی تھی۔ لارا نے اجرت پر دھلائی کی بات پہلی مرتبہ سُنی تھی۔ وہ تین میل دُور رہتی تھی۔ اس طرح ان لوگوں کو چھ میل کا سفر کرنا پڑتا تھا۔

لارا نے بگھی کے گھوڑوں کا ساز و سامان بگھی تک لے جانے میں لینا کی مدد کی۔ اور مسٹنگ ٹٹوؤں کو ان کے کھونٹوں سے کھول کر بھی لے آئی۔ اس نے اُن پر زین ڈالنے، لگام کے دہانے اُن کے منہ میں دینے، ان کو ساز پہنانے، اور ان کی گرم سیاہ گردنوں کو بکسوؤں سے باندھنے اور لگام کے پچھلے سرے ان کی دُموں کے نیچے دھرنے میں ہاتھ بٹایا۔ پھر لینا اور لارا ٹٹوؤں کو پیچھے ہٹاتی بگھی کے ڈنڈوں کے پاس لے آئیں اور سخت بے لوچ چمڑے کی رسّیاں بگھی کے ڈنڈوں سے باندھ دیں۔ پھر وہ بگھی پر چڑھ گئیں اور لینا نے باگیں سنبھال لیں۔

پا نے کبھی بھی لارا کو اس بات کی اجازت نہیں دی تھی کہ وہ ان کے گھوڑوں کو کہیں ہانک کر لے جائے۔ اُن کا کہنا تھا کہ گھوڑے اگر کبھی بھاگ کھڑے ہوں تو اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ انھیں تھام سکتی۔

جوں ہی لینا نے باگیں سنبھالیں، کالے ٹٹو مسرت سے دُلکی چلنے لگے۔ بگھی کے پہیئے تیزی سے گھوم رہے تھے اور تازہ ہوا چل رہی تھی۔ پرندے پھڑپھڑا رہے تھے، گیت گا رہے تھے اور ہوا میں لہراتی گھاسوں کی چوٹیوں کے اوپر غوطہ لگاتے اُڑ رہے تھے۔ ٹٹوؤں کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ پہیئے تیز تیز گھومنے لگے۔ لارا اور لینا نے خوشی اور مسرت سے بھرا قہقہہ لگایا۔

ٹٹو دُلکی چل رہے تھے۔ ان کی ناکوں کو جھٹکا لگتے ہی، وہ چھینکتے اور پھر دوڑنے لگتے۔

بگھی اُوپر ہی اوپر اڑتی چلی جا رہی تھی، اتنی تیز رفتاری سے کہ لارا کے نیچے سے اسکی نشست بھی جھٹکے کھانے لگی تھی۔ اس کی بنا پچھے کی ڈپی اُڑ کر پیچھے کی طرف کھسک گئی اور ٹوپی کی ڈوریاں اسکے گلے میں پھنس گئیں۔ اس نے نشست کے سروں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ٹٹوؤں کی باگیں ڈھیلی کر دی گئی تھیں، اور وہ پوری طاقت سے دوڑ رہے تھے۔

"ارے، یہ تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں!" لارا چلائی

"بھاگنے دو!" لینا انھیں باگوں سے پیٹتی زور سے چلائی "وہ گھاس کے علاوہ اور بھاگ بھی کہاں سکتے ہیں! ہی! یی! یی، یی، یی ی ی!" وہ ٹٹوؤں پر زور سے گرجی۔

ان کی گردنوں کے لمبے کالے بال اور ان کی دُمیں، ہوا میں لہرا رہی تھیں، وہ دھم دھم دوڑتے جا رہے تھے اور بگھی اُڑتی چلی جا رہی تھی۔ ہر چیز اتنی تیزی سے گذر رہی تھی کہ وہ ٹھیک طرح دکھائی بھی نہ دیتی تھی۔ لینا نے گانا شروع کر دیا۔

"میں ایک نوجوان کو جانتی ہوں جو دیکھنے میں خوبصورت ہے
سنبھل کر، اوہ، ذرا سنبھل کر
اور وہ بڑا بامروّت بھی ہو سکتا ہے
ہوشیار باش! اوہ، ہوشیار باش!"

لارا نے اس سے پہلے یہ گانا نہیں سنا تھا۔ مگر جلد ہی پورے زور سے ٹیپ گانے لگی
"سنبھل کر، پیاری لڑکی، وہ تمھیں بدھو بنا رہا ہے!

سنبھل کر، ارے ذرا سنبھل کر!
اس پر اعتبار مت کرو، کیونکہ وہ وفادار ثابت نہیں ہوگا۔
"ہوشیار باش! ارے ہوشیار باش!"
"ہی، پی، پی، پی پی پی پی ی ی —— ی ی!" وہ زور سے چلائیں۔ مگر ٹٹو اس سے زیادہ تیز نہ دوڑ سکے۔ جتنا تیز وہ دوڑ سکتے تھے، وہ دوڑ رہے تھے۔
"میں کسی کسان سے شادی نہیں کروں گی (لینا نے گایا)
وہ ہمیشہ گندگی میں رہتا ہے
میں تو ریل کی لائن پر کام کرنے والے کسی شخص سے شادی کروں گی۔
جو دھاری دار قمیض پہنتا ہے!
"اوہ ریل کی لائن والا، ریل کی لائن والا آدمی
ریل کی لائن والا آدمی، میرے لئے
میں ریل کی لائن پر کام کرنے والے آدمی سے شادی کرنے والی ہوں
میں ریل کی لائن پر کام کرنے والے شخص کی دلہن بنوں گی!"
"میرا خیال ہے کہ اب انھیں ذرا سانس لینے دیا جائے"۔ وہ بولی۔ اس نے باگوں کو زور سے کھینچا، یہاں تک کہ ٹٹو دلکی چلنے لگے، اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ اب ہر چیز پرسکون اور تھمی تھمی دکھائی دیتی تھی۔
"کاش کہ میں بھی بگھی چلا سکتی" لارا نے کہا "میری ہمیشہ یہ خواہش رہی تھی۔ مگر پا مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے۔"
"ہاں ہاں۔ تم چلا سکتی ہو" لینا نے بڑی فراخ دلی سے پیش کش کی۔
عین اس وقت ٹٹوؤں کی ناک میں جھٹکا لگا وہ چلائے اور دوڑنے لگے۔
"گھر جاتے وقت، تم بگھی چلانا!" لارا نے وعدہ کیا۔ گاڑی اور دھما چوکڑی مچاتی، وہ پریری کے میدان پر گھوڑ دوڑ کرنے لگیں۔ جب وقت بھی لینا ٹٹوؤں کی رفتار مدھم کر دیتی۔ سانس لے چکنے اور تازہ دم ہو چکنے

کے بعد وہ پھر سے دوڑنے لگتے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ مزارعے کے جھونپڑے کے پاس پہنچ گئیں۔ مزارعے نے یہ جھونپڑا اس زمین میں بنایا تھا، جو اسے کلیم میں ملی تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے اوپر نیچے تختے جڑے ہوئے تھے۔ اس کی چھت ایک ہی سمت کو اس طرح ڈھلواں ہو گئی تھی کہ یوں دکھائی دیتا تھا گویا کسی چھوٹے سے مکان کا نصف حصّہ ہو۔ اس کے پرے گندم کے جو گٹھے رکھے تھے، یہ ان گٹھوں جتنا بڑا بھی نہیں تھا۔ گندم کے یہ گٹھے اس جگہ رکھے تھے جہاں لوگ، بھوسی علیحدہ کرنے والی شور مچاتی مشین کی مدد سے گندم کی گاہی کر رہے تھے۔ مزارعے کی بیوی دھلے کپڑوں کی ایک ٹوکری گھسیٹتی باہر نکلی کے پاس لے آئی۔ دھوپ کی وجہ سے اس کا چہرہ، اس کے بازو اور اس کے ننگے پاؤں چمڑے کی مانند بھورے ہو گئے تھے۔ کنگھی نہ کرنے کی وجہ سے اس کے سر کے بال اِدھر اُدھر بکھر رہے تھے، اور اس کے کپڑوں کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا، وہ صاف ستھرا بھی نہیں تھا۔

"تم مجھے جس حالت میں دیکھ رہی ہو، درگذر ہی کر دینا چاہیے" وہ بولی "کل میری لڑکی کی شادی تھی اور آج صبح گاہی اور کپڑوں کی دھلائی کرنا پڑی۔ ابھی سورج نکلا بھی نہیں تھا کہ میں کام میں لگ گئی۔ جلدی جلدی کام کرتی رہی ہوں، اور یہ وقت ہونے کو آیا ہے، دن کا کام ابھی شروع بھی نہیں ہو پایا۔ اب تو میری لڑکی بھی یہاں نہیں ہے جو میرے کام میں ہاتھ بٹاتی۔"

"اس کا مطلب یہ کہ لڑکی کی شادی ہو گئی ہے؟" لینا نے پوچھا

"ہاں۔ کل ہی تو لڑکی کی شادی ہوئی ہے۔" لڑکی کی ماں نے بڑے فخر سے کہا "اس کے پا تو کہتے تھے کہ تیرہ برس کی لڑکی بہت چھوٹی ہوتی ہے مگر میں نے اس کے لئے ایک اچھا آدمی ڈھونڈ نکالا۔ بھئی میرا تو خیال ہے کہ چھوٹی عمر ہی میں گھر بسا لینا اچھی بات ہے۔ میری شادی بھی تو چھوٹی ہی عمر میں ہو گئی تھی۔"

لارا نے لینا کی طرف، اور لینا نے لارا کی طرف دیکھا۔ کیمپ کی طرف واپس جاتے ہوئے انھوں نے کچھ عرصے تک ایک دوسرے سے کوئی بات چیت نہ کی۔ پھر دونوں ایک دم بول اٹھیں۔

"مجھ سے وہ تھوڑی سی ہی تو بڑی تھی۔" لارا نے کہا۔ لینا بولی "میں اس سے ایک سال بڑی ہوں۔"

انھوں نے ایک بار پھر ایک دوسری کی طرف دیکھا۔ اُن کی آنکھوں سے خوف ٹپک رہا تھا۔ پھر لینا نے اپنے گھنگریالے سر کو جھٹکا دیا "وہ پاگل ہے! اب اس کی زندگی میں اچھا وقت کبھی نہیں آسکتا۔"

لارا نے سنجیدگی سے کہا "نہیں۔ اب وہ کھیل کود بھی نہیں سکتی۔"

ٹٹو بھی اب سنجیدگی سے دُلکی چلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد لینا نے بتایا کہ اس کا خیال ہے کہ لڑکی کو اب پہلے سے زیادہ سخت کام نہیں کرنا پڑے گا۔" بہرحال اس وقت وہ اپنے گھر میں اپنا ہی کام کر رہی ہے اس کے بچّے بھی ہوں گے۔"

"ہاں" لارا نے کہا "مجھے اپنا گھر پسند ہے، اور مجھے بچّے بھی پسند ہیں۔ میں کام کی بھی پروا نہیں کروں گی مگر میں اس قدر ذمّہ داری نہیں لینا چاہتی۔ میں تو کافی عرصہ کے لئے یہ ذمہ داری ماں ہی کو سونپ دوں گی۔"

"اور میں، میں تو اپنا گھر نہیں بسانا چاہتی" لینا بولی "میں تو شادی ہی نہیں کروں گی، اور اگر مجھے شادی کرنا ہی پڑی تو ریل کی لائن پر کام کرنے والے کسی شخص کے ساتھ ہی کروں گی، اور زندگی بھر مغرب کی طرف آگے ہی آگے بڑھتی جاؤں گی۔"

"اب میں چلاؤں کیا؟" لارا نے پوچھا۔ وہ بڑی ہونے کی باتیں بھول جانا چاہتی تھی۔

لینا نے باگیں اس کے حوالے کر دیں "بس انھیں تھامے رکھنا" لینا نے کہا "ٹٹوؤں کو واپسی کا راستہ معلوم ہے۔" اسی لمحہ ٹٹوؤں کی ناکوں کو جھٹکا لگا اور وہ زور سے ہنہنائے۔

"انھیں تھامے رکھو! انھیں تھامے رکھو!" لینا ڈر سے چیخ اٹھی۔

لارا نے اپنے پاؤں کو جکڑا اور پوری طاقت سے باگوں کو تھام لیا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹٹوا سے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ وہ دوڑ رہے تھے، اس لئے کہ وہ اس خوشگوار موسم میں دوڑنا چاہتے تھے وہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے، کرنے والے تھے۔ لارا نے زور سے باگوں کو پکڑ لیا اور چلائی "یِ، یِی، یِی، یپ۔ ی ی!"

وہ کپڑوں کی ڈوکری کو فراموش کر چکی تھی۔ لینا بھی کپڑوں کو بھول چکی تھی۔ پریری کے میدان پر

کیمپ کو لوٹتے وقت وہ سارا راستہ دھماچوکڑی مچاتی اور گاتی چلی گئیں۔ ٹٹو بھاگتے، بھاگتے بھاگتے ڈلکی چلنے لگتے اور پھر سے دوڑنے لگتے۔ جب وہ جھونپڑوں کے قریب ٹٹوؤں کو کھولنے اور کھونٹے سے باندھنے کیلئے رکیں تو صاف دھلے ہوئے کپڑوں کی اوپری تہیں، نشستوں کے نیچے بگھی کے فرش پر بکھری پڑی تھیں۔

اپنی غلطی کا احساس کر کے انھوں نے کپڑوں کو اٹھا کر کے اُن کی تہ جما دی اور پھر بھاری بھرکم ٹوکری کو کھینچ کر اندر جھونپڑے میں لے گئیں جہاں چچی ڈوسیا اور ما کھانے کے لئے طشتریاں رکھ رہی تھیں۔

"ارے کیا بات ہے؟ یہ تمھارے چہرے اس قدر لال کیوں ہو رہے ہیں؟" چچی ڈوسیا نے کہا "کیا کرتی رہتی ہو؟"

"کچھ بھی تو نہیں۔ بس یہاں سے بگھی پر گئیں اور دُھلے ہوئے کپڑے لے کر واپس آ گئیں۔" لینا بولی۔

وہ دوپہر تو صبح سے بھی زیادہ اکساہٹ کا باعث بنی رہی۔ طشتریاں دھو چکنے کے فوراً بعد لینا اور لارا دوڑ کر ایک بار پھر ٹٹوؤں کے پاس چلی گئیں۔ جین ان میں سے ایک ٹٹو پر جا چکا تھا۔ وہ پریری کے میدان پر اپنے ٹٹو کو دوڑا رہا تھا۔

"کچھ نہیں!" لینا زور سے چیخی۔ دوسرا ٹٹو ایک دائرے میں سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ وہ ایک رسے سے اپنے کھونٹے کے ساتھ بندھا تھا۔ لینا نے جھپٹ کر اس کی گردن کے بال پکڑ لئے، جھٹ سے رسے کو کھولا اور زمین سے ایک جست لگا کر دوڑتے ٹٹو کی پیٹھ پر بیٹھ گئی۔

لینا اور جین دونوں دائروں میں ٹٹوؤں کو دوڑا رہے تھے اور قبائلیوں کی طرح چیخ رہے تھے لارا انھیں کھڑی دیکھتی رہی۔ وہ لجاجت سے دوڑ رہے تھے، ان کے بال پیچھے کی طرف اُڑ رہے تھے۔ انھوں نے ہاتھوں سے ٹٹوؤں کی گردن کے لہراتے بال پکڑ رکھے تھے اور ان کی بھوری ٹانگیں، ٹٹوؤں کے پہلوؤں کے ساتھ بکسوؤں سے بندھی تھیں۔ ٹٹو ایک دوسرے کے تعاقب میں اس طرح مڑتے اور جھوک کھاتے تھے جس طرح آسمان پر پرندے جھوک کھاتے ہیں۔ لارا انھیں اسی طرح دیکھتے رہنے سے کبھی نہ تھکتی۔

ٹٹو سرپٹ دوڑتے آئے اور اس کے آس پاس آ کر رک گئے۔ لینا اور جین نیچے اتر آئے۔

"آؤ لارا" لینا نے فراخ دلی سے کہا "تم جین کے ٹٹو پر چڑھ سکتی ہو۔"

"کون کہتا ہے، وہ اس ٹٹو پر سواری کر سکتی ہے؟" جین نے پوچھا "تم اُسے اپنے ہی ٹٹو پر سوار ہونے دو۔"

"تم شرافت سے کام لو ورنہ میں بتا دوں گی کہ پچھلی رات تم نے کس طرح ہمیں ڈرانے کی کوشش کی تھی۔" لینا نے کہا

لارا نے ٹٹو کی گردن کے بال پکڑ لئے۔ مگر ٹٹو اس سے کہیں بڑا تھا۔ اس کا قد اونچا تھا اور وہ تھا بھی بڑا مضبوط اور طاقتور۔ لارا نے کہا "پتہ نہیں میں اس پر چڑھ بھی سکتی ہوں یا نہیں۔ میں نے کبھی گھوڑ سواری نہیں کی۔"

"میں تمھیں اس پر بٹھاتی ہوں۔" لینا نے ایک ہاتھ سے اپنے ٹٹو کی پیشانی کے بال پکڑے اور ذرا جھک کر اس نے اپنا دوسرا ہاتھ نیچے پھیلا دیا تاکہ لارا اس پر پاؤں رکھ کر ٹٹو پر سوار ہو سکے۔

جین کا ٹٹو ہر لمحہ پہلے سے بڑا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اتنا بڑا اور مضبوط تھا کہ اگر چاہے تو لارا کو ہلاک کر سکتا تھا اور اس کا قد اتنا اونچا تھا کہ اگر لارا اس پر سے گر جاتے تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں۔ وہ اس پر سواری کرنے سے بڑی ڈر رہی تھی۔ اسے خوف سا آ رہا تھا۔

اس نے لینا کے ہاتھ پر اپنے پاؤں رکھ دیئے، اور ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل، اس متحرک، بہت بڑے، گرم، پھسلواں ٹٹو کی پیٹھ پر سوار ہونے کی کوشش کرنے لگی جبکہ لینا اس کی ہمت بندھاتی رہی۔ پھر اس نے ایک ٹانگ ٹٹو کی پیٹھ پر رکھی اور ہر چیز حرکت میں آ گئی۔ لینا کی صرف مدھم سی آواز اسے سنائی دے رہی تھی:

"اس کی گردن کے بالوں کو تھام لو"

وہ ٹٹو کی گردن کے بالوں کو پکڑے ہوئے تھی۔ اس کے ہاتھ بالوں کے اندر اس کی گردن تک چلے گئے تھے اور جو مٹھی بھر بال اس کے ہاتھ میں تھے، وہ اس نے پوری طاقت سے پکڑ رکھے تھے۔ اس کی کہنیاں اور اس کے گھٹنے، ٹٹو کے ساتھ چپکے ہوئے تھے مگر اسے اس قدر دھچکے لگ رہے تھے کہ خدا کی پناہ۔ زمین

اس قدر نیچے دکھائی دے رہی تھی کہ وہ اس کی طرف دیکھنے کی جرأت ہی نہیں کرتی تھی۔ ہر لمحہ وہ گرتی جا رہی تھی۔
مگر پیشتر اس کے کہ وہ سچ مچ گر جاتی، وہ دوسری جانب گرنے لگی، اور دھچکے سے اس کے دانت بھی ہل گئے
دُور سے اُسے لینا کی چیخنے کی سی آواز سُنائی دی "چمٹی رہو لارا!"

پھر ہر شے انتہائی خوشگوار حرکت میں تبدیل ہو گئی۔ یہ اس حرکت کا احساس ٹٹو کو بھی تھا اور
لارا کو بھی، جس کی وجہ سے وہ ہوا کی لہروں پر دوڑتے بھاگتے رہے۔ لارا کی سرشار آنکھیں کھلیں اور نیچے اُسے
گھاس لہراتی دکھائی دی۔ اس نے دیکھا کہ ٹٹو کی گردن کے بال لہرا رہے ہیں، اور اس نے ان بالوں کو
اپنے ہاتھوں سے خوب زور سے کھینچ رکھا تھا۔ وہ اور ٹٹو بہت تیزی سے جا رہے تھے۔ مگر وہ موسیقی کی لَے
کی مانند جا رہے تھے، اور موسیقی کے بند ہونے تک اس کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش نہیں آسکتا تھا۔

لینا کا ٹٹو دھم دھم کرتا اس کے پاس آیا۔ لارا پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ حفاظت سے کیونکر رُک
سکتی تھی مگر وہ بول نہ سکی۔ اسے جھونپڑے دُور سامنے دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے اندازہ لگا لیا کہ ٹٹو
واپس کیمپ کی طرف مڑ گئے ہیں۔ پھر جھٹکا دوبارہ شروع ہو گیا۔ پھر یہ رُک گیا، اور وہ وہاں ٹٹو کی پیٹھ
پر بیٹھی تھی۔

"میں نے تمھیں بتایا تھا نا کہ یہ پُر لطف ہے؟" لینا نے کہا

"یہ جھٹکے کیوں لگتے ہیں؟" لارا نے پوچھا

"دلکی سے۔ اگر تمھیں دُلکی پسند نہ ہو اور تم اپنے ٹٹو کو سرپٹ دوڑانا چاہتی ہو تو زور سے چلاؤ
جس طرح سے میں چلاتی ہوں۔ آؤ چلیں۔ اب کی مرتبہ لمبے راستے سے چلیں گے۔ کیوں چلو گی نا؟"

"ہاں" لارا نے کہا

"اچھی بات۔ اب تم اس کے ساتھ چمٹ جاؤ، اور اب زور سے چلاؤ"

وہ بڑی حیرت انگیز اور عمدہ دوپہر تھی۔ دو مرتبہ لارا گر پڑی۔ ایک بار تو ٹٹو کا سر اس کی ناک
کے ساتھ ٹکرایا اور اس میں سے خون بہنے لگا مگر اس نے اس کی گردن کے بالوں کو نہ چھوڑا۔ اس کے
بالوں کی مینڈھیاں کھل گئیں، ہنستے اور غصے سے چنگھاڑتے اس کا گلا بیٹھ گیا اور نوکیلی گھاس میں سے

دوڑنے اندر اچھل کر، دوڑتے ہوئے ٹٹو پر سوار ہو جانے کی کوشش میں اس کی ٹانگوں پر خراشیں آگئی تھیں۔ وہ اس پر سوار ہو جانے کے قریب ہوتی مگر پوری طرح کامیاب نہ ہو پاتی جس کی وجہ سے ٹٹو دیوانہ ہوگیا لینا اور جین ہمیشہ ٹٹوؤں کو دوڑاتے اور پھر ان پر سوار ہوتے تھے۔ ان میں ہمیشہ اس بات کا مقابلہ رہتا کہ کون جلدی سوار ہوتا ہے اور سوار ہونے کے بعد ایک خاص مقام تک پہنچتا ہے۔

ہچی ڈوسیا انھیں کھانے کے لئے بلا رہی تھی مگر انھوں نے اس کی آواز نہ سُنی۔ پا باہر آئے اور زور سے چلّائے "کھانا!" جب وہ اندر گئیں تو ماں نے دُکھ بھرے تعجب کے ساتھ لارا کی طرف دیکھا اور نرمی سے کہنے لگیں "ڈوسیا! لارا تو آج واقعی ایک وحشی قبائلی کی مانند لگ رہی ہے۔"

"اس کا اور لینا کا خوب جوڑی ہے" ہچی ڈوسیا نے کہا "بات یہ ہے کہ جب سے ہم لوگ یہاں آئے ہیں، لینا کو اپنی مرضی کے مطابق دوپہر کا وقت کاٹنے کا موقع نہیں ملا۔ اور موسم گرما کے ختم ہوتے تک اسے موقع ملے گا بھی نہیں۔

:(۹):

ساتواں باب

مغرب کی طرف

اگلے روز صبح سویرے ہی وہ سب پھر سے ویگن میں بیٹھ گئے۔ چونکہ ویگن کا سامان اُتارا نہیں گیا تھا، اس لئے انھیں تیار ہونے میں کوئی دیر نہ لگی۔

ہچی ڈوسیا کی جھونپڑی کے سوا، کیمپ کی اور کوئی نشانی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ گھسی ہوئی گھاس اور ان متروک جگہوں کے اوپر جہاں اس سے پہلے جھونپڑیاں بنی تھیں، پیمائش کار زمین کی پیمائش کر رہے تھے اور نئے قصبے کی تعمیر کے لئے ویگنوں پر بلّیاں رکھ کر لا رہے تھے۔

"ہنری کے کام کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ہم پھر سے ملیں گے" ہچی ڈوسیا نے کہا

"میں تمہیں دوپہلی جھیل پر ملوں گی" لینا نے لارا سے کہا۔ پا نے گھوڑوں کو ہنکایا اور اس کے ساتھ ہی پہیے گھومنے لگے۔

کھلے ویگن کے اوپر سورج چمک رہا تھا مگر ہوا ٹھنڈی تھی، اور ویگن کا سفر خوشگوار تھا۔ لوگ اِدھر اُدھر اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ گھوڑوں کی جوڑی اور ویگن گاہے گاہے پاس سے گذر جاتے ناہموار زمین پر سڑک دفعتاً نیچے کی جانب ایک طرف کو مڑ گئی اور پا نے کہا "عظیم دریائے سو سامنے ہی ہے۔"

میری کو بتانے کے لئے لارا نے غور سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس سے کہنے لگی "یہ سڑک ذرا ڈھلان پر سے ہوتی دریا کے نچلے کنارے کی طرف جا رہی ہے مگر یہاں کوئی درخت نہیں۔ صرف وسیع آسمان، پُر گیاہ زمین اور چھوٹا کم گہرا آب درہ ہے۔ بعض دفعہ یہ دریا بہت بڑا ہو جاتا ہے مگر اب تو یہ بالکل خشک ہے، اور آگے والے آب درے سے بڑا دکھائی نہیں دیتا۔ یہ تالاب یہ تالاب پانی کی پتلی سی دھار کی شکل میں، کنکروں سے اٹے پڑے خشک ٹکڑوں اور دلدل کے چھپے ہوئے خشک حصوں کے ساتھ ساتھ بہہ رہا ہے اب گھوڑے پانی پینے کے لئے رک رہے ہیں۔"

"خوب سیر ہو کر پی لو" پا گھوڑوں سے مخاطب ہوئے "آگے تیس میل تک پانی نہیں ملے گا۔"

کم گہرے دریا سے پرے پُر گیاہ زمین تھی۔ یہ پُر گیاہ زمین ٹیڑھی میڑھی تھی، اور سڑک ایک چھوٹی سی ٹِک کی مانند دکھائی دیتی تھی۔

"سڑک، اس پُر گیاہ زمین سے سرکتی ہوئی تھوڑے ہی فاصلہ پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔" لارا نے کہا

"ایسا نہیں ہو سکتا" میری نے اعتراض کیا "سڑک تو دوپہلی جھیل تک جاتی ہے۔"

"میں جانتی ہوں کہ وہ جاتی ہے" لارا نے جواب دیا

"تو پھر میرے خیال میں تمہیں اس طرح نہیں کہنا چاہئے تھا۔" میری نے اُسے آہستہ سے کہا "ہمیں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے کہ ہم وہی کچھ کہیں جو در حقیقت ہم کہنا چاہتے ہیں۔"

"میں بھی تو یہی کچھ کہہ رہی تھی" لارا نے احتجاج کیا۔ مگر وہ اس کی وضاحت نہ کر سکی۔ چیزوں کے

دیکھنے اور ان کے اظہار کے کئی طریقے ہیں۔

عظیم سو کے پرے نہ کوئی کھیت تھے اور نہ مکان۔ آدمی تک دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ وہاں واقعی کوئی سڑک بھی نہ تھی۔ البتہ ویگنوں کے چلتے رہنے سے ایک کچا مدھم سا راستہ ضرور بن گیا تھا۔ وہاں تو ریل کی لائن کی ناہموار زمین بھی نہیں تھی۔ گاہے بگاہے لارا کو گھاسوں میں چھپی لکڑیوں کی بلیوں کے چھوٹے چھوٹے انبار دکھائی دے جاتے تھے۔ پا نے بتایا کہ وہ بلیاں پیمائش کاروں کی تھیں جو ریل کی لائن کے نیچے بچھائی جانے والی تھیں۔ ریل کی لائن کا کام ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔

لارا نے میری سے کہا پریری کا یہ میدان ایک وسیع سبزہ زار کی مانند ہے جو ہر سمت دُور دُور تک دنیا کے ہر کنارے تک پھیلا ہوا ہے۔"

مطلع صاف تھا۔ نہ ختم ہونے والی پھولوں سے لدی لہراتی گھاسوں کو دیکھ کر ایک عجیب احساس ہوتا تھا۔ وہ جو کچھ محسوس کر رہی تھی اس کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ ویگن میں بیٹھے سبھی لوگ، ویگن، ٹٹوؤں کی جوڑی، بلکہ پا تک بہت چھوٹے چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔

پا ساری صبح ویگن کے اس کچے راستے کے ساتھ ساتھ ایک ہی رفتار سے ویگن چلاتے رہے اور اس دوران میں کوئی تبدیلی دیکھنے میں نہ آئی۔ جوں جوں وہ لوگ آگے مغرب کی طرف بڑھتے جاتے، اتنا ہی چھوٹے دکھائی دیتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کہیں جا ہی نہ رہے ہوں۔ ہوا کی وجہ سے گھاسیں لہراتی رہیں اور گھاس پر سے گزرتے وقت گھوڑوں کے قدموں اور پہیوں سے وہی آواز ابھرتی رہی۔ تختے کی نشست سے اسی طرح ہلکے ہلکے جھٹکے لگتے رہے۔ لارا چاہتی تھی کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی طرح چلتے رہیں، اس غیر متبدل جگہ میں جسے ان کی موجودگی کا بھی پتہ نہیں چل سکے گا۔

صرف سورج حرکت کر رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اوپر آسمان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جب وہ بالکل سر کے اوپر آ گیا، وہ گھوڑوں کو چارہ دینے اور صاف ستھری گھاس پر دوپہر کی پکنک منانے کے لئے رک گئے۔

ساری صبح سفر کرتے رہنے کے بعد زمین پر سستانا اچھی بات تھی۔ لارا ان بہت سے موقعوں کی یاد تازہ کر رہی تھی جب انھوں نے وسکانسن سے قبائلی علاقہ اور پھر منی سوٹا تک کے واپسی سفر کے وقت اسی طرح آسمان کے نیچے کھانا کھایا تھا۔ اب وہ ڈکوٹہ علاقہ میں آگے مغرب کی طرف جا رہے تھے۔ مگر یہ موقع

دوسرے سبھی موقعوں سے مختلف تھا ۔ صرف اس لئے نہیں کہ ویگن اوپر سے کھلا تھا اور اس میں کوئی بستر نہیں تھے بلکہ اس کی کوئی اور ہی وجہ تھی ۔ لارا اس کا اظہار نہیں کر سکتی تھی ۔ بہر حال پریری کا یہ میدان مختلف تھا۔

"پا" اس نے پوچھا " آپ جو کھیت تلاش کریں گے، تو کیا وہ اسی کھیت کی مانند ہی ہوگا جیسا قبائلی علاقے میں ہمارے پاس تھا ؟"

جواب دینے سے پہلے پا نے سوچا۔" نہیں" انھوں نے انجام کار کہا۔" یہ ایک مختلف علاقہ ہے میں اس کی ٹھیک وضاحت تو نہیں کر سکتا مگر یہ پریری مختلف ہے ۔ یہ دوسروں سے الگ ہی محسوس ہوتا ہے"

"یہ تو بڑی صاف سی بات ہے" ما نے دانشوری کا ثبوت دیتے ہوئے کہا " ہم منی سوٹا کے مغرب اور قبائلی علاقے کے شمال میں ہیں ۔ لہٰذا قدرتی ہے کہ پھول اور گھاسیں ایک جیسی نہیں ہو سکتیں"

مگر پا اور لارا کا یہ مطلب نہیں تھا ۔ پھولوں اور گھاسوں میں تو درحقیقت کوئی خاص فرق نہیں تھا ۔ مگر یہاں ایک اور ہی چیز تھی جو کسی دوسری جگہ نہیں تھی ۔ چاروں طرف خاموشی پھیلی تھی، ایک ایسی وسیع خاموشی جو سکون طاری کر دیتی تھی ، اور جب سکون طاری ہوجاتا ہے تو اس وسیع خاموشی میں کھو جانے کو جی چاہنے لگتا ہے ۔

ہوا میں لہراتی، سرسراتی گھاسوں، ویگن کے پچھلے حصے میں رکھی ناندمیں گھوڑوں کے چبانے کی ہلکی ہلکی آوازیں بلکہ کھانے اور باتوں تک کی آوازیں، اس پریری کے سکوت کو نہ توڑ سکیں ۔

پا نے نئی ملازمت کے متعلق بتایا ۔ روہلی جھیل کے کیمپ میں وہ کمپنی سٹور کیپر اور ٹائم کیپر ہوں گے ۔ وہ سٹور چلائیں گے اور کام پر لگے ہر شخص کا حساب کتاب رکھیں گے ۔ انھیں اس بات کا علم ہوگا کہ کھانے کا بل اور سٹور کا حساب منہا کر چکنے کے بعد ہر شخص کو اس کی کتنی اجرت واجب الادا ہے ۔ اور جب خزانچی ہر مہینے اجرت کے دن ان کی تنخواہ لے کر آئے گا تو پا ہر شخص کو اس کی واجب الادا رقم ادا کرینگے ۔ انھیں یہی کچھ کرنا تھا، اور اس کام کے عوض میں انھیں ہر ماہ پچاس ڈالر ملیں گے ۔

" اور کیرولین ، مزے کی بات یہ ہے کہ یہاں ہم سب سے پہلے آنے والوں میں ہیں" پا نے کہا ۔ مکان اور کھیت کے لئے ہمارے پاس زمین بھی ہے ۔ خدا کی قسم، انجام کار ہماری قسمت چمک ہی اٹھی ہے !

نئی سرزمین پر پہلا موقع اور ساری گرمیاں پچاس ڈالر ماہوار کی آمدنی!"

"یہ تو نہایت عمدہ بات ہے چارلس"۔ ما بولیں

مگر ان کی ان ساری باتوں سے اس پریری کے وسیع سکوت پر کوئی اثر نہ پڑا۔

اس ساری دوپہر وہ چلتے ہی رہے، ایک میل کے بعد دوسرا میل گذرتا گیا اور انھیں کوئی گھر دکھائی نہ دیا۔ دور دور تک لوگوں کا کوئی نشان نہ تھا۔ گھاس اور آسمان کے سوائے اور کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ جس راستے پر وہ جا رہے تھے، وہاں جھکی ہوئی اور پامال گھاسوں کے نشان تھے۔

لارا کو تبائیلیوں کی پگڈنڈیاں دکھائی دیں۔ اس نے بھینسوں کے وہ راستے بھی دیکھے جہاں زمین کے اندر تک نشان بن گیا تھا۔ اور جس پر اب گھاس اُگ آئی تھی۔ اس نے بڑے بڑے کھلے اور نیچے سے سپاٹ گڑھے دیکھے جہاں کسی وقت بھینسیں لوٹتی پوٹتی تھیں، اور جہاں اب گھاس اُگ رہی تھی۔ لارا نے کبھی بھینس نہیں دیکھی تھی۔ اور پا تو کہتے تھے کہ وہ شاید اب کبھی بھی کوئی بھینس نہ دیکھ سکے گی۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ پہلے تک ہزاروں بھینسوں کے بڑے بڑے جھنڈ اس علاقے میں چرا کرتے تھے۔ وہ تبائیلیوں کے مویشی تھے اور سفید فام اشخاص نے ان سب کو ذبح کر ڈالا تھا

اب دور افق تک پھیلا ہوا پریری کا میدان سونا سونا محسوس ہو رہا تھا۔ ہوا متواتر چلتی رہی تھی اور پریری کی لمبی، لہراتی گھاسیں، دھوپ سے جھلس چکی تھیں۔ دوپہر بھر پا نے سفر جاری رکھا۔ اس دوران میں وہ ہنسی خوشی گاتے یا سیٹی بجاتے رہے۔ اکثر وہ یہی گانا گاتے رہے:۔

"اوہ، آؤ اس علاقے میں

اور کسی خطرے کا احساس نہ کرو

کیونکہ چچا سام اتنے دولت مند ہیں کہ

ہم سب کو ایک ایک کھیت دے سکتے ہیں

اور تو اور ننھی گریس تک اس کورس میں شامل ہوگئی حالانکہ اس نے لے کی پیروی کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

اوہ، چلے آؤ! چلے آؤ

چلے آؤ، میں کہتا ہوں

اوہ، چلے آؤ! چلے آؤ!

سیدھے چلے آؤ!

اوہ اس علاقے میں آؤ

اور کسی نقصان کا اندیشہ نہ کرو

ہمارے چچا سام اتنے دولت مند ہیں کہ

ہم سب کو ایک ایک فارم دے سکتے ہیں!"

سورج رفتہ رفتہ مغرب میں غروب ہو رہا تھا جب ایک سوار ویگن کے پیچھے پریری پر نمودار ہوا۔ وہ بہت تیزی سے پیچھے پیچھے نہیں چلا آ رہا تھا بلکہ آہستہ آہستہ قریب سے قریب تر آ رہا تھا جبکہ سورج آہستہ آہستہ ڈوب رہا تھا۔

"ربہی جھیل اب اور کتنی دور ہے چارلس؟" ما نے پوچھا۔

"کوئی دس میل۔" پا بولے

"یہاں اس کے قرب و جوار میں کوئی رہ تو نہیں رہا۔ کیوں؟"

"نہیں۔" پا نے جواب دیا

ما نے اور کچھ نہ کہا۔ کسی دوسرے نے بھی کچھ نہ کہا۔ وہ پیچھے اس سوار کی طرف دیکھتے رہے جو اُن کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ جب بھی وہ لوگ پیچھے مڑ کر دیکھتے، سوار کو پہلے سے قریب پاتے۔ وہ واقعی اُن کے پیچھے آ رہا تھا اور سورج کے غروب ہونے تک اُن سے آگے نکل جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اب سورج اتنا نیچے چلا گیا تھا کہ پریری کی اونچی نیچی جگہوں کے درمیان ہر خالی جگہ تاریکی میں ڈوب گئی۔

ہر مرتبہ جب پا پیچھے مڑ کر دیکھتے، اُن کے ہاتھوں کو ہلکی سی جنبش ہوتی اور وہ گھوڑوں کو باگوں سے پیٹتے تاکہ وہ تیز تیز چلنے لگیں۔ مگر سامان سے لدے ہوئے ویگن کو کھینچنے والی گھوڑوں کی جوڑی، سوار کی سی تیزی کے ساتھ کہاں دوڑ سکتی تھی۔

وہ آدمی اب اتنا قریب تھا کہ لارا کو اس کے کولھوں پر چمڑے کے دو پستول دان دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا ہیٹ ذرا آگے کی جانب اس کی آنکھوں پر جھکا تھا اور سُرخ رنگ کا ایک رومال اس کی گردن میں بندھا تھا۔

پا مغرب کے سفر پر اپنی بندوق لائے تھے مگر وہ اب ویگن میں نہیں تھی۔ لارا حیران تھی کہ وہ بندوق کہاں تھی، مگر اس نے اس کے بارے میں پا سے کوئی سوال نہ کیا۔

اس نے پھر پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک سفید گھوڑے پر اسے ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ اس نے سُرخ رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ وہ اور اس کا سفید گھوڑا، دُور بہت دُور تھے، اور چھوٹے چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔ مگر وہ بڑی تیزی سے سرپٹ دوڑتے آ رہے تھے۔ انھوں نے پہلے سوار کو جا لیا اور دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

ما ایک دھیمی آواز میں بولیں "اب تو یہ دو ہو گئے ہیں چارلس!"

میری نے خوف کے عالم میں پوچھا "کیا ہے لارا؟ آخر بات کیا ہے؟"

پا نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر اُن پر سکون چھا گیا۔ "اب سب ٹھیک ہے۔" انھوں نے کہا "وہ بڑا جیری ہے"

"یہ بڑا جیری کون ہے؟" ما نے پوچھا

"وہ دوغلی نسل کا ہے۔ آدھا فرانسیسی اور آدھا قبائلی" پا نے لاپروائی سے جواب دیا "وہ ایک قمار باز ہے بعضوں کا تو کہنا ہے کہ وہ گھوڑوں کا چور ہے مگر وہ پرلے درجہ کا شریف انسان ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی شخص ہمیں لُوٹ کر نہیں لے جا سکتا۔"

ما نے عالمِ حیرت میں ان کی طرف دیکھا۔ ان کا منھ کھلا اور بند ہو گیا۔ مگر وہ کچھ نہ بولیں۔

سوار ویگن کے پاس آ گئے۔ پا نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا ہیلو جیری!"

"ہیلو، انگلس!" بڑے جیری نے جواب دیا۔ دوسرے آدمی نے غرّاتے ہوئے ان کی طرف دیکھا اور سرپٹ دوڑتا آگے نکل گیا۔ مگر بڑا جیری ویگن کے ساتھ ہی ساتھ چلتا رہا۔

وہ ایک قبائلی ہی دکھائی دیتا تھا۔ وہ لمبا اور پتلا تھا مگر رتی بھر موٹا نہیں تھا۔ اس کا دُبلا پتلا چہرہ بھورے رنگ کا تھا۔ اس نے ٹوپی نہیں پہن رکھی تھی جس کی وجہ سے گھوڑے پر دوڑتے وقت اس کے سر کے

سیدھے کالے بال اس کے چپٹی ہڈی والے گال کے ساتھ ٹکرانے لگتے تھے۔ اس کے گال کی ہڈی باہر کو ابھری ہوئی تھی۔ اس نے گہرے سُرخ رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ اس کے بے داغ سفید گھوڑے پر نہ کوئی زین تھی، نہ لگام۔ گھوڑا آزاد تھا۔ وہ اپنی حسبِ مرضی کہیں بھی جا سکتا تھا۔ بڑا جبری جہاں کہیں بھی جانا چاہتا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ گھوڑا اور سوار اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ چلتے تھے۔ گویا وہ ایک ہی جانور ہوں۔

وہ لمحہ بھر تک ویگین کے ساتھ رہے، اور پھر بڑی تیز رفتاری سے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھلان کی طرف چلے گئے، اوپر آئے اور پھر دیکھتے دیکھتے اس چلچلاتی دُھوپ میں دور مغرب کے کنارے کی طرف چلے گئے۔ گہرے سُرخ رنگ کی قمیض اور سفید گھوڑا، چلچلاتی سنہری روشنی میں غائب ہو گئے۔

لارا نے ایک لمبا سانس لیا "او میری! بے داغ سفید گھوڑا، اور لمبا تڑنگا، سیاہ کالے بالوں اور چمکدار سُرخ قمیض والا بھورے رنگ کا وہ آدمی، بھورے رنگ کا پریری چاروں طرف پھیلا ہے، اور وہ عین اس وقت دھوپ میں روانہ ہوئے جب سورج نیچے کی جانب جا رہا تھا۔ وہ سورج پر سوار ہو کر ساری دنیا کا چکر لگائیں گے۔"

میری نے لمحہ بھر کے لئے سوچا۔ پھر بولی۔ "لارا، تم جانتی ہو کہ وہ سورج پر سواری نہیں کر سکتا تھا وہ تو دوسرے عام آدمیوں ہی کی مانند زمین کے ساتھ ساتھ گھوڑے پر جا رہا ہے۔"

مگر لارا نے یہ محسوس نہ کیا کہ اس نے جھوٹی بات کہی تھی۔ جو کچھ اس نے کہا تھا، وہ بھی ٹھیک تھا۔ کسی نہ کسی طرح وہ لمحہ ہمیشہ یاد رہے گا جب خوبصورت، آزاد ٹٹو اور وحشی شخص دھوپ میں دوڑتے گئے تھے۔

ما کو اب بھی اس بات کا خوف تھا کہ وہ دوسرا آدمی انھیں لوٹنے کے لئے کہیں گھات میں نہ بیٹھا ہو مگر پا نے انھیں بتایا "فکر نہ کرو! بڑا جبری اسی کی تلاش میں آگے گیا ہے۔ جب تک ہم لوگ کیمپ میں نہیں پہنچ جاتے، جبری اس آدمی کے ساتھ ہی رہے گا۔ جبری اس بات کا خیال رکھے گا کہ کوئی شخص ہمارے ساتھ دست درازی نہ کرنے پائے۔"

ما نے پیچھے مڑ کر لڑکیوں کی طرف دیکھا کہ وہ خیریت سے تو تھیں۔ انھوں نے گریس کو بڑے آرام سے اپنی

گودی میں لے لیا۔ وہ کچھ بھی نہ بولیں کیونکہ اگر وہ کچھ کہتیں، تو بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ مگر لارلیجانتی تھی کہ ماکبھی بھی آلوچوں والے اس درے کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں، اور اس وقت اس جگہ پر ہونا انھیں پسند نہیں تھا۔ انھیں اس سنسان علاقے میں سفر پسند نہیں تھا جب کہ رات سر پر آنے والی تھی اور اس قسم کے لوگ پریری میں گھوم پھر رہے تھے۔

بے رنگ آسمان پر سے پرندوں کی بے ترتیب اور مضطرب آوازیں آنے لگیں۔ اوپر، نیلگوں زرد کرۂ ہوا میں زیادہ سے زیادہ گہری قطاروں کی دھاریاں ابھرنے لگیں ـــــ جنگلی مرغابیوں کی سیدھی قطاریں اور پرواز کرتے جنگلی ہنسوں کی طویل ٹکڑیاں۔ پرندے رہبر، اپنے پیچھے آنے والے جھنڈوں کو بلاتے اور ہر پرندہ باری پر اس کا جواب دیتا۔ سارا آسمان غنغناہٹ سے گونج اٹھا "قیں! قیں! قیں! قیں! قیں! قیں!

"وہ نیچے آرہی ہیں" پا نے کہا "رات یہ جھیلوں پر ہی بسر کریں گی۔"

جھیلیں سامنے تھیں۔ آسمان کے عین کنارے پر جو روپہلی لاٹ دکھائی دیتی ہے وہ روپہلی جھیل ہی ہے، اور اس کے جنوب میں رہ رہ کر چمکنے والی جڑواں جھیلیں ہینری اور تھامپسن تھیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک ننھا منا سا نشان، تن تنہا درخت تھا۔ پا نے بتایا کہ یہ ایک بہت بڑا درخت ہے، اور عظیم دریائے سو اور دریائے جم کے درمیان دکھائی دینے والا ایک ہی درخت ہے۔ یہ درخت جڑواں جھیلوں کے درمیان ایک سڑک جتنی چوڑی، ابھری زمین پر اگا اور پھر بڑھتے بڑھتے بہت بڑا ہو گیا کیونکہ اس کی جڑیں پھیل کر پانی تک پہنچ گئی تھیں۔

"ہم اس کے بیج لے کر اپنے کھیت میں بوئیں گے" پا نے کہا۔ "حلیم الطبع جھیل، تمھیں یہاں سے دکھائی نہیں دے سکتی۔ یہ جھیل، روپہلی جھیل کے شمال مغرب میں نو میل کے فاصلے پر ہے۔ دیکھا کیرولین، شکار کے لئے کتنا عمدہ علاقہ ہے۔ جنگلی مرغابیوں کے لئے کافی پانی ہے اور ان کی پرورش کے لئے اچھی بڑی جگہ ہے۔"

"ہاں چارلس۔ میں دیکھ ہی رہی ہوں۔" ما نے جواب دیا

سورج ڈوب گیا۔ تھراتی، دم توڑتی سیال روشنی کا ایک گولہ ارغوانی اور روپہلی بادلوں میں چھپ گیا۔ خنک، افسردہ پرچھائیاں مشرق میں ابھریں، آہستہ آہستہ پریری کے آر پار رینگنے لگیں اور پھر ان تیرہ و تار

بلندیوں پر ابھرنے لگیں جہاں سے ستارے ٹمٹمانے لگے۔

ہوا جو سارا دن اتنی تیزی سے چلتی رہی تھی، سورج کے ساتھ ہی اس کی رفتار بھی تھم گئی اور وہ لمبی لمبی گھاسوں میں سرگوشیاں کرنے لگی۔ زمین ایسے دکھائی دیتی تھی گویا موسم گرما کی رات کے ساتھ مزے مزے سانس لے رہی ہو۔

پا ستاروں کی ٹمٹماتی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ پُرگیاہ زمین پر گھوڑوں کے قدموں سے کھپ کھپ کی آواز ابھرتی رہی۔ دور بہت دور آگے کی جانب چند ننھی منی روشنیاں، رات کی تیرگی کو چیرتی دکھائی دینے لگیں۔ وہ روپہلی جھیل کے کیمپ کی بتیاں تھیں۔

"اب ان اگلے آٹھ میلوں تک راستہ دیکھنے کی ضرورت نہیں" پا نے ما سے کہا "بس ان بتیوں کی طرف چلتے رہنا ہی کافی ہے۔ پریری کے ہموار میدان اور ہوا کے سوائے، ہمارے درمیان اور کوئی چیز نہیں۔"

لارا، تھکن اور خنکی محسوس کر رہی تھی۔ بتیاں بہت دور تھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ستارے ہی ہوں۔ ساری رات، ستاروں سے ٹمٹما رہی تھی۔ عین اوپر اور نیچے چاروں اطراف، عظیم ستارے بڑی خوبصورتی کے ساتھ تاریکی پر چمک رہے تھے۔ جب ویگن کے پہیے گھومتے تو لمبی گھاس میں سے سرسراہٹ سی اٹھتی۔ پہیے گھومتے رہے اور گھاس سرسراتی رہی۔

دفعتاً ایک جھٹکے کے ساتھ لارا کی آنکھیں کھل گئیں۔ سامنے ایک کھلا دروازہ تھا اور اس میں سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ لیمپ کی روشنی کی چمک میں چچا ہنری ہنستا، قہقہے لگاتا آ رہا تھا۔ یقیناً چچا ہنری کا گھر یہی تھا کیونکہ گھنے جنگلوں میں جب لارا ننھی منی سی تھی تو چچا ہنری یہیں آ گیا تھا جہاں وہ اب دکھائی دے رہا تھا۔

"ہنری!" ما حیرانی کے عالم میں چلائیں۔

"بڑی حیرانی کی بات ہے کیرولین!" پا خوش طبعی سے بولے "میرا تو خیال تھا کہ میں تمھیں یہ بتاؤں گا ہی نہیں کہ ہنری یہاں ہے۔"

"خوشی سے میرا دم پھول رہا ہے۔ آپ میری حیرانی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔" ما بولیں

اور پھر ایک بڑی عمر کا شخص انھیں دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ وہ بھیا چارلی تھا۔ یہ وہی لڑکا تھا جس نے جبھی

کے کھیت میں چچا ہنری اور پا کو پریشان کیا تھا اور زرد رنگ کی ہزاروں بھڑوں نے اُسے کاٹ کھایا تھا۔
"ہیلو ننھے! ہیلو میری! اور یہ رہی ننھی کیری۔ اب تو بڑی لڑکی ہو گئی ہے۔ اب وہ بچی تو نہیں رہی"
بھیا چارلی نے انھیں ویگن سے اترنے میں مدد دی جبکہ چچا ہنری نے گریس کو پکڑ لیا، اور پا نے پہیے
پر سے ما کو اُتارنے میں مدد دی، اور پھر بہن لوسا چہکتی، باتیں کرتی آئی اور سب کو اکٹھا کر کے جھونپڑے
میں لے گئی۔

بہن لوسا اور بھیا چارلی، اب دونوں بڑے ہو گئے تھے۔ جو لوگ ریل کی لائن پر کام کر رہے تھے،
وہ ان کی رہائش اور خوراک کا انتظام کرتے تھے مگر آدمی تو بہت دیر پہلے کھانا کھا چکے تھے اور اس وقت
سارے لوگ سو رہے تھے۔ بہن لوسا ان سب چیزوں کا ذکر کرتی رہی اور ساتھ ساتھ کھانا بھی طشتریوں
میں پروستی رہی جو اس نے چولھے پر گرم رکھ رکھا تھا۔

کھانے کے بعد چچا ہنری نے ایک لیمپ روشن کیا اور انھیں اس جھونپڑے کی طرف لے گئے جو کام کرنے
والوں نے پا کے لئے تعمیر کیا تھا۔

"یہ بالکل نئی لکڑی ہے کیرولین۔ جنگلی لکڑی کے یہ لٹھے سیٹی کی آواز کی مانند صاف ہیں" چچا ہنری
نے کہا۔ چچا ہنری نے لیمپ اٹھا رکھا تھا تاکہ وہ لوگ خود تختے کی نئی دیواروں اور ان دیواروں میں لگے
تختوں کو دیکھ سکیں۔ ایک جانب ما اور پا کے سونے کے لئے ایک تختہ تھا اور دوسری جانب دو تنگ
تختے تھے۔ یہ دونوں تنگ تختے ایک دوسرے کے اُوپر تھے۔ یہ میری اور لارا، اور کیری اور گریس کے لئے
تھے۔ تختوں پر بستر پہلے ہی بچھے تھے۔ بہن لوسیا نے یہ سارا انتظام کر دیا تھا۔

لارا اور میری جلد ہی تازہ گھاس کی سرسراتی چٹائی پر ایک دوسری سے ہم آغوش ہو گئیں۔ چٹائی
کے اوپر چادر بچھی تھی۔ انھوں نے ناک کے اوپر تک لحاف اوڑھ لیا، اور پا نے پھونک مار کر لیمپ بجھا دیا۔

آٹھواں باب

رُوپہلی جھیل

اگلی صبح، ابھی سُورج نکلا نہیں تھا۔ لارا نے روپہلی جھیل کے پاس والے کم گہرے کنوئیں میں اپنی بالٹی ڈال دی۔ جھیل کے مشرقی ساحل سے پرے، زرد آسمان پر ارغوانی اور سنہرے فیتوں کا حاشیہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روشنی جنوبی کنارے کے ارد گرد پھیلی ہوئی تھی اور اس اونچے کنارے پر چمک رہی تھی جو مشرق اور شمال میں پانی سے باہر کو ابھرا ہوا تھا۔

شمال مغرب میں، رات اب بھی دھندلی دھندلی باقی تھی مگر روپہلی جھیل، لمبی جنگلی گھاسوں سے مزیّن چاندی کی ایک چادر کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔

بطخیں، جنوب مغرب کی طرف گھنی گھاسوں میں قیں قیں کر رہی تھیں جہاں سے عظیم دلدل شروع ہوجاتا تھا۔ چیختی، شور مچاتی مرغابیاں، فجر کی ہوا سے ٹکراتی جھیل کے اُوپر پرواز کر رہی تھیں۔ ایک جنگلی ہنس قیں قیں کرتا پانی سے اُٹھا اور اس کے جو اب میں اس کے دل کے پرندے بھی، ایک ایک کر کے اٹھے اور اس کے پیچھے پیچھے اڑنے لگے۔ جنگلی ہنسوں کی عظیم مثلث مضبوط، پھڑپھڑاتے پروں کے ساتھ، چڑھتے سورج کے نورانی ہالے میں سے پرواز کرنے لگی۔

سنہری روشنی کی کرنیں، مشرقی آسمان پر بلند سے بلند تر ہوتی گئیں، یہاں تک کہ اُن کی چمک پانی کو چھُونے اور اس میں منعکس ہونے لگی۔

پھر سُورج کا سنہری گولہ دنیا کے مشرقی کنارے پر لڑھک گیا۔

لارا نے ایک لمبا سانس لیا۔ پھر جلدی سے اس نے پانی کی بالٹی کھینچی اور اُسے اٹھا کر جلدی سے واپس جھونپڑے کی طرف چلی گئی۔ نیا جھونپڑا، جھونپڑوں کے جھنڈ میں جنوب کی جانب جھیل کے کنارے تنِ تنہا کھڑا تھا۔ جھونپڑوں کا یہ جھنڈ ریل کی لائن پر کام کرنے والوں کا کیمپ تھا۔ اس نئے جھونپڑے پر سُورج کی

زرد شعاعیں پڑ رہی تھیں۔ یہ مکان اتنا چھوٹا تھا کہ گھاسوں میں کھو کر رہ گیا تھا، اور اس کی چھوٹی سی چھت ایک ہی جانب کو اس طرح جھکی ہوئی تھی گویا وہ آدھی چھت ہو۔

"ہم تو پانی کا انتظار کرتے رہے ہیں لارا" جب لارا اندر داخل ہوئی تو ملنے کہا۔

"اوہ۔ مگریا! وہ طلوع آفتاب! آپ کو طلوع آفتاب کا منظر دیکھنا چاہئے تھا!" لارا جوش سے بولی "میں تو اس کا نظارہ ہی کرتی رہی"

ناشتے میں وہ جلدی جلدی ما کا ہاتھ بٹانے لگی، اور ساتھ ساتھ وہ جلدی جلدی یہ بھی بتاتی رہی کہ کس طرح سورج روپہلی جھیل سے پرے اوپر آیا، کس طرح سارا آسمان نہایت عمدہ رنگوں سے جگمگا اٹھا، کس طرح جنگلی ہنسوں کے پرے کے پرے اڑنے لگے، کس طرح ہزاروں جنگلی بطخوں کی وجہ سے قریب قریب سارا پانی ڈھک گیا تھا اور کس طرح مرغابیاں اس کے اوپر ہوا میں شور مچاتی، چیختی چلاتی اڑ رہی تھیں۔

"میں نے ان کی آواز سُنی تھی" میری بولی "اُف کتنا غل غپاڑہ تھا۔ بالکل پاگل خانہ محسوس ہوتا تھا اب میں تمھاری بات سمجھ گئی۔ لارا، تم جب بات کرتی ہو تو واقعی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دیتی ہو"

ما بھی لارا کی باتوں پر مسکرائیں مگر انھوں نے صرف اتنا ہی کہا "لڑکیو ہمیں آج بہت کام کرنا ہے" اور انھوں نے دن بھر کے کام کی تفصیل ان کے سامنے رکھ دی۔

بندھا ہوا سارا سامان کھولا جانا ہے اور دوپہر سے پہلے پہلے جھونپڑے کو صاف کیا جانا ہے۔ بھن دسیا کے بستروں کو صاف کر کے لٹایا جانا ہے اور ما کی چٹائیوں میں صاف اور تازہ گھاس بھری جاتی ہے۔ اسی دوران میں کمپنی کے سٹور سے ما پردوں کے لئے کئی گز چھینٹ لے آئیں۔ انھوں نے اس چمکدار چھینٹ کا پردہ بنایا اور اُسے جھونپڑے میں لٹکا دیا جس سے سونے کے تختوں والا حصہ چھپ گیا۔ پھر انھوں نے ایک اور پردہ بنایا اور اسے تختوں کے درمیان لٹکا دیا۔ اس طرح اب وہاں سونے کے دو کمرے بن گئے تھے۔ ایک اُن کے اور پا کے لئے، اور دوسرا لڑکیوں کے لئے۔ جھونپڑا اتنا چھوٹا تھا کہ پردے تختوں کو چھو رہے تھے۔ مگر جب تختوں پر ما کی چٹائیاں، پروں کے بستر اور ٹھسنے ہوئے لحاف بچھا دئے گئے تو جھونپڑے میں ایک نئی زندگی آ گئی اور وہ چمکدار اور آرام دہ دکھائی دینے لگا۔

علاوہ ازیں، پردوں کے سامنے والا کمرہ رہنے کے لئے تھا۔ یہ بہت چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں دروازے کے پاس آخر میں چولھے رکھے تھے۔ ما اور لارا نے سامنے کے کھلے دروازے کے ایک طرف والی دیوار کے ساتھ میز لگادی۔ انھوں نے میری کی جھولا کرسی اور ما کی کرسی، کمرے کی دوسری طرف رکھ دیں۔ فرش بالکل ننگا تھا، وہاں کچھ بھی نہیں بچھا تھا۔ البتہ خودرو گھاس کے گول ٹیلے ضرور ابھرے ہوئے تھے۔ ان گھاسوں کی جڑیں، اندر تک چلی گئی تھیں۔ مگر انھوں نے اسے صاف کر دیا تھا۔ کھلے دروازے سے ہوا آرہی تھی اور ریل کی لائن کے کیمپ کا یہ جھونپڑا بڑا خوشگوار اور گھر ہی کی مانند لگ رہا تھا۔

"یہ ایک دوسری قسم کا چھوٹا مکان ہے جس کی آدھی چھت ہے، اور جہاں کوئی کھڑکی نہیں"۔ ما نے کہا "مگر یہ چھت مضبوط ہے اور پھر، ہمیں کھڑکی کی ضرورت بھی تو نہیں۔ دروازے سے اتنی ہوا اور روشنی آتی ہے!"

جب پا کھانے کے لئے آئے تو انھیں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ ہر چیز بڑے سلیقہ اور خوبصورتی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر رکھ دی گئی تھی۔ انھوں نے کیری کا کان مروڑا اور گریس کو اچھال کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ چونکہ چھت بہت نیچا تھا، اس لئے وہ اسے اچھال کر اوپر نہیں لے جاسکتے تھے۔

"مگر چینی کی وہ گڈرن کہاں ہے کیرولین؟" انھوں نے پوچھا

"میں نے گڈرن کو ابھی کھولا نہیں چارلس" ما بولیں "ہمیں یہاں رہنا تو ہے نہیں۔ یہاں تو ہم اسی وقت تک ہی ہیں نا جب تک آپ کو ہمارے لئے کوئی کھیت اور مکان نہیں مل جاتا۔"

پا ہنس دیے۔ "کوئی اچھی سی جگہ تلاش کرنے کے لئے میرے پاس کافی وقت ہے! ذرا اس عظیم پریری کی طرف تو دیکھو جہاں کوئی بھی مکین نہیں۔ صرف ریل کی لائن پر کام کرنے والے ہی ہیں، اور وہ سب بھی سردیوں سے پہلے پہلے چلے جائیں گے۔ ہم اپنی پسند کی زمین چن سکتے ہیں۔"

"کھانے کے بعد" لارا نے کہا "میری اور میں گھومنے پھرنے اور کیمپ اور جھیل دیکھنے جا رہی ہیں۔" اس نے پانی کی بالٹی لی اور ننگے سر کنویں کی طرف دوڑ گئی تاکہ کھانے کے لئے تازہ پانی لا سکے۔

ہوا ایک ہی رفتار سے مگر تیزی سے چل رہی تھی۔ وسیع آسمان پر ایک بھی بادل نہیں تھا اور سارے بے پایاں اور وسیع و عریض زمین پر دور دور تک اس چمکتی روشنی کے سوائے کچھ نہیں تھا جو کہ گھاسوں کے اوپر پڑ رہی تھی۔

ہوا کے رُخ پر بہت سے آدمیوں کے گانے کی آوازیں آرہی تھیں۔

لوگ کیمپ میں واپس آرہے تھے۔ پریری پر ایک لمبی گہری اور بل کھائی قطار کی شکل میں آنے والے سبھی لوگ ایک ہی گانا گا رہے تھے۔ گھوڑے اپنی زینوں اور لگاموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو پاؤں گھسٹتے چلے آرہے تھے اور آدمی ننگے سر، ننگے بازو چلے آرہے تھے۔ ان کی جلد بھورے رنگ کی تھی اور انھوں نے نیلی اور سفید دھاریوں والی قمیض، بھورے رنگ کی قمیض اور نیلے رنگ کی سادہ قمیض پہن رکھی تھی۔

یوں لگتا تھا۔ جیسے وسیع وعریض سونے آسمان تلے دور تک پھیلی زمین پر ایک چھوٹی سی فوج چلی آرہی تھی اور گانا ان کا جھنڈا تھا۔

لارا اس وقت تک تیز اور تند ہوا میں کھڑی دیکھتی اور سنتی رہی جب تک کہ آخری دستہ وہاں جمع شدہ ہجوم میں مل کر کیمپ کی کم بلند جھونپڑیوں کے ارد گرد منتشر نہ ہو گیا' اور گانا' ان سب لوگوں کی خوش فراخ آوازوں میں گڈمڈ ہو کر دھندلا نہ پڑ گیا۔ پھر اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائی پانی کی بالٹی کا خیال آیا۔ اس نے جلدی جلدی اسے کنوئیں کے پانی سے بھرا اور دوڑتی ہوئی واپس آئی۔ جلدی جلدی آنے سے بالٹی کا پانی اچھل اچھل کر اس کی ننگی ٹانگوں پر گر رہا تھا۔

"میں تو کیمپ میں آنے والوں کو دیکھتی ہی رہ گئی" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کا سانس پھول گیا تھا "پا! وہ اتنے سارے آدمی تھے! اور سارے آدمی گا رہے تھے!"

"اچھا اب تم ذرا اپنا سانس ٹھیک کر و!" پا نے ہنستے ہوئے کہا "پچاس ٹیموں اور پچھتر یا اسّی آدمیوں پر مشتمل کیمپ، کوئی بڑا کیمپ نہیں، محض چھوٹا سا کیمپ ہی ہوتا ہے۔ یہاں سے مغرب کی طرف اگر تمھیں سیٹبن کا کیمپ دیکھنے کا موقع ملے تو حیران رہ جاؤ گی۔ دو سو آدمی اور اتنی ہی ٹیمیں اس کے کیمپ میں ہیں۔"

"چارلس۔" ما نے کہا

ما جب بھی اپنے حلیمانہ انداز میں "چارلس" کہتیں تو عام طور پر ہر شخص یہ سمجھ جاتا تھا کہ وہ اس انداز سے کیوں کہہ رہی تھیں۔ مگر اب کی بار تو لارا، کیری اور پا، سبھی ان کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ ما نے پا کو سر کا ہلکا سا اشارہ کیا۔

پھر ما نے لارا کی طرف دیکھا اور کہا "تم لڑکیاں، کیمپ سے دُور رہا کرو۔ سیر کو جاتے وقت اس جگہ کے نزدیک نہ جایا کرو جہاں لوگ کام پر لگے ہیں۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھو کہ رات کو ان لوگوں کے لَوٹنے سے پہلے پہلے تم گھر پہنچ جایا کرو۔ ریل کی لائن پر کام کرنے والے وہ سب آدمی غیر مہذب، غیر شائستہ اور جاہل ہیں۔ وہ زبان بھی گندی ہی استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے جتنا تمھیں ان کی باتیں سُننے کا کم موقع ملے گا، اتنا ہی تمھارے لئے اچھا ہے۔ اب اس بات کو بھولنا نہیں لارا۔ اور وہاں تم بھی کیری۔" پا کے چہرے سے سنجیدگی ٹپک رہی تھی۔

"ہاں پا"۔ لارا نے وعدہ کیا اور کیری تو قریب قریب سرگوشی کے سے انداز میں بولی "ہاں پا"۔ کیری کی آنکھیں حیرت اور ڈر سے کھلی رہ گئی تھیں۔ وہ ان لوگوں کی گندی اور غیر مہذب زبان سُننا نہیں چاہتی تھی، چاہے وہ زبان کیسی ہی کیوں نہ تھی۔ البتہ لارا، ایک بار، صرف ایک بار اس زبان کو سُننا چاہتی تھی۔ مگر اس کے لئے پا کا حکم بجا لانا بھی تو ضروری تھا۔

چنانچہ اس دوپہر جب وہ سیر کو نکلیں تو وہ جھونپڑوں سے دُور نکل گئیں، اور جھیل کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلتی عظیم دلدل کی طرف چلی گئیں۔

جھیل ان کے بائیں ہاتھ تھی اور دھوپ میں خوب چمک رہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی روپہلی لہریں اُٹھتیں، اور گر جاتیں، اور جب ہوا کا جھونکا نیلگوں پانی میں متوّج پیدا کر دیتا تو وہ کناروں کی آغوش میں چلی جاتیں۔ کنارہ کم بلند مگر مضبوط اور خشک تھا۔ پانی کے کنارے پر تھوڑی تھوری گھاس اُگی ہوئی تھی۔ چمکتی ہوئی جھیل کے پار، لارا مشرقی اور جنوبی کنارہ دیکھ سکتی تھی جو اس جتنا ہی اونچا تھا۔ تھوڑا سا دلدل شمال مشرق سے جھیل میں آتا تھا اور عظیم دلدل، لمبی جنگلی گھاسوں کے ایک طویل بَل کی شکل میں جنوب مغرب کی طرف چلا جاتا تھا۔

لارا، میری اور کیری بلند کنارے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ چلتی عظیم جنگلی دلدل کی طرف نکل گئیں۔ جھیل کا روپہلی نیلگوں پانی ہلکورے کھا رہا تھا۔ انھیں اپنے پاؤں کے نیچے کی گھاس بڑی گرم اور نرم لگ رہی تھی۔ ان کی ننگی ٹانگوں سے چپٹے لہنگے، ہوا کی وجہ سے پھڑپھڑا رہے تھے اور لارا کے بال، بے ترتیب ہو گئے

تھے۔ میری اور کیری کے چھتر ٹوپ بڑی مضبوطی سے ان کی ٹھوڑیوں کے نیچے بندھے تھے مگر لارا اپنے چھتر ٹوپ کو اس کی ڈوریوں سے پکڑ کر جھلا رہی تھی۔ گھاس کی سرسراتی لاکھوں نوکیں سرسراہٹ کی ایک ہی آواز نکال رہی تھیں اور ہزاروں جنگلی بطخیں، ہنس، بگلے، کونجیں اور ماہی خورے ہوا میں بڑی تیزی اور ڈھٹائی سے باتیں کر رہے تھے۔ وہ سب پرندے دلدل کی گھاسوں میں پرورش پاتے تھے۔ وہ پھڑ پھڑاتے۔ پروں کے ساتھ اوپر اڑتے اور پھر سے آ کر بیٹھ جاتے، ایک دوسرے تک خبر پہنچاتے، گھاسوں کے درمیان آپس میں باتیں کرتے اور جی بھر کر گھاس کی جڑیں، نرم و نازک آبی پودے اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں کھاتے۔

جھیل کا کنارہ عظیم دلدل کی طرف کم سے کم بلند ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ کنارہ بالکل ہی ختم ہو گیا۔ جھیل دلدل میں پگھل گئی تھی اور اس کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے گڑھے سے بن گئے تھے جو سخت اور خودرو تیرہ دلدلی گھاس سے گھرے ہوئے تھے۔ یہ گھاس پانچ چھ فٹ لمبی تھی چھوٹے چھوٹے گڑھے، گھاسوں کے درمیان چمک رہے تھے، اور پانی، جنگلی پرندوں سے اٹا پڑا تھا۔

جوں ہی لارا اور کیری نے دلدلی گھاسوں پر قدم رکھے، دفعتاً سخت پر اوپر کی طرف اُٹھے اور گول آنکھیں چمکنے لگیں۔ ساری فضا قیں قیں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ اپنے جھلی دار چپٹے پاؤں کو اپنی دُموں کے نیچے دیئے، بطخیں اور ہنس، گھاس کے اوپر سے ہوتے نیچے کی طرف بل کھاتے اگلے جوہڑ کی طرف چلے گئے۔ لارا اور کیری بے حس و حرکت کھڑی ہو گئیں۔ کھردری شاخوں والی دلدلی گھاس ان کے سروں سے اوپر اٹھ رہی تھی اور تیز ہوا کی وجہ سے ایک تند سا شور پیدا کر رہی تھیں۔ لڑکیوں کے ننگے پاؤں آہستہ آہستہ گیلی مٹی میں دھنسنے لگے۔

"ارے۔ یہ زمین تو بڑی نرم ہے۔" میری جلدی سے مڑتے ہوئے بولی۔ اسے اپنے پاؤں پر کیچڑ اچھا نہیں لگتا تھا۔

"واپس چلی جاؤ کیری!" لارا چلائی "تم دلدل میں دھنس جاؤ گی! جھیل، یہاں گھاسوں کے درمیان ہی کہیں ہے!"

جب وہ کھڑی ہوئی تو نرم، ٹھنڈا کیچڑ اس کے ٹخنوں کے ارد گرد لگا تھا۔ اور اس کے سامنے چھوٹے چھوٹے

تالاب اور گڑھے، لمبی لمبی گھاسوں کے درمیان چمک رہے تھے۔ وہ آگے ہی آگے، دلدل میں جنگلی پرندوں کے پاس چلے جانا چاہتی تھی مگر وہ میری اور کیری کو اکیلی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ چنانچہ وہ انھیں ساتھ لے کر سخت اور اونچے پریری کی طرف واپس ہوگئی جہاں کمر کمر جتنی اونچی گھاسیں، ہوا میں لہلہا اور جھک رہی تھیں، اور چھوٹی خمدار جھاڑیاں، چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں اُگی ہوئی تھیں۔

دلدل کے کنارے کے ساتھ ساتھ انھوں نے ہلکے نارنجی رنگ کے ارغوانی چینے پھول اکٹھے کیے اور ذرا اور اونچی جگہ پر جا کر جنگلی جھاڑیوں کی اُگتی ہوئی وہ لمبی شاخیں اکٹھی کیں جن کے ساتھ ارغوانی رنگ کی دانے دار پھلیاں لگی تھیں۔ ٹڈے، گھاسوں میں ان کے پاؤں پر ایک پھوار کی مانند اڑ رہے تھے۔ سبھی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرندے گھاس کی لمبی اور جھکتی شاخوں کے اوپر ہوا میں پھڑپھڑاتے، اپنا توازن قائم رکھتے اڑ رہے تھے۔ پریری کی مرغیاں ہر جگہ بھاگ دوڑ رہی تھیں۔

"اوہ۔ گھاس کا کتنا خوبصورت جنگل ہے!" میری نے خوشی کے ساتھ ایک گہرا سانس لیا۔ "لارا، تم نے اپنا چھتر ٹوپ پہن رکھا ہے نا؟"

خطاواری کا احساس لیے ہوئے لارا نے اپنا چھتر ٹوپ اوپر کی طرف کھسکایا کیونکہ وہ ٹوپ کی ڈوریوں کے ساتھ اس کی گردن میں لٹک رہا تھا۔ "ہاں میری۔" وہ بولی

گئی دوپہر کو وہ واپس مڑیں۔ ایک ہی جانب کو جھکے ہوئے چھت والا چھوٹا سا جھونپڑا اپنے آپ ہی میں مست، دوپہلی جھیل کے سرے پر کھڑا تھا۔ چھوٹے سے دروازے میں سے ماں نے اپنی دونوں آنکھوں پر اپنے ہاتھ کا سایہ کرتے ہوئے اُن کی طرف دیکھا، اور ان سب نے ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی آمد کا اعلان کیا۔

جھونپڑے کے شمال میں جھیل کے کنارے بکھرا پڑا سارا کیمپ انھیں دکھائی دے رہا تھا۔ سب سے پہلے وہ سٹور تھا جہاں پا کام میں لگے تھے اور کھانے پینے کا سارا سامان اُن کے پیچھے رکھا تھا۔ پھر گھوڑوں کا اصطبل تھا۔ یہ اصطبل، پریری کے ایک اُبھرواں حصّے پر بنایا گیا تھا اور اس پر دلدلی گھاس کی چھت ڈالی گئی تھی، اس سے پرے دو لمبا، کم بلند تختوں والا مکان تھا جہاں آدمی سوتے تھے، اور اس سے اور پرے بہن لوسیا کا لمبا اقامت خانہ تھا جہاں کھانا تیار ہو رہا تھا اور چولھے کی چمنی سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

پھر، لارا نے پہلی مرتبہ ایک مکان دیکھا، ایک حقیقی مکان جو جھیل کے شمالی کنارے پر تن تنہا کھڑا تھا۔

"خدا جانے یہ مکان کیسا ہے اور اس میں کون رہتا ہے" اس نے کہا۔ "یہ کسی مزارعہ کا گھر بھی نہیں، کیونکہ اس کے ساتھ نہ تو کوئی اصطبل ہے اور نہ ہی زمین پر ہل جوتا گیا ہے۔"

اس نے جو کچھ دیکھا وہ سب میری کو بتا دیا تھا۔ میری بولی "یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے جہاں خوبصورت نئے جھونپڑے ہیں، گھاس ہے اور پانی ہے۔ اس مکان کے بارے میں تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اس کے متعلق پا سے پوچھ سکتی ہیں۔ یہ لو۔ جنگلی بطخوں کا ایک اور جھنڈ آ گیا ہے۔"

بطخوں کے جھنڈ کے جھنڈ اور جنگلی ہنسوں کی لمبی قطاریں آسمان سے نیچے کی طرف آ رہی تھیں تاکہ رات بھر جھیل پر بسر کر سکیں۔ اور جب آدمی اپنے کام سے واپس آئے تو وہ بڑا شور و غل مچا رہے تھے۔ جھونپڑی کے دروازے میں اب تک، ما ان کی منتظر تھیں، وہ تب تک وہیں کھڑی رہیں جب تک لڑکیاں ان کے پاس نہ پہنچ گئیں۔ تازہ ہوا اور دھوپ نے انھیں تر و تازہ کر دیا تھا۔ وہ اپنے بازوؤں میں ہلکے نارنجی رنگ کے چتیوں والے جتنے بھی پھول اور ارغوانی رنگ کی دانے دار جتنی بھی پھلیاں بھر کر لائی تھیں، وہ سب کی سب انھوں نے ما کے حوالے کر دیں۔

پھر کیری نے بڑا گلدستہ، پانی کے گھڑے میں رکھ دیا جبکہ لارا نے کھانے کی میز بچھا دی۔ میری، کیری کو اپنی گود میں لے کر اپنی جھولا کرسی پر بیٹھ گئی اور اسے عظیم دلدل میں قیں قیں کرنے والی بطخوں اور جھیل پر جا کر سونے والے جنگلی ہنسوں کے عظیم جھنڈوں کے متعلق بتانے لگی۔

نواں باب

گھوڑے چور

ایک رات، کھانے کے وقت پا نے کوئی خاص بات نہ کی۔ اگر ان سے کچھ پوچھ لیا جاتا تو وہ اس کا جواب دے دیتے۔ ورنہ خاموش رہتے۔ انجام کار ما نے پوچھا "چارلس، طبیعت ناساز تو نہیں؟"

"نہیں نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں کیرولین۔" پا نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا بات ہے؟" ما نے پوچھا

"کچھ نہیں" پا نے کہا "تم چنتا نہ کرو۔ ہاں، مگر بات یہ ہے کہ لڑکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ آج رات گھوڑ چوروں کا خیال رکھیں۔"

"یہ ہنگی کا معاملہ ہے" ما بولیں "مجھے امید ہے کہ آپ یہ معاملہ اسی کو ہی سونپیں گے اور اسی کو ہی اس سے نمٹنے دیں گے۔"

چنتا نہ کرو کیرولین" پا نے کہا

لارا اور کیری نے ایک دوسری کی طرف، اور پھر ما کی طرف دیکھا۔ ایک لمحہ بعد ما بڑی نرمی سے بولیں "چارلس، میں چاہتی ہوں کہ آپ اس بکھیڑے سے دُور ہی رہیں"

"عظیم جیری کیمپ میں رہتا رہا ہے۔" پا نے کہا "یہاں ایک ہفتہ تک رہنے کے بعد اب وہ چلا گیا ہے۔ لڑکوں کا کہنا ہے کہ وہ گھوڑ چوروں کے گروہ کا ساتھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بھی عظیم جیری کسی کیمپ میں جاتا ہے، اس کے جانے کے بعد ہی بہترین گھوڑے چرا لیے جاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اتنی دیر تک رہتا ہے جب تک وہ بہترین جوڑیوں کو چن نہیں لیتا اور یہ نہیں جان لیتا کہ وہ گھوڑے کس نسل کے ہیں۔ اور پھر وہ رات کے وقت اپنے گروہ کے ساتھ واپس آجاتا ہے اور رات کی تاریکی میں انھیں لے کر رفوچکر ہو جاتا ہے۔"

"میں تو ہمیشہ یہی سُنا کرتی تھی کہ دوغلی نسل والے پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔" ما بولیں۔ ما قبائلیوں کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ انھیں دوغلی نسل والے قبائلی بھی پسند نہیں تھے۔

"اگر خون خرابے والی بات نہ ہوتی تو دریائے ورڈگریس پر ہم سب کی کھوپڑیاں اتار دی گئی ہوتیں۔" پا نے کہا

"ہمیں کھوپڑیوں کے اُتار لیے جانے کا قطعاً کوئی خطرہ نہ ہوتا اگر وہ چیختے چلاتے وحشی وہاں نہ ہوتے جن کے اِردگرد گوشت خور جانوروں کی تازہ کھالیں رکھی تھیں (یہ جانور قد میں بلّی کے برابر ہوتا ہے اور اس کے بدن پر سیاہ اور سفید داغ ہوتے ہیں اور اپنی حفاظت کے لئے پیچھے سے بڑی سخت بدبو

نکالتا ہے) ماں نے کہا۔ اور ماں نے ایک آواز نکالی۔ یہ آواز انھوں نے اس بات کو یاد کرتے ہوئے نکالی تھی کہ ان جانوروں کی کھالوں سے کتنی بدبو اٹھ رہی تھی۔

"میرا خیال نہیں کہ جیری گھوڑوں کی چوری کرتا ہے" پا نے کہا۔ مگر لارا کا خیال تھا کہ پا یہ بات یوں کہہ رہے تھے گویا ان کے اس طرح کہنے سے ایسا ہو ہی جائے گا "فکرمندی کی اصلی بات یہ ہے کہ جس روز تنخواہ ملتی ہے، وہ اس کے بعد آتا ہے اور پوکر کھیل کر سبھی لڑکوں کا روپیہ جیت لیتا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں سے بعض کو اسے گولی سے اڑا دینے میں خوشی محسوس ہوگی۔"

"اگر ہینئ اس کی اجازت دیتا ہے تو تعجب کی بات ہے" ما نے کہا "قماربازی بھی تو شراب نوشی سے کم بُری چیز نہیں۔"

"کیرولین، اگر وہ نہ کھیلنا چاہیں تو انھیں کوئی زبردستی تو ایسا کرنے کو نہیں کہہ سکتا۔" پا نے کہا "اگر جیری روپیہ جیت لیتا ہے تو یہ ان لوگوں کا اپنا قصور ہے۔ جیری بڑے درجہ کا شفیق اور رحم دل انسان رہ چکا ہے۔ وہ تو اپنی قمیص تک اتار کر دے دینے والا ہے۔ دیکھتی نہیں، وہ کس طرح بوڑھے جانی کی دیکھ بھال کرتا ہے!"

"ہاں بات تو ٹھیک ہے" ماں نے اعتراف کیا۔ پانی کا کنٹرول بوڑھے جانی ہی کے ہاتھ میں تھا۔ وہ ایک پستہ قد سوکھا ہوا اور خمیدہ کمر بوڑھا آئرستانی تھا زندگی بھر اس نے ریل کی لائنوں پر کام کیا تھا اور اب وہ اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ کام کاج اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔ چنانچہ کمپنی نے اسے لوگوں کے پاس جا جا کر پانی پلانے کا کام سونپ دیا تھا۔

ہر صبح، اور پھر ڈنر کے بعد پستہ قد بوڑھا جانی لکڑی کی اپنی دو بڑی بڑی بالٹیاں پانی سے بھرنے کنویں پر آتا۔ جب وہ پانی سے بھر جاتیں تو وہ اُن کا لکڑی کا جُوا اپنے کندھوں پر رکھ کر ذرا جُھک جاتا، اور اس طرح جُھک کر اُن ہُکوں میں دونوں بالٹیوں کو پھنسا لیتا جو ہُکیں، جُوئے کے دونوں سروں پر لٹکتی چھوٹی چھوٹی زنجیروں کے ساتھ لگی تھیں۔ پھر بڑبڑاتے اور کراہتے وہ سیدھا کھڑا ہو جاتا۔ زنجیریں بھاری بالٹیوں کو زمین سے اٹھا لیتیں اور جانی اپنے ہاتھ سے انھیں ٹھیک کرتا۔ یہ سارا کام وہ اپنے کندھوں پر بوجھ اٹھاتے ہوئے ہی کرتا۔ وہ بوجھ تلے دبا چھوٹے چھوٹے مضبوط قدم اٹھاتا آہستہ آہستہ دوڑنے لگتا۔ پانی کی ہر بالٹی میں ٹین کا ایک ایک کفگیر (جس کی مدد سے بالٹی سے پانی نکالا جاتا ہے) رکھا تھا۔ جب جانی کچی ناہموار سڑک پر کام کرنے والے آدمیوں کے پاس جاتا تو

وہ کام کرنے والے سبھی کارکنوں کے پاس سے آہستہ آہستہ دوڑتے ہوئے گذرتا تاکہ ہر پیاسا آدمی کام روکے بنا وہیں اپنی جگہ پر پانی لے کر اپنی پیاس بجھا سکے۔

جانی اتنا بوڑھا تھا کہ کمر جھک جانے کی وجہ سے وہ سکڑ گیا تھا، اور چھوٹے قد کا دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کے چہرے پر جھریوں کا ایک جال بنا تھا مگر اس کی نیلی آنکھوں میں وہی مسرت بھری ٹمٹماہٹ تھی، اور وہ جہاں تک ممکن ہو سکتا، جلدی جلدی ہر شخص کے پاس پہنچتا تاکہ کوئی شخص پیاسا نہ رہنے پائے۔

ایک صبح، ناشتے سے پہلے عظیم جیری نے دروازے پر آکر ما کو بتایا کہ بوڑھا جانی رات بھر بخار میں پھنکتا رہا ہے۔

"محترمہ، وہ بے حد پستہ قد اور بوڑھا ہے" عظیم جیری نے کہا۔ اقامت خانے سے اسے جو کھانا ملتا ہے وہ اس کے لئے موافق نہیں۔ کیا آپ اس کے لئے گرم چائے کا ایک پیالہ اور تھوڑا سا ناشتہ دے سکیں گی؟"

ما نے ایک پلیٹ پر کئی بسکٹ رکھ دئے۔ انھوں نے تلے ہوئے نمک لگے گوشت کا ایک خستہ ٹکڑا بھی ان بسکٹوں کے ساتھ رکھ دیا۔ پھر انھوں نے ٹین کی ایک چھوٹی سی ڈولچی میں گرم گرم چائے ڈالی اور وہ ساری چیزیں عظیم جیری کو دے دیں۔

ناشتے کے بعد پا، تختوں والے مکان میں بوڑھے جانی کو دیکھنے گئے۔ بعد ازاں انھوں نے ما کو بتایا کہ جیری نے رات بھر اس بیچارے بوڑھے جانی کی تیمارداری کی تھی۔ جانی نے بتایا کہ جیری نے اسے گرم رکھنے کے لئے اپنا کمبل بھی اس پر ڈال دیا تھا اور خود کوئی بھی چیز اوڑھے بغیر اسی طرح سردی میں چلا گیا تھا۔

"وہ اپنے باپ کی دیکھ بھال بھی اتنی اچھی طرح سے نہ کر سکتا جتنی وہ جانی کی کر رہا ہے" پا نے کہا "یہی وجہ ہے کیرولین کہ ہم اسے بالکل اپنا ہی سمجھنے لگے ہیں۔"

ان سب کو وہ وقت یاد آیا جب عظیم جیری، اس وقت اپنے سفید گھوڑے پر سوار پریری سے نمودار ہوا تھا۔ جب وہ اجنبی آدمی ان کا پیچھا کر رہا تھا، اور سورج غروب ہو رہا تھا۔

"اچھا۔ پا نے آہستہ آہستہ اٹھتے ہوئے کہا" مجھے لڑکوں کو ان کی بندوقوں کے لئے گولہ بارود فروخت کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جیری آج رات کیمپ میں واپس نہیں آئے گا۔ اگر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بوڑھے جانی کی خیر و عافیت

معلوم کرنے آ ہی گیا، اور اگر وہ اپنے گھوڑے کو اصطبل میں باندھنے چلا گیا تو وہ لوگ اُسے گولی سے اُڑا دیں گے۔"

"اوہ۔ نہیں چارلس! یقیناً وہ ایسا نہیں کریں گے!" ما چیخ اٹھیں۔

پا نے اپنا ہیٹ لیا۔ "جو شخص سب سے زیادہ باتیں بنا تا رہتا ہے وہ ایک شخص کو تو ہلاک بھی کر چکا ہے"
پا نے کہا "اس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کی کہ اس نے اپنی حفاظت میں گولی چلائی تھی۔ مگر اسے ریاست کے جیل خانے میں سزا کاٹنا ہی پڑی۔ اور عظیم جیری نے پچھلی تنخواہ کے دن اس کی ساری رقم جیت لی۔ اب وہ عظیم جیری کے سامنے آنے کی ہمت تو نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس کے ہتّے چڑھ گیا تو اسے چھوڑے گا نہیں۔"

پا سٹور کی طرف چلے گئے اور ما سنجیدگی سے میز صاف کرنے لگیں۔ طشتریاں دھوتے وقت لارا کے ذہن میں عظیم جیری اور اس کا سفید گھوڑا ہی اُبھرتے رہے۔ وہ انھیں بہت مرتبہ گھوڑے پر بڑی پر سرپٹ دوڑتے دیکھ چکی تھی۔ عظیم جیری ہمیشہ چمکدار سُرخ قمیص پہنتا تھا۔ وہ ہمیشہ ننگے سر رہتا تھا اور اس کا سفید گھوڑا کبھی لگام نہیں پہنتا تھا۔

جب پا سٹور سے واپس آئے تو رات بڑی تاریک تھی۔ انھوں نے بتلایا کہ بھری بندوقوں سے لیس آدھی درجن آدمی اصطبل کے گرد اگرد گھات میں بیٹھے ہیں۔

سونے کا وقت تھا۔ سارے کیمپ میں کہیں روشنی کی کرن بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ تاریکی میں ڈوبے ہوئے کم بلند جھونپڑے مشکل ہی سے دکھائی دیتے تھے۔ البتہ اگر یہ پتہ ہو کہ فلاں جگہ جھونپڑے بنے ہوئے ہیں تو اس حالت میں اُدھر دیکھنے سے تاریکی میں ڈوبے جھونپڑوں کے مدھم سے نشان دکھائی دیتے تھے۔ دو پہلی جھیل پر ستاروں کی مدھم سی روشنی پھیلی ہوئی تھی، اور اس کے چاروں طرف ستاروں سے ٹمٹماتے مخملی سیاہ آسمان کے نیچے تاریکی میں ڈوبا پریری کا سپاٹ میدان پھیلا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا تاریکی میں سرگوشیاں کر رہی تھی اور گھاس سے سرسراہٹ پیدا ہو رہی تھی گویا اسے خوف آ رہا ہو۔ لارا نے دیکھا اور سنا، اور پھر وہ کانپتی ہوئی جلدی جلدی واپس جھونپڑی میں چلی گئی۔

پردے کے پیچھے گریس سو رہی تھی، اور ما میری اور کیری کو سُلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ پا نے اپنا ہیٹ کھونٹی پر لٹکا دیا اور بنچ پر بیٹھ گئے مگر وہ اپنے جوتے نہیں اُتار رہے تھے۔ جب لارا اندر آئی تو انھوں نے

اس کی طرف دیکھا، اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے اٹھ کر اپنا کوٹ پہن لیا۔ انھوں نے کوٹ کے سارے بٹن بند کیے اور پھر کوٹ کے کالروں کو اس طرح موڑا کہ اس کے نیچے کی بھوری قمیض دکھائی نہ دے سکے۔ لارا بالکل خاموش رہی۔ پا نے اپنا ہیٹ پہن لیا۔

"میرا انتظار نہ کرنا کیرولین"۔ وہ بڑے مسرّت بھرے لہجے میں بولے۔

ما، پردے سے باہر نکلیں، مگر تب تک پا، جا چکے تھے۔ وہ دروازے تک گئیں اور جھانک کر باہر کی طرف دیکھا۔ پا، تیرگی میں کھو گئے تھے۔ کوئی ایک منٹ بعد ما، واپس آئیں اور کہنے لگیں "سونے کا وقت ہو گیا ہے لارا۔ اب تم سو جاؤ۔"

"مجھے بھی جاگتی رہنے دو ما" لارا نے گڑگڑاتے ہوئے کہا

"میرا خیال ہے کہ میں سو نہیں سکوں گی" ما نے کہا "لمحہ بھر کے لئے بھی نہیں۔ مجھے نیند آ ہی نہیں رہی۔ اور جب نیند ہی نہ آ رہی ہو تو بستر پر جا کر پڑ رہنے سے کیا فائدہ"

"مجھے نیند نہیں آ رہی ما" لارا بولی

ما نے لیمپ کی بتّی نیچے کی اور پھر پھونک مار کر اسے بجھا دیا۔ وہ امریکی اخروٹ کی جھولا کرسی پر بیٹھ گئیں جو پا نے قبائلی علاقے میں ان کے لئے بنائی تھی۔ لارا ننگے پاؤں دبے قدموں کے ساتھ ما کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

وہ اندھیرے میں بیٹھی سنتی رہیں۔ لارا کو اپنے کانوں میں ایک باریک، مدھم سی بھنبھناہٹ سنائی دے رہی تھی۔ مگر شاید اس کے کان بج رہے تھے۔ اُسے ما کے سانس لینے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اُسے خوابیدہ گریس کی آہستہ آہستہ سانس لینے اور پردے کے پیچھے جاگتی میری اور کیری کے تیز تیز سانسوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جب کھلے دروازے سے ہوا اندر آتی تو پردے میں تھوڑی سی حرکت ہوتی اور اس سے مدھم سی آواز پیدا ہوتی۔ دروازے سے باہر دور دور تک تاریکی میں ڈوبی زمین پھیلی تھی اور اوپر مستطیل آسمان اور ستارے دکھائی دے رہے تھے۔

باہر ہوا سائیں سائیں کر رہی تھی، گھاس سرسرا رہی تھی اور جھیل کے کنارے کے ساتھ آ کر ٹکرانے والی چھوٹی چھوٹی لہروں سے ایک مدھم اور مسلسل آواز ابھر رہی تھی۔

اندھیرے کو چیرتی ایک گھناؤنی چیخ کی آواز سُن کر لارا کے سارے جسم میں سنسنی دوڑ گئی، اور اس کے منھ سے ایک چیخ سی نکل گئی۔ مگر وہ چیخ محض ایک جنگلی ہنس کی تھی جو اپنے جھنڈ سے بچھڑ گیا تھا۔ جنگلی ہنسوں نے دلدل سے اس کی چیخ کا جواب دیا، اور پھر خوابیدہ بطخوں کا قیں قیں کا شور مچ گیا۔

"ما۔ مجھے باہر جانے دو، میں باہر جاکر پا کو دیکھنا چاہتی ہوں۔" لارا نے سرگوشی کی۔

"چُپ بیٹھی رہو۔" ما نے جواب دیا "پا کو تم نہیں ڈھونڈھ سکوگی، اور پھر، وہ بھی اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم ان کی تلاش میں باہر جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ، اور پا کو خود ہی اپنی حفاظت کرنے دو۔"

"میں کچھ کرنا چاہتی ہوں۔ میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہوں گی۔" لارا نے کہا

"میں بھی" ما بولیں۔ اندھیرے میں وہ بڑی آہستگی سے لارا کے سر کو تھپتھپانے لگیں "دھوپ اور ہوا سے تمھارے بال خشک ہو رہے ہیں لارا۔" ما نے کہا۔ "تمھیں ان میں اور زیادہ برش کرنا چاہئے۔ رات کو سونے سے پہلے تمھیں بالوں میں ایک سو بار برش پھیرنا چاہئے۔"

"اچھی بات ہے ما۔" لارا نے سرگوشی کی۔

"جب تمھارے پا کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی تو اس وقت میرے بال بڑے لمبے تھے،" ما نے کہا "اتنے لمبے کہ میں اپنے بالوں کی مینڈھیوں پر بیٹھ سکتی تھی۔"

انھوں نے اور کچھ نہ کہا۔ وہ لارا کے کھُردرے بالوں میں ہاتھ پھیرتی رہیں۔ ان دونوں کے کان گولی کی آواز پر لگے تھے۔

دروازے کے تاریک سِرے کے پاس ایک بہت بڑا ستارہ چمک رہا تھا۔ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ وہ حرکت کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ وہ مشرق سے مغرب کی طرف چلا گیا اور چھوٹے چھوٹے ستارے اس سے بھی کم رفتار کے ساتھ اس کے اردگرد گھومنے لگے۔

دفعتاً لارا اور ما کو قدموں کی چاپ سنائی دی اور پلک جھپکتے ہی ستارے غائب ہو گئے تھے۔ پا دروازے میں تھے۔ لارا اچھل کر کھڑی ہو گئی مگر ما نڈھال تھیں، اس لئے وہ کرسی پر ہی بیٹھ گئیں۔

"ابھی تک بیٹھی ہو کیرولین؟" پا نے کہا "آخر اتنی دیر تک انتظار کرتے رہنے کی ضرورت بھی کیا تھی۔ سب

ٹھیک ہے۔"

"آپ کو کیسے پتہ ہے پا؟" لارا نے پوچھا "آپ یہ کیونکر جانتے ہیں کہ عظیم جیری......"

"گھبراؤ نہیں ننھی منی!" پا نے ہنستے ہنستے اسے ٹوک دیا۔ "عظیم جیری بالکل ٹھیک ہے۔ وہ آج رات کیمپ میں نہیں آئے گا۔ بہرحال، اگر وہ اس صبح اپنے سفید گھوڑے پر آنکلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اب جاؤ اور جاکر بستر پر سو جاؤ۔ سورج نکلنے سے پہلے اگر ہم کچھ دیر سو ہی لیں تو کیا بُرا ہے۔" پھر پا نے زوردار قہقہہ لگایا، اور یوں لگا گویا گھنٹیاں بج اٹھی ہوں۔ "آج ریل کی لائن پر جو آدمی کام کریں گے، وہ اونگھتے ہی رہیں گے۔"

اُدھر لارا پردے کے پیچھے اپنے کپڑے اتار ہی رہی تھی، اُدھر دوسری طرف پا اپنے جوتے اتار رہے تھے۔ کپڑے اتارتے وقت لارا کو پا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ وہ ما سے کہہ رہے تھے "کیرولین سب سے عمدہ بات تو یہ ہے کہ اب روبہلی جھیل کے کیمپ سے کبھی کوئی گھوڑا چوری نہیں ہوگا۔"

اور اگلے دن صبح سویرے لارا نے واقعی عظیم جیری کو جھونپڑے کے پاس سفید گھوڑے پر سوار دیکھا۔ اس نے سٹور میں پا کو آداب کیا اور پا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جواب دیا۔ پھر عظیم جیری اور سفید گھوڑا سرپٹ دوڑتے اس طرف چلے گئے جہاں آدمی کام کر رہے تھے۔

روبہلی جھیل کے کیمپ سے کبھی کوئی گھوڑا چوری نہیں ہوا تھا۔

:(*):

دسواں باب

ایک عمدہ دوپہر

ہر روز صبح سویرے جب لارا ناشتے کی پلیٹیں دھونے لگتی، اسے کھلے دروازے میں سے باہر کی ساری چیزیں دکھائی دیتی تھیں۔ جس جھونپڑے میں اقامت خانہ تھا، وہاں سے وہ آدمیوں کو نکلتے اور کھپریل والے اصطبل کی طرف جاتے دیکھتی جہاں ان سب کے گھوڑے بندھے تھے۔ پھر گھوڑوں کے

سازوسامان کی کھڑکھڑاہٹ اور بات چیت اور چیخ و پکار کا ہنگامہ سنائی دیتا اور پھر آدمی اور گھوڑوں کی جوڑیاں اپنے اپنے کام پر چل دیتیں۔ ان کے جانے کے بعد اصطبل میں مکمل سکوت لوٹ آتا۔

ایک ایک کر کے دن گزرتے گئے۔ پیر کے دن لارا، دھلائی کے کام میں ما کا ہاتھ بٹاتی اور جب کپڑے دھوپ اور ہوا میں سوکھ جاتے تو وہ انھیں اکٹھا کر کے اندر لے آتی۔ منگل کے دن، وہ ان کپڑوں پر پانی چھڑکتی اور استری کرنے میں ما کی مدد کرتی۔ بدھ کو وہ مرمت اور سلائی کا کام کرتی حالانکہ اسے یہ کام پسند نہیں تھا۔ میری اپنی آنکھوں کے بغیر بھی سلائی کا کام سیکھ رہی تھی۔ اپنی حسّاس انگلیوں کے ساتھ وہ بڑی خوبصورتی سے تُرپائی کر لیتی تھی۔ اور تو اور، وہ لحاف کے ٹکڑوں کو بھی سی سکتی تھی بشرطیکہ ان ٹکڑوں کے رنگ ملا کر اسے دے دیئے جاتے۔

دوپہر کے وقت جب گھوڑوں کی سب جوڑیاں اور سارے لوگ کھانے کے لئے آتے تو کیمپ میں ایک شور سا مچ جاتا۔ پھر پا سٹور سے آتے اور وہ سب ننّھے سے جھونپڑے میں کھانا کھانے لگتے۔ ہوا اس جھونپڑے سے ٹکراتی اور دروازے سے باہر وسیع و عریض پریری پھیلا ہوتا۔ گہرے بھورے رنگ سے لے کر گیروے اور کتھئی، ہر قسم کے رنگوں سے مُزیّن پریری، دُور، بہت دُور آسمان کے اس سرے تک پھیلا ہوتا۔ رات کو ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگی تھیں اور زیادہ سے زیادہ جنگلی پرندے جنوب کی طرف پرواز کرنے لگے تھے۔ پا نے بتایا کہ سردیاں قریب ہی ہیں مگر لارا نے موسم سرما کے بارے میں کوئی خیال نہ کیا۔

وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ آدمی کہاں کام کر رہے تھے اور وہ ریل کی لائن کے لئے راستہ کیونکر بناتے تھے۔ ہر صبح وہ باہر نکل جاتے اور رات کو لوٹ آتے۔ مگر ان لوگوں کے کام کے سلسلے میں وہ صرف دھول کا ایک بادل ہی دیکھ پاتی تھی جو مغرب میں کتھئی رنگ کے پریری سے ابھرتا تھا۔ وہ آدمیوں کو ریل کی لائن تعمیر کرتے دیکھنا چاہتی تھی۔

ایک روز چچی ڈوسیا کیمپ میں چلی گئیں اور دو گائیں لے آئیں۔ وہ بولی "دودھ کی بڑی دقّت تھی چارلس۔ اس جگہ جہاں کوئی بھی کسان نہیں، تھوڑا بہت دودھ حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔"

ایک گائے پا کی تھی۔ وہ ایک خوبصورت گہرے سُرخ رنگ کی گائے تھی۔ اس کا نام ایلن تھا۔ پا نے چچی ڈوسیا کے ویگن کے پچھلے حصّے سے اُسے کھولا اور رسّی کا وہ سرا لارا کے ہاتھ میں دے دیا جس کے دوسرے

سرے کے ساتھ گائے کے گلے میں ڈالنے کے لئے ایک حلقہ بنا تھا۔ "لو اسے سنبھالو لارا" وہ بولے "تم خوب اچھی طرح اس کی دیکھ بھال کر سکتی ہو۔ جہاں گھاس اچھی ہے، اسے وہاں لے جاؤ۔ اور ہاں، اس کی کھونٹی کو مضبوطی اور اچھی طرح سے زمین میں گاڑنا۔"

لارا اور لیسنا نے قریب ہی عمدہ گھاس میں اس کا کھونٹا گاڑھ دیا۔ صبح و شام وہ دونوں اکٹھی ہوتیں اور گایوں کی دیکھ بھال کرتیں۔ وہ انھیں پانی پلانے کے لئے جھیل پر لے جاتیں، اور کھونٹیوں کو تازہ گھاس میں گاڑھ دیتیں۔ پھر وہ ان کا دودھ دوہتیں اور ساتھ ساتھ گاتیں۔

لینا بہت سے نئے گانے جانتی تھی۔ لارا نے بڑی جلدی سے وہ گانے سیکھ لئے۔ جب دودھ کی دھار چھڈاڑ ٹین کی بالٹیوں میں پڑتی، وہ ساتھ مل کر گاتیں:

"سمندر کی لہر پر زندگی
لہریں لیتے گہرے پانی میں ایک گھر
چھوٹے مینڈک اپنی دُمیں ہلاتے ہیں
اور اُن کے گالوں پر آنسو لڑھکنے لگتے ہیں۔"

بعض اوقات لیسنا آہستہ آہستہ گاتی اور لارا بھی ایسا ہی کرنے لگتی:

"اوہ۔ میں کسان سے شادی نہیں کروں گی
وہ ہمیشہ گندہ رہتا ہے
میں تو ریل کی لائن پر کام کرنے والے کسی شخص سے شادی کروں گی۔
جو دھاری دار قمیص پہنتا ہے۔"

لیکن لارا کو والز گیت سب سے اچھے لگتے تھے۔ اسے جھاڑو والا گیت بھی پسند تھا، حالانکہ لَے میں اتار چڑھاؤ پیدا کرنے کے لئے لفظ "جھاڑو" کتنی ہی مرتبہ گانا پڑتا تھا۔

"ایک جھا...... ڑ...... و خریدو، ایک جھا...... ڑ...... و خریدو!
ایک جھاڑو خریدو، جھاڑو۔ ایک جھاڑو خریدو، جھاڑو!

کیا تم اس خانہ بدوش باؤیرین سے ایک جھاڑو خریدو گی ؟
کیڑوں مکوڑوں کی صفائی کرنے کے لئے
جو تمھاری برہمی کا باعث بنتے ہیں
تم اسے بڑا مفید پاؤ گی
دن کے وقت اور رات کے وقت"

جب تک گایوں کا دودھ دوہ نہ لیا جاتا، وہ چپ چاپ کھڑی اس طرح جگالی کرتی رہتیں گویا وہ لڑکیوں کا گانا سُن رہی ہوں۔

پھر گرم شیریں مہک والے دودھ کی بالٹیاں اٹھائے لارا اور لینا واپس جھونپڑیوں کی طرف چلی جاتیں۔ صبح کے وقت آدمی اپنے تختوں والے مکان سے باہر نکلتے، دروازے کے پاس بنچ پر رکھی چلمچیوں میں ہاتھ منہ دھوتے اور بالوں میں کنگھی کرتے۔ سورج، روپہلی جھیل کے اوپر طلوع ہونے لگتا۔

شام کے وقت آسمان سُرخ، ارغوانی اور سنہرے رنگ کا ہو جاتا۔ سورج غروب ہو جاتا اور دُھول مٹی سے اَٹے وہ گرد آلود سڑک کے ساتھ ساتھ، ناچتے گاتے، اندھیرے میں چلے آتے۔ لینا جلدی سے چچی ڈورسا کے جھونپڑے میں چلی جاتی اور لارا، ما کے پاس چلی جاتی کیونکہ ان کے لئے ضروری تھا کہ بالائی کے اُبھرنے سے پہلے وہ دودھ کو نکال کر علیحدہ کرلیں۔ پھر کھانے پکانے میں ہاتھ بٹانا بھی ضروری تھا۔

لینا کے پاس اتنا کام تھا کہ اس کے پاس کھیلنے کو بھی وقت نہیں تھا۔ وہ چچی ڈوسیا کے کام میں اور بہن لوسیا کے کام میں ہاتھ بٹاتی۔ لارا اتنا سخت کام نہیں کرتی تھی، پھر بھی وہ کافی مصروف رہتی تھی۔ لہٰذا عام طور پر دودھ دوہنے کے وقت ہی ان دونوں کی ملاقات ہوا کرتی تھی۔

"اگر پا نے ہمارے کالے ٹٹوؤں کو ریل کی لائن پر کام میں نہ لگا دیا ہوتا" لینا نے ایک شام کہا "تو تم جانتی ہو میں کیا کرتی ؟"

"نہیں تو، کیا کرتی تم ؟" لارا نے پوچھا

"اگر میں جا سکتی اور ہمارے پاس سواری کے لئے ٹٹو ہوتے تو ہم کام پر لگے آدمیوں کو دیکھنے چلی

جائیں۔" لیسنا نے کہا "تم نہیں جانا چاہتی کیا؟"

"ہاں میں بھی جانا چاہتی ہوں۔" لارا بولی۔ اسے اس بات کا فیصلہ نہیں کرنا تھا کہ وہ پا کی حکم عدولی کرے یا نہیں کیونکہ وہ یہ کام کسی بھی حالت میں نہ کر سکتی تھیں۔

ایک روز کھانے کے وقت پا نے دفعتاً اپنا چائے کا پیالہ نیچے رکھ دیا اور اپنی مونچھ کو صاف کرتے ہوئے بولے "ننھی منی سی لڑکی تو بہت سوال کرتی ہے۔ اپنا چھتر ٹوپ پہن کر دو بجے کے قریب سٹور میں چلی آنا۔ میں تمھیں باہر لے چلوں گا تاکہ تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو۔"

"اوہ، پا! لارا چلا اٹھی۔

"ہوش سے لارا، اتنے جوش میں مت آؤ۔" ما نے آہستگی سے کہا

لارا جانتی تھی کہ اسے چلانا نہیں چاہئے۔ اس نے اپنی آواز کو قابو میں رکھا۔ "پا، لینا بھی جا سکتی ہے کیا؟"

"اس کے بارے میں ہم بعد از ال فیصلہ کریں گے۔" ما بولیں

جب پا سٹور کی طرف واپس چلے گئے تو ان کے جانے کے بعد ما نے بڑی سنجیدگی سے لارا کے ساتھ بات کی۔ انھوں نے بتایا کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ ان کی لڑکیوں کو سلیقے سے کام لینے، دھیمے لب و لہجے میں بولنے اور اچھے طور طریقوں سے واقفیت ہو، اور ان میں وہ سب خوبیاں ہوں جو ایک نیک خاتون کے لئے ضروری ہیں۔ وہ ہمیشہ جنگلی غیر مہذب علاقوں میں رہی تھیں، ماسوائے آلوچوں والے دریا کے پاس مختصر قیام کے۔ اور اب وہ ریل کی لائن کے غیر مہذب کیمپ میں تھیں، اور اس علاقے میں تہذیب کی کرن آنے میں ابھی وقت لگے گا۔ وہ چاہتی تھیں کہ لارا، کیمپ سے دور رہے اور وہاں کے کسی غیر مہذب آدمی سے راہ و رسم نہ بڑھائے۔ اگر وہ ایک مرتبہ پا کے ساتھ خاموشی سے جا کر سارا کام دیکھ لے تو اس میں کوئی ہرج نہیں مگر اسے سلیقے اور بیگموں کی شایانِ شان خصوصیتوں کا ہر ممکن خیال رکھنا چاہئے، اور اس بات ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ایک نیک عورت کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کرتی جو لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کر سکنے کا باعث ہو۔

"ہاں۔ ما" لارا بولی

"اور لارا، میں نہیں چاہتی کہ تم لینا کو ساتھ لے کر جاؤ" ما بولیں "لینا ایک اچھی اور قابل لڑکی ہے۔ مگر وہ بڑی ادھم مچانے والی ہے۔ ڈوسیا کو اس کی روک تھام کے لئے جتنی کوشش کرنی چاہئے تھی، اتنی کوشش اس نے نہیں کی۔ اگر تمھیں اس جگہ جانا ہی ہے جہاں وہ غیر مہذب لوگ، دھول مٹی میں کام کر رہے ہیں تو اپنے پا کے ساتھ چپکے سے چلی جاؤ اور چپکے سے واپس چلی آؤ۔ اس کے متعلق اور کچھ کہنے کی کوشش نہ کرو"

"اچھا ما" لارا نے کہا "مگر......"

"اگر مگر کیا لارا؟" ما نے پوچھا

"کچھ نہیں" لارا نے کہا

"میں نہیں جانتی کہ آخر تم جانا ہی کیوں چاہتی ہو" میری نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہاں جھونپڑی میں ہی بڑا مزہ آتا ہے، یا پھر جھیل کے پاس تھوڑی سی سیر کر لینے سے طبیعت بحال ہو جاتی ہے"

"میں صرف جانے کے لئے ہی جانا چاہتی ہوں۔ یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ لوگ ریل کی لائن کیونکر تعمیر کرتے ہیں" لارا نے کہا

روانہ ہوتے وقت اس نے اپنے چھتر ٹوپ کی ڈوریاں باندھ لیں، اور اس بات کا پکّا ارادہ کر لیا کہ وہ چھتر ٹوپ کی ڈوریاں اسی طرح باندھے رہے گی۔ سٹور میں پا اکیلے تھے۔ انھوں نے چوڑے کنارے والا اپنا ٹوپ پہنا، دروازے کو تالا لگایا اور دونوں پریری پر چلنے لگے۔ دن کے اس وقت جبکہ وہاں کوئی پرچھائیاں نہیں تھیں، پریری کا میدان بالکل ہموار دکھائی دیتا تھا۔ مگر در اصل وہ ایسا تھا نہیں۔ چند ہی منٹوں میں اس کے ابھروال حصّوں نے جھونپڑوں کو چھپا لیا اور پر گیاہ زمین پر، غبار آلود سڑک اور اس کے پاس ریل کی لائن کی ناہموار ابھروال زمین کے سوائے اب وہاں کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سامنے، دھول کا ایک بادل ہوا کے ساتھ اڑتا آسمان کی طرف جا رہا تھا۔

پا نے اپنا ہیٹ مضبوطی سے تھام لیا، اور لارا نے پھڑ پھڑاتے چھتر ٹوپ میں اپنا سر جھکا لیا اور وہ

کچھ عرصے تک قدم گھسٹتے ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ پھر پا رُک گئے اور وہ بولے "یہ جگہ ہے ننھی منی لڑکی۔"

وہ زمین کے اس حصے پر کھڑے تھے جو تھوڑا سا اُبھرا ہوا تھا۔ ریل کی لائن کی کچی ناہموار اُبھری سڑک اُن کے سامنے یکایک ختم ہوگئی تھی۔ اس کے آگے، آدمی اپنی جوڑیوں اور اپنے ہلوں کے ساتھ ہل چلاتے، ہری ہری گھاس لگے ڈھیلے کی ایک چوڑی پٹی توڑتے آگے مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"وہ اس کام کو ہلوں کی مدد سے کرتے ہیں کیا؟" لارا نے کہا۔ اسے یہ سوچنا بڑا عجیب لگ رہا تھا کہ آدمی اپنے ہلوں کے ساتھ اس علاقے میں سرگرم کار تھے جہاں ریل کی لائن بنانے کے لئے کبھی ہل نہیں چلایا گیا تھا۔

"اور چھیلنے اور صاف کرنے کے آلے بھی" پا نے کہا "لارا، اب ذرا دیکھنا"

جس حصے پر ہل چلایا گیا تھا، اور ریل کی لائن کی کچی سڑک جہاں ختم ہوگئی تھی، اُن کے درمیان گھوڑوں کی جوڑیاں اور آدمی آہستہ آہستہ ایک دائرے کی شکل میں، کچی ناہموار سڑک کے سرے پر سے ہوکر آہستہ آہستہ جا رہے تھے، اور ہل شدہ رقبہ کو پار کرنے کے لئے واپس آ رہے تھے۔ جوڑیاں، مٹی سے بھرے بڑے بڑے بیلچے کھینچ رہی تھیں۔ یہ زمین کو چھیلنے اور صاف کرنے والے لوگ تھے۔

بیلچے کے ایک لمبے دستے کی بجائے، زمین کو پھاڑنے اور صاف کرنے والے ہر شخص کے پاس چھوٹے چھوٹے دو دستے تھے۔ اور فولاد کا ایک مضبوط نصف حلقہ، اس آلے کے ایک طرف سے دوسری طرف تک مڑا ہوا تھا۔ جوڑی، فولاد کے اس خمدار حصے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔

جب ایک آدمی اپنی جوڑی کے ساتھ، جُتی ہوئی زمین پر آتا تو ایک اور آدمی اس آلے کے دستے سنبھال لیتا، اور انھیں ایسے مقام سے پکڑے رکھتا کہ بیلچے کی گول نوک، جوتی گئی زمین کی نرم مٹی میں پھنس جاتی جبکہ جوڑی آگے بڑھتی رہتی اور وہ آلہ، مٹی سے بھر جاتا۔ پھر وہ دستوں کو چھوڑ دیتا، پورا آلہ زمین کی سطح کے ساتھ مل جاتا اور گھوڑے اُسے دائرے کی شکل میں، ریل کی کچی ناہموار اُبھری سڑک کی طرف کھینچے لے جاتے۔

ریل کی کچی ناہموار اُبھری ہوئی پٹری کے آخری سرے پر جوڑیوں کو چلانے والے آدمی مٹی نکالنے

اور صاف کرنے والے آلے کے دستوں کو پکڑ لیتے اور سارے آلے کو، فولاد کے مڑے ہوئے حصّے کے اندر ایک ڈھینکلی میں ڈال دیتے جس مڑے ہوئے حصّے کے ساتھ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ ساری مٹی ڈھول وہیں رہنے دی جاتی جبکہ جوڑی اس خالی آلے کو نیچے ریل کی لائن کے ناہموار حصّے پر سے ہوتی اور دائرے کی شکل میں گھومتی، پھر سے جُتی ہوئی زمین پر لے جاتی۔

وہاں دوسرا آدمی دستوں کو پکڑ لیتا، اور انھیں ایسے مقام سے پکڑے رکھتا کہ بیلچے کی گول نوک، جتی ہوئی زمین کی نرم مٹی میں دھنس جاتی، یہاں تک کہ ایک بار پھر وہ آلہ، مٹی سے بھر جاتا۔ اور گول چکر کاٹتا، یہ جوڑی کے پیچھے پیچھے پھسلتا، ریل کی لائن کی کچی ناہموار ڈھلان پر چڑھ جاتا جہاں ڈھینکلی والا عمل پھر سے دہرایا جاتا۔

ایک جوڑی کے بعد دوسری جوڑی گول دائرے کی شکل میں حرکت کر رہی تھی، اور ایک کے بعد دوسرا آلہ زمین کی نرم مٹی میں دھنسایا جا رہا تھا۔ جوڑیوں کے آنے کا تسلسل برقرار رہا اور مٹی اکھیڑنے والے آلے مٹی سے بھرتے اور زمین میں دھنستے رہے۔

جب جُتی ہوئی زمین کی مٹی نرم ہو جاتی اور خم چوڑا ہو جاتا تو اس وقت مٹی اکھیڑنے والے آلے نئی نئی جتی ہوئی زمین کی طرف بڑھ جاتے جبکہ زمین اکھیڑنے والی جوڑیاں واپس آ جاتیں اور اس زمین میں ہل چلانے لگتیں جس میں سے مٹی اکھیڑی جا چکی ہوتی۔

"بالکل گھڑی کی سوئیوں کی طرح یہ کام جاری رہتا ہے" پا نے کہا "دیکھو۔ کوئی آدمی بے کار نہیں اور کوئی آدمی عُجلت سے کام نہیں لے رہا۔"

"جب مٹی اکھیڑنے والا ایک آلہ بھر جاتا ہے تو اس کی جگہ لینے کے لئے دوسرا آلہ وہیں موجود ہوتا ہے، اور اس آلے کو پکڑنے اور بھرنے والا بھی وہیں ہوتا ہے۔ انھیں ہلوں کا منتظر نہیں رہنا پڑتا، اور ہل تو بس اتنا ہی آگے جاتے ہیں جہاں سے وہ واپس آ کر اس زمین کو اکھیڑ سکیں جسے ابھی ابھی پھاڑا گیا ہوتا ہے۔ وہ بہت کام کر رہے ہیں۔ فریڈ، ایک اچھا مالک ہے۔"

فریڈ ایک ڈھیر پر کھڑا، جوڑیوں اور دائرے کی شکل میں گھومتے آلوں اور ہلوں کو دیکھتا رہا جو دائرے کے

اندر آتے اور پھر باہر نکل کر اس سے آگے نکل جاتے۔ وہ آلوں کو ایک جگہ مٹی جمع کرتے اور مٹی کو نیچے گراتے دیکھتا رہا۔ وہ سر کے ہلکے سے اشارے سے یا مخاطب کر کے انھیں یہ بتاتا کہ انھیں کب اپنے آلے سے مٹی گرانی ہے تاکہ کچی ناہموار زمین، ہموار اور سیدھی ہو سکے۔

ہر چھ جوڑیوں کے لئے ایک آدمی ایسا تھا جو سوائے کھڑے رہنے اور دیکھتے رہنے کے، اور کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ اگر کوئی جوڑی بہت تیزی سے جاتی تو وہ اس کے کھینچنے والے سے کہتا اور وہ شخص اپنے گھوڑوں کو روک کر پیچھے لے آتا۔ اکھیڑی ہوئی زمین پر سے ایک رفتار سے دائرے میں گھومتی، ریل کی لائن کی کچی ناہموار ابھرواں سڑک کی طرف جاتی، اس کے اوپر سے گزرتی اور پھر اکھڑی ہوئی زمین پر واپس آنے والی جوڑیوں کے درمیان یکساں فاصلہ ضروری تھا۔

تیس جوڑیاں اور تیس آلے، اور چار گھوڑوں والی سبھی جوڑیاں اور ہل، اور سبھی ڈرائیور اور مٹی اکھیڑنے والے آلوں کو پکڑنے والے لوگ —— یہ سب ایک کے بعد دوسرا چکر کاٹ رہے تھے، سب اپنی اپنی جگہوں پر تھے، اور سب ہی اپنے وقت پر، جیسا کہ پا نے بتایا تھا، گھڑی کی سوئیوں کی مانند اس پریری پر سرگرم کار تھے، اور ریل کی لائن کی کچی ناہموار زمین کے ایک ابھرواں گرد آلود حصے پر کھڑا ان کا مالک فریڈ اس سارے کام کو عملی شکل دیتا رہا۔

لارا یہ سارا عمل دیکھتے رہنے سے کبھی نہ تھکتی۔ مگر آگے مغرب کی طرف، اور کچھ بھی دیکھنے کو تھا۔ پا نے کہا "چلی آؤ ننھی منی، اور دیکھو کہ وہ زمین کو کس طرح کاٹتے اور اسے مٹی سے بھرتے ہیں۔"

لارا، پا کے ہمراہ ویگن کے راستہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگی جہاں کچلی، مرجھائی ہوئی گھاسیں کٹے ہوئے چارے کی مانند دھول میں پڑی تھیں جہاں سے ویگن کے پہیئے گزرے تھے۔ آگے مغرب کی طرف، پریری کے ایک تھوڑے سے ابھرواں حصے سے پرے، دوسرے آدمی ریل کی لائن کے لئے ایک اور پٹڑی بنا رہے تھے۔

ابھرواں حصے کے پرے مٹی کی ایک چھوٹی سی ڈھلان کو وہ ہموار کر رہے تھے، اور دور آگے، وہ ایک بلند حصے کو کاٹ رہے تھے۔

"دیکھا لارا۔" پا نے کہا "جہاں زمین ڈھلواں ہے، وہاں وہ پٹڑی اونچی کر دیتے ہیں، اور جہاں زمین کی

سطح اونچی ہے، اسے کاٹ کر پٹڑی کی سطح کے برابر کر دیتے ہیں۔ ریل کی لائن کی پٹڑی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہموار ہو تاکہ گاڑیاں اس پر سے آجاسکیں۔"

"مگر پاپا۔" لارا نے پوچھا "ریل گاڑیاں، ہرَیری کی ناہموار زمین پر نہیں چل سکتیں کیا؟" وہاں کوئی حقیقی پہاڑیاں نہیں تھیں، اور ان چھوٹی چھوٹی ابھری جگہوں کو کاٹنا اور انھیں ہموار کرنا، صرف اس لئے کہ ان پر گاڑیاں چل سکیں، محنت اور وقت ضائع کرنے ہی کے برابر تھا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں" پاپا بولے "ایسا کرنے سے بعد میں وقت اور محنت بچتی ہے۔ لارا، میرے بتائے بغیر ہی تمھیں یہ سب کچھ اپنے آپ ہی دیکھنے کا موقع ملے گا۔"

لارا یہ تو جان سکتی تھی کہ اگر سڑک ہموار ہو تو گھوڑوں کی محنت بچتی ہے۔ مگر ریل کا انجن تو لوہے کا گھوڑا تھا۔ وہ کیونکر تھک سکتا تھا۔

"ہاں مگر اس میں کوئلہ جلتا ہے" پاپا بولے "کوئلہ کانوں سے نکالا جاتا ہے، اور یہ کام نہیں تو کیا ہے؟ اگر انجن، ہموار زمین سے گذر رہا ہو تو اتنا کوئلہ نہیں جلتا، جتنا کوئلہ وہ اونچے نیچے علاقہ کو پار کرتے وقت پھونکتا ہے۔ اب تم دیکھ سکتی ہو کہ اس سے کتنا کام بڑھتا ہے۔ ریل کی ہموار پٹڑی بنانے پر اس وقت خرچ زیادہ ضرور ہوتا ہے مگر بعد ازاں کام اور روپیہ دونوں میں کفایت ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں چیزوں یعنی وقت اور روپے کو دوسرے کاموں میں استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔"

"دوسرے کام کیا؟" لارا نے پوچھا

"ریل کی اور لائنیں" پا نے جواب دیا "یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں لارا، کہ تم اپنی زندگی ہی میں اور جلد ہی یہ بات دیکھ لو کہ قریب قریب ہر شخص ریل گاڑیوں پر سفر کرتا ہے۔ کینوس سے ڈھکی ہوئی شاید ہی کوئی ویگن دکھائی دے گی۔"

لارا کسی ایسے علاقے کا تصوّر نہ کر سکی جہاں اتنی ساری ریل کی لائنیں ہوں، نہ ہی وہ کسی ایسے علاقہ کا تصوّر کر سکی جو اس قدر دولتمند ہو کہ وہاں قریب قریب ہر شخص ریل گاڑی کا سفر کر سکتا ہو۔ اس نے حقیقت اس بات کا تصوّر کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ اب وہ ایک اونچی جگہ پر آ گئے تھے جہاں سے وہ

لوگوں کو زمین کاٹتے اور اسے بھرتے دیکھ سکتے تھے۔

پریری کے عین اس علاقے پر جہاں ریل گاڑیاں چلیں گی، ہلوں اور مشینوں کو کاٹنے اور صاف کرنے والے آلوں کے ساتھ جوڑیاں ایک چوڑے گڑھے کو کاٹ رہی تھیں۔ بڑی بڑی جوڑیاں، ہلوں کو آگے پیچھے کھینچ کر لے جا رہی تھیں، اور مٹی کاٹنے اور صاف کرنے والے بار بار اپنے آلوں کو کھینچ رہے تھے۔ یہ سب ایک ہی رفتار سے، اپنے اپنے وقت پر ایک دوسرے کے ساتھ حرکت کر رہے تھے۔

مگر مٹی پھیلنے والے، یہاں ایک دائرے میں نہیں گھوم رہے تھے۔ وہ ایک لمبے، تنگ حلقے میں سے ہو کر اس حصے میں جاتے تھے جسے ہموار کرنے کے لئے کاٹ دیا گیا تھا۔ وہاں سے وہ ایک سرے پر باہر نکل جاتے اور دوسرے سرے پر وہ ایک ڈھیر پر چلے جاتے۔

مٹی کا ڈھیر، شگاف کے سرے پر ایک گہری خندق میں لگایا جا رہا تھا۔ اس خندق کے پہلوؤں پر سہارے کی غرض سے جو بھاری شہتیر رکھے تھے، ان کی وجہ سے خندق کے اوپر ایک چبوترہ بن گیا تھا۔ اس چبوترے کے درمیان میں ایک سوراخ تھا۔ خندق کے ہر طرف مٹی ڈال کر سطح زمین کو اونچا کر دیا گیا تھا تاکہ اس اونچے حصے اور چبوترے کی سطح ایک سی ہو جائے۔

جوڑیاں مٹی سے بھرے آلوں کو کھینچتی، ایک رفتار سے ایک دوسری کے پیچھے چلتی شگاف میں سے نکلتیں۔ وہ زمین کی اونچی سطح سے ہوتی، ڈھیر کے اوپر جاتیں اور وہاں سے چبوترے کے پار چلی جاتیں۔ وہ سوراخ سے گزرتیں۔ چونکہ سوراخ تنگ تھا، اس لئے ایک گھوڑا دوسرے کے پیچھے چلتا، جبکہ ڈرائیور مٹی سے لدے آلوں کی ساری مٹی وہاں ڈھیر میں انڈیل دیتا۔ اسی رفتار سے زمین کے اونچے ڈھلوان حصے سے گزرتے وہ واپس شگاف میں چلے جاتے تاکہ آلوں کو دوبارہ مٹی سے بھرا جا سکے۔

اس سارے عرصہ کے دوران میں ویگنوں کا ایک چکر، چبوترے میں سوراخ کے نیچے، ڈھیر میں سے حرکت کرتا رہا۔ جب بھی مٹی والا آلہ اپنی مٹی، ڈھیر کے اوپر انڈیلتا، ایک ویگن اس سوراخ کے نیچے ہوتا تاکہ وہ ساری مٹی اس میں اکٹھی ہو جائے۔ جب ایک ویگن میں پانچ آلوں کی مٹی انڈیل دی جاتی تو اس کے بعد وہ آگے نکل جاتا اور اس کے پیچھے والا ویگن سوراخ کے نیچے انتظار میں کھڑا ہو جاتا۔

ویگنوں کا چکر ڈھیر سے باہر آتا اور واپس گھوم کر ریل کی اونچی پٹڑی کی طرف چل دیتا جو پٹڑی شگاف ہی کی طرف آ رہی تھی۔ ہر ویگن جب اس اونچی جگہ کے پاس سے گذرتا تو اپنی ساری مٹی کا ڈھیر لگا دیتا جس سے وہ اونچی پٹڑی اتنی ہی لمبی ہو جاتی۔ ویگنوں کے اردگرد صندوق کی شکل میں کوئی تختے نہیں لگے تھے۔ وہ بھاری تختوں کے محض چبوترے سے تھے۔ مٹی کا ڈھیر لگانے کی غرض سے جوڑی ہانکنے والا ان تختوں کو ایک ایک کر کے اُلٹ دیتا۔ پھر وہ آگے بڑھ جاتا اور وہی پہلا چکر کاٹتے ہوئے سوراخ کے نیچے جا کر کھڑا ہو جاتا تاکہ وہ دوبارہ ویگن کو مٹی سے بھر سکے۔

ہلوں اور مٹی کھودنے والے آلوں، ڈھیر اور پہاڑی کے سرے پر سے دھول اڑ رہی تھی۔ مٹی دھول کا ایک بہت بڑا بادل اس سارے عرصہ کے دوران میں پسینے سے شرابور آدمیوں اور گھوڑوں کے اوپر اٹھتا رہا۔ آدمیوں کے چہرے اور ان کے بازو، دھوپ میں سنولاتے اور مٹی دھول کی وجہ سے کالے ہو چکے تھے، ان کی نیلگوں بھوری قمیضوں پر پسینے اور مٹی سے دھاریاں بن گئی تھیں اور گھوڑوں کی گردن کے بال اُن کی دُمیں اور دوسرے بال مٹی دھول سے اَٹے ہوئے تھے۔ ان کی پسلیوں پر پسینے کی وجہ سے مٹی کی پپڑیاں جم گئی تھیں۔

وہ سب یکساں روی اور ایک ہی رفتار سے جاتے، شگاف میں سے چکر کاٹتے باہر نکل جاتے جبکہ ہل آگے پیچھے چلتے اور ڈھیر کے نیچے سے گزرتے، مٹی لاد کر واپس جاتے اور پھر ڈھیر کے نیچے چلے جاتے۔ شگاف گہرا ہوتا گیا اور خندق والا حصّہ لمبا ہوتا گیا جبکہ آدمی اور جوڑیاں بنا رُکے، اپنے چکر میں لگی رہیں۔

”وہ تو ایک مرتبہ بھی نہیں چُوکتے“ لارا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ”ہر دفعہ جب مٹی والا آلہ اپنی مٹی اُنڈیلتا ہے، اس مٹی کو لینے کے لئے ہمیشہ ایک ویگن اس کے نیچے کھڑا ہوتا ہے۔“

”یہ کام مالک انجام دیتا ہے“ پا بولے ”وہ اس طرح انھیں وقت کا خیال رکھنے پر مجبور کرتا ہے گویا وہ کوئی منتر بجا رہے ہوں۔ مالک کی طرف ذرا دھیان سے دیکھو تو تمھیں خود بخود پتہ چل جائے گا کہ یہ سارا کام کیسے انجام دیا جاتا ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں۔“

شگاف کے اوپر کے ابھرواں حصے پر اور مٹی سے بھرے جا رہے حصّے کے سرے پر، اور دائروں کے

ساتھ ساتھ، مالک کھڑے تھے۔ وہ آدمیوں اور جوڑیوں کا دھیان رکھتے اور انھیں وقت کے مطابق متحرک رکھتے تھے۔ کبھی وہ ایک جوڑی کو تھوڑی دیر کے لئے روک لیتے اور کبھی ایک دوسری جوڑی کو جلدی جلدی چلنے کے لئے کہتے۔ کوئی رکتا نہیں تھا اور کوئی انتظار نہیں کرتا تھا۔ ہر آدمی اور ہر جوڑی، عین وقت پر اپنی جگہ پہنچ جاتی تھی۔

شگاف کے اوپر سے لارا کو مالک کی آواز سنائی دی "لڑکو! ذرا تیزی سے قدم اٹھاؤ!"

دیکھا" پا بولے "اب جانے کا وقت ہے نا" اور ان سب لوگوں نے اپنی رفتار سست کر دی تھی۔ بھلا ایک اچھے مالک کو وہ کیوں کر دھوکا دے سکتے ہیں؟"

پا اور لارا، ساری دوپہر ان دائروں کو گھومتے، اور ریل کی لائن کی پٹڑی بنتے دیکھتے رہے۔ اب سٹور اور جھونپڑے کو واپس جانے کا وقت ہو گیا تھا۔ لارا نے آخری بار جی بھر کر نگاہیں دوڑائیں، اور اب اُسے جانا تھا۔

راستے میں پا نے اُسے وہ نشان دکھائے جو پٹڑی کی چھوٹی چھوٹی بلیوں پر لگے تھے۔ یہ بلیاں ایک سیدھی لائن پر زمین کے اندر گڑی تھیں جہاں ریل کی پٹڑی بنائی جانی تھی۔ یہ بلیاں پیمائش کار لائے تھے۔ ان پر جو نشان لگے تھے، ان سے یہ پتہ چلتا تھا کہ ڈھلوان زمین پر ریل کی پٹڑی کتنی اونچی بنائی جانی ہے اور اونچی زمین کو کس گہرائی تک کاٹا جانا ہے۔ پیمائش کاروں نے ساری پیمائش کے بعد یہ نشان لگائے تھے۔ یہ سارا کام انھوں نے یہاں دوسرے کسی بھی شخص کے آنے سے پہلے پہلے ختم کر لیا تھا۔

سب سے پہلے کسی کے ذہن میں ریل کی لائن کا خیال ابھرا تھا۔ پھر پیمائش کار اس ویران اور سنسان علاقے میں آئے تھے اور انھوں نے ریل کی لائن کی پیمائش کا کام مکمل کر لیا تھا۔ ریل کی لائن کا اس وقت درحقیقت وہاں کوئی وجود نہ تھا بلکہ محض اس کا خیال ہی کسی کے ذہن میں ابھرا تھا۔ پھر پریری کے میدان سے گھاس اکھیڑنے کے لئے ہل چلانے والے آئے، مٹی کھودنے والے آئے لائے گئے اور اسے کھینچنے کیلئے گھوڑوں کی جوڑیاں اور ویگنیں آئیں۔ وہ سب کہتے تھے کہ وہ ریل کی لائن پر کام کر رہے تھے مگر ریل کی لائن ابھی تک وہاں نہیں تھی۔ ابھی وہاں کچھ بھی نہیں تھا، ماسوائے پریری کے اونچے نیچے حصوں میں شگافوں اور ریل کی لائن کے

ابھرواں حصوں کے ٹکڑوں کے ۔ سطح زمین سے قدرے بلند یہ ابھراں حصے بھی بڑے تنگ تھے اور مٹی کے چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کی مانند دکھائی دیتے تھے جو وسیع و عریض پُرگیاہ زمین پر مغرب کی طرف پھیلے ہوئے تھے۔

"جب سطح زمین سے ابھری ہوئی یہ پٹڑی بن جائے گی" پا بولے "تو اس وقت بیلچوں والے آدمی اپنے ہتھ بیلچوں کے ساتھ آئیں گے اور ہاتھ سے اس کی ڈھلانوں اور اس کے اوپر کے حصّہ کو ہموار کریں گے۔"

"اور پھر وہ ریل کی پٹڑی بچھائیں گے۔" لارا بولی

"اتنی جلد بازی سے کام نہ لو ننھی منی" پا نے ہنستے ہوئے کہا "ریل کی پٹڑیاں بچھانے سے پہلے تو ریل کے سلیپر یہاں لائے جائیں گے۔ روم ایک ہی دن میں تو تیار نہیں ہو گیا تھا۔ یہی حالت ریل کی لائن یا کسی بھی دوسری ایسی چیز کی ہے۔"

سورج اب اتنا نیچے آگیا تھا کہ پریری کے ہر ابھرواں حصّے کی پرچھائیں مشرق کی طرف پڑنے لگی تھی، اور لمبے، زرد آسمان پر سے بطخوں کے جھنڈ اور ہنسوں کی مثلثیں رات بسر کرنے کی غرض سے رہ پہلی جھیل پر اتر رہی تھیں۔ اب جو ہوا چل رہی تھی، وہ بڑی صاف تھی اور اس میں مٹی دھول کا نشان تک نہ تھا۔ لارا نے اپنا چھتر ٹوپ کھسکا کر پیچھے کی طرف کر لیا تاکہ ہوا اس کے چہرے پر پڑ سکے اور وہ سارے عظیم پریری کا نظارہ کر سکے۔

اب وہاں ریل کی کوئی لائن نہیں تھی مگر کسی روز اس خالی جگہ پر اور شگافوں میں سے ہو کر گزرنے والی لمبی آہنی پٹڑیاں بچھی ہوں گی، اور گاڑیاں چیختی، شور مچاتی اور دھواں چھوڑتی پوری رفتار سے گذریں گی۔ پٹڑیاں اور گاڑیاں ابھی وہاں نہیں تھیں مگر لارا انھیں دیکھ سکتی تھی گویا وہ واقعی وہاں تھیں۔

دفعتاً اس نے پوچھا "پا، کیا اسی وجہ سے ریل کی پہلی لائن بنی تھی؟"

"کیا کہہ رہی ہو؟" پا نے پوچھا

"میرا مطلب یہ ہے کہ یہ ریل کی لائنیں اسی طرح وجود میں آتی ہیں کہ لوگ ان کے متعلق سب سے پہلے اس وقت سوچتے ہیں جب ان کا وجود بھی نہیں ہوتا؟"

پا نے لمحہ بھر کے لئے سوچا۔ "ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔" انھوں نے کہا "ہاں اسی طرح چیزیں رُونما

ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے لوگوں کے ذہنوں میں ان کا خیال ابھرتا ہے۔ اگر بہت سے لوگ کسی چیز کے متعلق سوچیں اور اس پر کافی محنت کریں تو میرا خیال ہے کہ وہ چیز ہر ذرۂ عالم وجز میں آجاتی ہے، اگر حالات سازگار ہوں۔"

"وہ مکان کیا ہے پا؟" لارا نے پوچھا

"کونسا مکان؟" پا نے پوچھا

"وہ مکان، وہ سچ مچ کا مکان" لارا نے اشارہ کیا۔ وہ ہمیشہ اس تنِ تنہا مکان کے متعلق پوچھنا چاہتی تھی جو جھیل کے شمالی کنارے پر بنا تھا۔ مگر ہمیشہ ہی بھول جاتی تھی۔

"وہ پیمائش کاروں کا مکان ہے۔" پا نے کہا

"کیا وہ اب بھی وہاں ہیں؟" لارا نے پوچھا

"وہ آتے رہیں اور آکر چلے جاتے ہیں" پا بولے۔ اب وہ دونوں سٹور کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے۔ سٹور کے قریب پہنچنے پر پا بولے "اب تم سیدھی گھر چلی جاؤ۔ مجھے ابھی حساب کتاب کرنا ہے۔ اب تمھیں یہ تو پتہ چل ہی گیا ہے کہ ریل کی لائن کے لئے زمین کو کس طرح اونچا کیا جاتا ہے۔ گھر جا کر میری کو یہ ساری تفصیل سمجھا دینا۔"

"ہاں، پا۔ ضرور۔ ضرور۔" لارا نے وعدہ کیا "میں اس کا پورا نقشہ اس کے سامنے کھینچ کر رکھ دوں گی، اور اسے معمولی سے معمولی تفصیل تک سے روشناس کراؤں گی۔"

اس نے ہر ممکن کوشش کی مگر میری نے صرف یہی جواب دیا "لارا میں اب تک یہ نہیں سمجھ سکی کہ تم نے اس صاف ستھرے جھونپڑے کو چھوڑ کر وہاں ریل کی لائن پر کام کرنے والے غیر مہذب لوگوں کو دیکھنا کیوں پسند کیا۔ تم تو فضول وقت ضائع کرتی رہی ہو، اور میں نے اس مدت میں لحاف کا ایک اور ٹکڑا بھی ختم کر لیا ہے۔"

مگر لارا اب بھی گھڑی کی سوئیوں کے عین مطابق آدمیوں اور گھوڑوں کو اس طرح حرکت کرتے دیکھ رہی تھی کہ وہ ان کے قدموں کی چاپ کے ساتھ ساتھ ایک ترانہ گا سکتی تھی۔

———— ۱(شا)۱ ————

گیارھواں باب

تنخواہ کا دِن

دو ہفتے گذر گئے تھے، اور اب پا، کھانا کھانے کے بعد ہر شام سٹور کے عقبی حصّے میں اپنے چھوٹے سے دفتر میں کام کرتے رہتے تھے۔ وہ کام کرنے والوں کا حساب کتاب بنا رہے تھے۔

ٹائم بک سے وہ یہ حساب جوڑتے کہ ہر شخص نے کتنے دن کام کیا تھا۔ اس کے بعد وہ اتنے دنوں کے پیسوں کا حساب بناتے۔ پھر وہ یہ حساب بناتے کہ ہر شخص نے سٹور کو کتنی رقم دینی تھی۔ اس میں وہ ہر شخص کے کھانے کا بِل شامل کر دیتے جو کھانا ان لوگوں کو جھونپڑے میں بنے باورچی خانہ سے ملتا تھا۔ وہ اس ساری رقم کو جوڑ کر، ان کی اجرت میں سے کاٹ دیتے اور ان کا کھاتہ بنا لیتے۔

تنخواہ کے روز پا ہر شخص کو اس کا حساب کتاب سمجھائیں گے، اور واجب الادا رقم دیں گے۔

اس سے پہلے بھی لارا نے ہمیشہ پا کے کام میں ان کا ہاتھ بٹایا تھا۔ جب گھنے جنگلوں میں وہ محض ایک ننھی منی سی لڑکی تھی، اس وقت اس نے پا کی بندوق کے لئے گولیاں بنانے کے کام میں ان کا ہاتھ بٹایا تھا۔ قبائلی علاقے میں اس نے مکان کو مکمل کرنے میں مدد دی تھی، اور آلوچوں والے آب درے میں اس نے گھر کے چھپّر کا کام اور گھاس کو سکھانے میں مدد دی تھی، لیکن اب وہ ان کی مدد نہ کر سکتی تھی کیونکہ پا نے کہا تھا کہ ریل کی لائن والی کمپنی، ان کے علاوہ اور کسی کو دفتر میں کام کرتے دیکھنا پسند نہیں کرے گی۔

پھر بھی اسے ہمیشہ اس بات کا علم ہوتا تھا کہ وہ کیا کر رہے تھے کیونکہ جھونپڑی کے دروازے سے سٹور بالکل صاف دکھائی دیتا تھا، اور وہاں سے وہ ہر آنے جانے والے کو دیکھ سکتی تھی۔

ایک صبح اس نے گھوڑوں کی ایک تیز رفتار جوڑی کو سرپٹ سٹور کے دروازے کی طرف جاتے دیکھا۔ ایک آدمی جلدی جلدی بگھی سے نکل کر جھٹ سے سٹور میں داخل ہو گیا۔ اس نے بڑے اچھے کپڑے پہن رکھے تھے۔ دو اور آدمی بگھی میں بیٹھے دروازے کی طرف دیکھتے رہے۔ وہ چاروں طرف اس طرح نظریں دوڑا رہے تھے، گویا

انھیں خوف ہو۔

کوئی ایک ہی لمحے بعد وہ پہلا آدمی باہر آیا، اور بگھی میں بیٹھ گیا۔ چاروں جانب ایک بار پھر دیکھ لینے کے بعد وہ جلدی جلدی بگھی کو دوڑا کر لے گئے۔

لارا جھونپڑے سے نکل کر سٹور کی طرف بھاگی۔ اسے اس بات کا یقین تھا کہ وہاں کوئی نہ کوئی گل ضرور کھِلا ہے۔ اس کا دل زور زور سے دھک دھک کر رہا تھا، اور جب اس نے پا کو بخیریت سٹور سے آتے دیکھا تو اس کا دل زور سے پھڑ پھڑایا۔

"کہاں جا رہی ہو لارا؟" ما نے پیچھے سے آواز لگائی۔ اور اب لارا نے جواب دیا "کہیں نہیں ما۔"

پا جھونپڑے میں آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ انھوں نے اپنی جیب سے کینوس کا ایک بھاری تھیلا نکالا۔

"میں چاہتا ہوں کیرولین کہ تم اسے حفاظت سے رکھو۔" انھوں نے کہا "اس میں کام کرنے والوں کی تنخواہ ہے۔ اس رقم کو چرانے کے لئے جو بھی آئے گا، وہ دفتر ہی میں آئے گا۔"

"میں اسے سنبھال کر رکھوں گی چارلس"۔ ما بولیں۔ انھوں نے تھیلے کو ایک صاف ستھرے کپڑے میں لپیٹا اور پھر آٹے کی کھلی بوری کے اندر چھپا دیا۔ "یہاں کسی کا بھی دھیان نہیں جا سکے گا۔"

"وہ آدمی یہ رقم لے کر آیا تھا پا؟" لارا نے پوچھا

"ہاں۔ وہ بخشی تھا" پا بولے (بخشی ایک ایسے عہدہ دار کو کہتے ہیں جو سپاہیوں اور مزدوروں کو تنخواہ تقسیم کرتا ہے)

"اس کے ساتھ جو آدمی تھے، وہ سہمے سہمے سے تھے۔" لارا بولی

"اوہ۔ میں اس بات کو نہیں مان سکتا۔ وہ تو بخشی کی حفاظت کے لئے ساتھ تھے تاکہ کوئی اسے لوٹ ہی نہ لے جائے۔" پا نے کہا "اس کے پاس ہزاروں ڈالر نقدی کی شکل میں ہیں، جو اسے کیمپوں میں کام کرنے والے سبھی آدمیوں کو ان کی اجرت کے طور پر ادا کرنا ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اس رقم کو لوٹ لینے کی کوشش کرے۔ لیکن ان آدمیوں کے پاس، اور بگھی میں کافی بندوقیں تھیں۔ انھیں ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

جب پا واپس سٹور کی طرف چلے گئے تو لارا کو اُن کے ریوالور کا دستہ دکھائی دیا جو ان کے کوٹ کی
والی جیب سے نظر آ رہا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ پا ڈرپوک نہیں تھے۔ اس نے دروازے کے اوپر اُن کی رائفل
اور کونے میں کھڑی شاٹ گن کی طرف دیکھا۔ ما ان بندوقوں کو استعمال کر سکتی تھیں، اس بات کا کوئی خدشہ نہیں
تھا کہ ما کو اس روپے کو چرا لے جائیں گے۔

اس رات لارا کی نیند اکثر کھل گئی، اور اکثر اسے پردے کے دوسری طرف تختے میں پا کے ہلنے جلنے
کی آواز سنائی دی۔ وہ رات بڑی تاریک اور عجیب و غریب آوازوں سے بھری دکھائی دیتی تھی کیوں کہ وہ
روپیہ آٹے کی بوری میں رکھا تھا۔ مگر کوئی شخص وہاں جا کر اس کی تلاش کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکے گا۔ اور کسی
نے ایسا کیا بھی نہیں۔

صبح سویرے ہی پا اس روپے کو نکال کر سٹور میں لے گئے۔ تنخواہ کا دن تھا۔ ناشتہ کے بعد سبھی لوگ
سٹور کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ایک ایک کر کے وہ اندر جاتے، ایک ایک کر کے وہ باہر نکل آتے اور چھوٹے چھوٹے
گروپوں میں کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگتے۔ اس روز وہ کام نہیں کریں گے۔ ان کی تنخواہ کا دن جو تھا!

شام کے کھانے پر پا نے بتایا کہ انھیں ہر حالت میں واپس دفتر جانا ہوگا۔ "بعض آدمیوں کی سمجھ میں یہ
بات نہیں آئی کہ انھیں دو ہفتوں کی تنخواہ کیوں ملی ہے۔" انھوں نے کہا

"آخر انھیں مہینے بھر کی تنخواہ کیوں نہیں دی جاتی؟" لارا نے ان سے پوچھا

"لارا یہ سارا حساب کتاب جوڑنے اور بھیجنے میں وقت لگتا ہے، تب کہیں بخشی یہ روپیہ لاتا ہے۔ میں
ان لوگوں کو اس وقت پندرہ تاریخ تک کی اُجرت دے رہا ہوں، اور اگلے دو ہفتوں میں انھیں آج تک کی اُجرت
مل جائے گی۔ بعض لوگ چونکہ موٹی عقل کے ہیں، اس لئے یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ انھیں اپنی تنخواہ
کے لئے دو ہفتے انتظار کرنا ہوگا۔ وہ چاہتے ہیں کہ انھیں گزشتہ کل تک کی تنخواہ دے دی جائے۔"

"زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں چارلس،" ما نے کہا "ان لوگوں سے یہ توقع کرنا ہی فضول
ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ کام کس طرح سنبھالا جاتا ہے۔"

"اور وہ آپ کو الزام بھی تو نہیں دیتے۔ کیوں پا؟" میری نے کہا

"یہی تو میں جانتا نہیں" پا نے جواب دیا" بہر حال مجھے دفتر میں کچھ حساب کتاب کرنا ہے۔"

کھانے کی پلیٹیں جلد ہی دھولی گئیں اور ما، گریس کو لے کر بیٹھ گئیں تاکہ اسے جھلا کر سلا دیں۔ کیری ان کے ساتھ چمٹ گئی۔ لارا، میری کے پاس ہی دروازے میں بیٹھ گئی اور جھیل کے پانیوں پر سورج کی کرنوں کو دم توڑتے دیکھنے لگی۔ وہ میری کو اس سارے نظارے کے متعلق بتا رہی تھی۔

"پرسکون جھیل کے وسط میں زرد رنگ کی روشنی چمک رہی ہے۔ اس کے ارد گرد جہاں بطخیں سوتی ہیں وہاں پانی پر کسی قدر تاریکی چھائی ہے، اور اس سے پرے کی زمین تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ بھورے رنگ کے آسمان پر ستارے ٹمٹمانے لگے ہیں۔ پا نے اپنا لیمپ روشن کر دیا ہے۔ تاریکی میں ڈوبے سٹور کے عقبی حصے سے اس کی زرد روشنی چمک رہی ہے۔ "ما!" وہ چلائی "وہاں آدمیوں کا جمگھٹا ہے۔ ذرا دیکھو تو آدمی، سٹور کے ارد گرد جمع ہو رہے تھے۔ وہ بالکل خاموش تھے۔ گھاس پر بھی اُن کے قدموں کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ صرف آدمیوں کا ہجوم ہی تاریکی میں تیز رفتاری سے بڑھتا چلا جا رہا تھا ما جلدی سے اٹھیں اور اٹھ کر گریس کو بستر پر ڈال دیا۔ پھر وہ آئیں اور لارا اور میری کے سر کے اُوپر سے باہر کی طرف نظریں دوڑائیں۔ وہ بڑی آہستگی سے بولیں "اندر چلی آؤ لڑکیو۔"

وہ ما کا حکم بجا لائیں۔ اس کے بعد ما نے دروازہ بند کر دیا۔ اب وہاں صرف ایک درز تھی جس میں سے وہ باہر کا نظارہ کر سکتی تھیں۔ ما اسی درز میں سے کھڑی دیکھتی رہیں۔

میری، کیری کے ساتھ کرسی میں بیٹھ گئی مگر لارا، ما کے بازو کے نیچے سے جھانک جھانک کر باہر کی طرف دیکھتی رہی۔ ہجوم سٹور کے پاس تھا۔ دو آدمی زینے کے پاس گئے اور زور زور سے دروازے کو پیٹنے لگے۔

ہجوم خاموش تھا۔ فضا پر تاریکی چھائی تھی، ستارے ٹمٹا رہے تھے اور ماحول پر خاموشی طاری تھی مگر یہ خاموشی لمحہ بھر ہی کے لئے تھی۔

اس کے بعد آدمیوں نے بار بار دروازے کو پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک آدمی زور سے چلّایا "دروازہ کھولو انگلز!"

دروازہ کھلا، اور لیمپ کی روشنی میں وہاں پا کھڑے تھے۔ باہر نکل کر انھوں نے دروازہ بند کر دیا، اور جن آدمیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا، وہ واپس ہجوم میں چلے گئے۔ پا اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالے زینے پر کھڑے ہو گئے۔

"کیا بات ہے؟" پا نے آہستگی سے پوچھا

ہجوم میں سے ایک آواز آئی "ہمیں اپنی تنخواہ چاہیے۔"

پھر دوسری آوازیں آئیں "پوری تنخواہ!"۔ "ہماری دو ہفتوں کی جو تنخواہ آپ نے روک لی ہے ہمیں وہ چاہیے!"۔ "ہم اپنی تنخواہ لے کر ہی رہیں گے!"

"تمھارا حساب کتاب بنانے میں دو ہفتے لگ جائیں گے، اور دو ہفتوں بعد تمھیں تنخواہ مل جائے گی۔" پا بولے۔

آدمی پھر چلائے "ہمیں ابھی چاہیے!" "حساب بیباق کیوں نہیں کرتے؟" "ہم تو ابھی لے کر رہیں گے۔"

"میں اس وقت نہیں دے سکتا۔" پا بولے "تمھیں دینے کے لئے میرے پاس کوئی روپیہ نہیں ہے جب بخشی روپیہ لے کر آئے گا، تو حساب چکتا کر دیا جائے گا۔"

"سٹور کھولو!" کسی نے جواب دیا۔ پھر سارا ہجوم چیخنے لگا "ہاں ٹھیک ہے! یہ ٹھیک ہے۔ سٹور کھولو! سٹور کھولو!

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔" پا نے سرد مہری اور ضبط سے کہا "کل صبح آنا، اور جو چیز تم لوگوں کو درکار ہے، اپنے حساب میں آکر لے جانا۔"

"دروازہ کھولو۔ نہیں تو ہمیں کھولنا پڑے گا!" ایک اور آدمی چلایا۔ ہجوم نے غصّے کا اظہار کیا، اور پھر سارے کا سارا ہجوم پا کی طرف بڑھنے لگا گویا وہ پا کو وہاں سے ہٹا کر ایک طرف کر دیں گے۔

لارا نے پھرتی سے ما کے بازو کے نیچے سے جھک کر نکلنے کی کوشش کی مگر ما نے ہاتھ سے اس کے کندھوں کو پکڑ کر اسے پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔

"اوہ۔ مجھے جانے دو۔ وہ پا کو ماریں گے! مجھے جانے دو۔ وہ پا کو ماریں گے!" لارا سرگوشی کے انداز میں چلائی۔

"خاموش رہو۔" ما نے لارا کو ایک ایسی آواز میں کہا جو اس نے اس سے پہلے کبھی نہیں سُنی تھی۔

"پیچھے ہی کھڑے رہو۔ زیادہ قریب آنے کی کوشش نہ کرو۔" پا بولے۔ لارا نے ان کی بے فہر اور افسردہ آواز سُنی، اور وہاں کھڑی کانپنے لگی۔

پھر اُسے ہجوم کے پیچھے سے ایک اور سا آواز سنائی دی۔ یہ ایک سنجیدہ اور بھاری آواز تھی۔ اونچی نہیں تھی بلکہ بڑی اچھی طرح سُنی جا سکتی تھی "کیا ہو رہا ہے لڑکو؟"

تاریکی میں لارا کو سُرخ قمیص دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اسے صرف عظیم جیری ہی دکھائی دے رہا تھا جو اتنا لمبا چوڑا تھا۔ وہ ہجوم کی دھندلی شکلوں سے کہیں بڑا دکھائی دے رہا تھا۔ ان سے پَرے تاریکی میں ایک زرد سا دھبّہ دکھائی دے رہا تھا۔ یہ اغلباً سفید گھوڑا تھا۔ الجھی ہوئی برہم آوازوں نے جیری کی بات کا جواب دیا۔ پھر وہ ہنس دیا۔ اس کا قہقہہ زوردار اور گرجدار تھا۔

"ارے پاگلو!" عظیم جیری نے قہقہہ لگایا "کس بات پر جھگڑا ہو رہا ہے؟ تمھیں سٹور میں سے چیزیں چاہیئے نا؟ ہمیں جو بھی چیز ضرورت ہوگی، کل آ کر لے جائیں گے۔ چیزیں کہیں بھاگی تو نہیں جا رہیں؟ جب ہم کوئی چیز لینا چاہیں گے تو کوئی ہمیں روک سکتا ہے کیا؟"

لارا، غیر مہذب اور غیر شائستہ زبان سن رہی تھی۔ عظیم جیری اس زبان کو استعمال کر رہا تھا۔ وہ بے ادبی کے ایسے الفاظ استعمال کر رہا تھا جو لارا نے اس سے پہلے کبھی نہیں سُنے تھے۔ اب بھی وہ مشکل ہی سے وہ الفاظ سُن رہی تھی کیونکہ وہ پھوٹ پڑی تھی۔ جب جیری نے پا کی طرفداری کی تو اسے یوں لگا گویا کوئی چیز اس طرح چور چور ہو گئی ہو جس طرح پلیٹ گر کر چور چور ہو جاتی ہے۔

اب سارا ہجوم عظیم جیری کے اردگرد جمع ہو گیا تھا۔ وہ بعض آدمیوں کے نام لے لے کر پُکار رہا تھا اور ان سے شراب اور تاش کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔ ہجوم میں سے بعض آدمی اس کے ساتھ تختوں والے مکان کی طرف چلے گئے اور باقیماندہ چھوٹے چھوٹے حصّوں میں بٹ کر اندھیرے میں منتشر ہو گئے۔

ما نے دروازہ بند کر دیا "سونے کا وقت ہے لڑکیو۔ اب سو جاؤ" وہ بولیں۔

جب ما نے بستر پر جانے کے لئے کہا تو لارا کانپتی ہوئی بستر پر چلی گئی۔ پا نہیں آئے۔ گاہے گاہے اسے کیمپ سے آنے والی زوردار، غیر شائستہ آوازیں سنائی دیتیں۔ بعض اوقات گانے کی آواز بھی سنائی دیتی۔ وہ جانتی تھی [illegible] آنے تک وہ سو نہیں سکے گی۔

پھر دفعتاً اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ صبح ہو چکی تھی۔

روپہلی جھیل کے پرے آسمان پر آگ کا ایک سنہری گولہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس گولے پر سرخ بادل کی ایک لکیر تھی۔ جھیل گلابی تھی اور جنگلی پرندے، شور و غل مچاتے اوپر اڑ رہے تھے۔ کیمپ میں بھی بڑا شور شرابا تھا۔ اقامت خانے کے اردگرد، ہزاروں آدمیوں کا ہجوم تھا جو بڑے جوش سے باتیں کر رہے تھے۔

ما اور لارا، باہر جھونپڑے کے کونے میں کھڑی ہو کر دیکھتی رہیں۔ انھوں نے ایک آواز سنی اور عظیم جیری کو کود کر اپنے سفید گھوڑے پر چڑھتے دیکھا۔

"آؤ لڑکو!" وہ زور سے چلایا "سب گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خوب تماشہ رہے گا۔"

سفید گھوڑا الف کھڑا ہوا، اس نے چکر کھایا اور پھر الف کھڑا ہو گیا۔ عظیم جیری نے ایک زوردار وحشیانہ آواز نکالی، سفید گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پریری کے میدان پر سرپٹ دوڑتے مغرب کی طرف چلے گئے۔ سارے آدمی اصطبل کی طرف بھاگے، اور کوئی ایک ہی منٹ بعد گھوڑے پر سوار ہر آدمی عظیم جیری کے تعاقب میں بھاگ نکلا۔ سارا ہجوم، گھوڑوں پر بھاگا جا رہا تھا۔

کیمپ پر ایک گہری، بے کیف خاموشی چھا گئی۔ لارا اور ما پر بھی اس گہری، بے کیف خاموشی نے اثر کیا۔ "ہوں" ما نے کہا

انھوں نے پا کو سٹور سے چل کر اقامت خانے والی جھونپڑی کی طرف جاتے دیکھا۔ فوراً ہی فریڈ اندر سے نکلا اور ان سے آ کر ملا۔ وہ کوئی ایک منٹ تک باتیں کرتے رہے۔ پھر فریڈ اصطبل میں چلا گیا، اپنا گھوڑا لیا اور سرپٹ مغرب کی طرف بھاگ گیا۔

پا، بغلیں بجا رہے تھے، اور ما کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ آخر ایسی کیا بات تھی جس پر پا اسقدر

خوش ہو رہے، اور ہنس رہے تھے۔

"وہ بڑا جیری!" پا زور سے ہنسے "خدا کی قسم کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ان سب کو کسی اور جگہ شرارت کرنے کے لئے لے جائے!"

"کہاں؟" ما نے تیزی سے پوچھا

پا سنجیدہ ہو گئے۔ "سٹیبن کے کیمپ میں فساد ہو گیا ہے۔ سارے کیمپوں کے لوگ جوق در جوق اُدھر ہی جا رہے ہیں۔ کیرولین، تم ٹھیک ہی کہتی ہو کہ آخر اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔"

دن بھر کیمپ پر خاموشی طاری رہی۔ لارا اور میری سیر کرنے کو نہ گئیں۔ کسی کو کوئی علم نہیں تھا کہ سٹیبن کے کیمپ پر کیا بیت رہی تھی، اور نہ ہی کوئی یہ جانتا تھا کہ وہ خطرناک ہجوم کب لوٹ آئے گا۔ ما کی آنکھوں سے دن بھر پریشانی ٹپکتی رہی۔ ان کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے، اور گاہے گاہے بغیر احساس کئے وہ آہیں بھرنے لگتی تھیں۔

تاریکی کے بعد لوگ واپس آ گئے۔ مگر وہ گھوڑوں پر سوار سیدھے کیمپ کی طرف چلے گئے۔ اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ پُرسکون تھے۔ انھوں نے اقامت خانے کی جھونپڑی میں شام کا کھانا کھایا اور تختوں والے مکان میں سونے کے لئے چلے گئے۔

پا بہت دیر میں سٹور سے لوٹے۔ لارا اور میری اس وقت بھی جاگ رہی تھیں۔ وہ اپنے تختے میں بڑی خاموشی سے لیٹی، پا اور ما کی باتیں سنتی رہیں۔ وہ پردے کے پرے لیمپ کی روشنی میں باتیں کر رہے تھے۔

"اب چنتا کی کوئی بات نہیں کیرولین" پا نے کہا "وہ تھک کر چور ہو گئے ہیں، اور ہر چیز پُرسکون ہے۔" انھوں نے جمائی لی اور اپنے جوتے اتارنے کے لئے نیچے بیٹھ گئے۔

"کیا کیا ہے ان لوگوں نے چارلس؟ کسی کو نقصان تو نہیں پہنچا؟" ما نے پوچھا۔

"انھوں نے بخشی کے گلے میں پھندا ڈال دیا" پا بولے "اور ایک آدمی سخت زخمی ہوا۔ انھوں نے اسے تختوں والے ویگن میں لٹایا اور مشرق میں کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ زیادہ پریشان نہ ہو کیرولین۔ ہماری

خوش قسمتی ہے کہ اتنی جلدی خلاصی ہو گئی۔ اب سارا ہنگامہ ختم ہے۔"

"جب معاملہ ختم ہو گیا ہے تو پھر اب میں کاہے کو پریشان ہونے لگی" ما بولیں۔ ان کی آواز کانپ رہی تھی۔

"ادھر آؤ" پا بولے۔ لارا جانتی تھی کہ ما، پا کے گھٹنے پر بیٹھی تھیں "ہاں، میں جانتا ہوں کہ تم پریشان نہیں ہو گی" وہ بولے "تم کسی قسم کی چنتا نہ کرو کیرولین۔ ریل کی لائن کا کام قریب قریب ختم ہونے کو ہے، پھر یہ کیمپ بند ہو جائیں گے اور جلد ہی یہ لوگ یہاں سے چلے جائیں گے۔ اور اگلی گرمیوں میں ہم یہاں زمین میں کاشت کر رہے ہوں گے۔" اور اپنے مکان میں رہ رہے ہوں گے۔"

"زمین کی تلاش میں آپ کب تک جا رہے ہیں؟" ما بولیں

کیمپوں کے بند ہوتے ہی۔ اس وقت تو مجھے سٹور کے کام سے ایک منٹ کی بھی فرصت نہیں۔ تم جانتی ہی ہو۔" پا بولے

"میں جانتی ہوں چارلس۔ اس آدمی کا کیا ہوا جس نے بخشی کو ہلاک کیا تھا؟"

"انھوں نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ پا بولے۔ ہوا یوں کہ تم جانتی ہی ہو کہ سٹیبن کا کیمپ بھی ہماری ہی طرح کا ہے۔ دفتر، سٹور کے عقبی حصے میں ایک طرف کو جھکا ہوا ہے۔ اس کا ایک ہی دروازہ ہے جو سٹور میں کھلتا ہے۔ بخشی، روپے کے ساتھ دفتر میں بیٹھ جاتا تھا اور دروازے کو تالا لگا دیتا تھا۔ دروازے کے پاس ایک چھوٹی سی کھلی جگہ تھی جہاں سے وہ آدمیوں کو ان کی اجرت کی رقم دیا کرتا تھا۔

"سٹیبن کیمپ، تین سو پچاس سے زیادہ اشخاص کو تنخواہ دیتا ہے۔ اور وہ لوگ آج تک کی تنخواہ مانگتے تھے جیسا کہ وہ ہمارے ہاں مانگ رہے تھے۔ جب انھیں صرف پندرہ تاریخ تک تنخواہ دی گئی تو وہ غصے میں آ گئے۔ بہت سوں کے پاس بندوقیں تھیں۔ وہ سٹور میں گھس گئے اور دھمکیاں دینے لگے کہ اگر انھیں پوری تنخواہ نہ دی گئی تو وہ اس جگہ کو خاکستر کر ڈالیں گے۔

"اس ہنگامے میں چند ایک آدمیوں میں جھگڑا ہو گیا، اور ان میں سے ایک آدمی نے کسی دوسرے کے سر پر ترازو کا باٹ دے مارا۔ باٹ کے لگتے ہی وہ آدمی دھڑام سے گرا۔ وہ اسے گھسیٹ کر باہر ہوا میں لے گئے

مگر اُسے ہوش میں نہ لایا جاسکا۔

"لہٰذا ہجوم ایک رسہ لے کر اس آدمی کے پیچھے بھاگا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ دلدل تک تو ان لوگوں نے بڑی آسانی سے اس کا تعاقب کیا مگر اس کے بعد اونچی گھاس میں وہ اسے تلاش نہ کرسکے۔ دلدلی گھاس، اُن کے سروں سے بھی اونچی تھی۔ وہ اس کی تلاش میں ادھر ادھر سرگرداں رہے، اور میرا اپنا خیال ہے کہ اس دوران میں، بھاگنے والے آدمی کے قدموں کے نشان بھی مٹ گئے تھے۔

"دوپہر کے بعد تک وہ اس کی تلاش میں رہے۔ اسے اس کی خوش قسمتی ہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ ان کے ہاتھ نہ لگا۔ جب وہ واپس سٹور میں آئے تو دروازہ مقفّل تھا۔ وہ اندر نہیں جاسکتے تھے۔ اس دوران میں ایک آدمی اس زخمی کو ویگن میں لاد کر کسی ڈاکٹر کی تلاش میں مشرق کی طرف چل دیا تھا۔

"اس وقت تک دوسرے سبھی کیمپوں سے آدمی جمع ہونے لگ گئے تھے۔ اقامت خانے کی جھونپڑی میں انھیں جو کچھ بھی کھانے کو ملا، انھوں نے کھا لیا۔ ان میں سے بہت سے آدمی تو شراب پی رہے تھے۔ وہ مسلسل سٹور کے دروازے کو کوٹتے پیٹتے رہے اور چلا چلا کر بخشی سے کہتے رہے کہ وہ دروازہ کھول کر ان کا حساب چکتا کرے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔

"شراب کے نشے میں بدمست ایک ہزار کے لگ بھگ آدمیوں سے نمٹنا کوئی معمولی بات نہیں۔ کسی آدمی کی نگاہ رسّے پر پڑ گئی اور وہ چلایا "بخشی کو پھانسی پر لٹکا دو!" بس پھر کیا تھا سارا ہجوم یہی کہنے لگ گیا "اسے پھانسی دے دو! اسے پھانسی دے دو!"

"چند ایک آدمی چھت کے جھکے ہوئے چھجّے پر چڑھ گئے اور کاٹھ کھپریل میں ایک سوراخ کر دیا انھوں نے رسّے کا ایک سرا چھت کے کنارے پر لٹکتا چھوڑ دیا اور ہجوم نے بڑھ کر اس سرے کو گرفت میں لے لیا۔ دو آدمی چھت میں سے اُتر کر نیچے بخشی کے پاس چلے گئے اور رسّی کا پھندا، اس کے گلے میں ڈال دیا۔"

"رُک جاؤ چارلس۔ لڑکیاں جاگ اٹھی ہیں۔" ما بولیں

"چھی چھی۔ بس بات ختم ہی ہو گئی ہے" پا بولے" انھوں نے اسے ایک دو جھٹکے دیئے" اور اس نے

اطاعت قبول کرلی۔"

"تو انھوں نے اُسے پھانسی نہیں دی ؟"

"اتنی زیادہ نہیں کہ اُسے نقصان پہنچتا۔ ہجوم میں سے کچھ آدمی سٹور کا دروازہ توڑنے میں لگے تھے، اور سٹور کیپر نے دروازہ کھول دیا۔ دفتر میں ایک آدمی نے رسّے کو کاٹ دیا اور بخشی نیچے گر گیا۔ انھوں نے وہ کھڑکی کھول دی جس میں سے تنخواہ دی جایا کرتی تھی۔ بخشی نے ہر شخص کو اتنی اتنی رقم دے دی جتنی وہ واجب الادا ٹھہرا رہے تھے۔ دوسرے کیمپوں کے بہت سے آدمی بھی وہاں جمع ہو گئے اور انھوں نے بھی تنخواہ لے لی۔ اب ان کے حساب کتاب کے دیکھنے کا سوال ہی نہیں تھا۔"

"بے شرم کہیں کا!" لارا چلا اٹھی۔ پا نے پردہ پیچھے ہٹا دیا "اس نے ایسا کیا کیوں؟ میں کبھی نہ کرتی!" پیشتر اس کے کہ پا اور ما کچھ کہتے، وہ بولتی ہی گئی۔ وہ گھٹنوں کے بل بستر میں بیٹھ گئی تھی۔ اس کی مٹھیاں بھنچی ہوتی تھیں۔

"تم کیا نہ کرتیں لارا؟" پا بولے

"انھیں کبھی پیسے نہ دیتی! وہ مجھے مجبور تھوڑا ہی کر سکتے تھے! آپ کو انھوں نے مجبور کر لیا تھا کیا؟"

"یہاں سے کہیں زیادہ اور بڑا ہجوم وہاں تھا۔ اور وہاں بخشی کی مدد کے لئے عظیم جیری بھی تو نہیں تھا۔" پا بولے

"شی!" ما نے اسے چُپ کراتے ہوئے کہا "تم گریس کو بیدار کر دو گی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بخشی نے ذہانت کا ثبوت دیا۔ اری مَرے ہوئے شیر سے تو ایک زندہ کتا ہی اچھا ہے۔"

"اوہ۔ نہیں، ما! آپ یقیناً یہ نہیں کہنا چاہتیں!" لارا نے سرگوشی کی۔

"بہرحال اپنی اپنی سمجھ ہے۔ اچھا لڑکیو۔ اب تم سو جاؤ۔" ما بڑبڑائیں۔

"اچھی ما" میری نے سرگوشی کی "یہ تو بتایئے کہ اس نے یہ رقم ادا کیونکر کی؟ اس کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آیا تھا جبکہ وہ ساری رقم بانٹ چکا تھا؟"

"ہاں، بات تو ٹھیک ہے۔ آخر اتنی رقم آئی کہاں سے؟" ما نے پوچھا

"سٹور سے۔ بہت بڑا سٹور ہے یہ۔ اور مزے کی بات یہ کہ ان آدمیوں کو جتنی اُجرت مِل چکی تھی، وہ رقم تو سٹور میں واپس بھی آ چکی تھی کیونکہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید چکے تھے۔ تنخواہ ملتے ہی وہ اُسے ختم کر دیتے ہیں" پا نے جواب دیا "اچھا" لڑکیو اب ذرا تم ماں پر رحم کرو اور سو جاؤ"۔ انھوں نے پردہ گرا دیا۔

میری اور لارا لحاف کے اندر آہستہ آہستہ باتیں کرتی رہیں، یہاں تک کہ ما نے پھونک مار کر لیمپ بجھا دیا۔ میری آلوچوں والے آب درے میں واپس چلی جانے کو کہہ رہی تھی۔ لارا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اسے ننھے مُنّے جھونپڑے کے چاروں طرف پھیلا پریری بہت بھلا لگتا تھا۔ اس کا دل زور زور اور تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس کے ذہن میں اس غصیلے ہجوم کی وحشی، خوفناک آواز پھر سے اُبھرنے لگی تھی۔ وہ اب بھی پا کی سرد مہر اور بے کیف آواز سُن رہی تھی "زیادہ قریب آنے کی کوشش مت کرو" اسے گرد و غبار کے بادل میں سے تیز رفتاری کے ساتھ گذرنے اور ایک گیت کی شکل میں ریل کی لائن تعمیر کرنے والے آدمیوں اور گھوڑوں کی یاد آئی جو پسینے میں شرابور تھے۔ وہ آلوچوں والے آب درے میں بالکل واپس جانا نہیں چاہتی تھی۔

———:(۰):———

بارھواں باب

پرندے

موسم میں خنکی آگئی اور آسمان، پرندوں سے اَٹ گیا۔ بھاری تعداد میں پرندے اُڑ رہے تھے۔ مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب، اور نیلے آسمان پر جہاں تک بھی نگاہیں کام کر سکتی تھیں، اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے، پرندے ہی پرندے دکھائی دیتے تھے۔

شام کو وہ، روپہلی جھیل کے پانی پر سستانے کی غرض سے غیر محدود طور پر آسمان سے نیچے اترتے۔ وہاں بھورے رنگ کے بڑے بڑے ہنس تھے، چھوٹے چھوٹے، برف جیسے سفید ہنس تھے، چھوٹی قسم کے یہ ہنس پانی کے کنارے پر برف کی مانند دکھائی دیتے تھے۔ وہاں کئی قسم کی بطخیں تھیں، اپنے پروں میں ارغوانی

اور سبز جھلک لئے ہوئے بڑی بڑی جنگلی بطخیں، سُرخ بالوں والی بطخیں، نیلی چونچوں والی بطخیں، کھردری پیٹھ والی بطخیں، چھوٹی چھوٹی بطخیں اور دوسری بہت سی بطخیں جن کے ناموں سے پا واقف نہیں تھے۔ وہاں بگلے تھے، ماہی خور تھے (اس پرندے کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے بچوّں کو اپنے خون سے پالتا ہے) اور کونجیں تھیں وہاں دلدلی پرندے تھے اور غوطہ خور پرندے تھے، چھوٹے چھوٹے غوطہ خور پرندے جن کے کالے کالے جسم پانی پر دکھائی دے رہے تھے۔ گولی کی آواز سنتے ہی غوطہ خور پرندے سیدھے کھڑے ہو جاتے اور پلک جھپکنے میں غائب ہو جاتے تھے۔ وہ دور، نیچے پانی کے اندر چلے جاتے اور کافی دیر تک وہاں رہتے۔

غروب آفتاب کے وقت، ساری کی ساری بڑی جھیل سبھی قسم کے پرندوں سے اَٹ جاتی۔ شمال سے جنوب تک کے طویل سفر کے بعد رات کو سونے سے پہلے وہ اپنی اپنی بولیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے۔ سردی کا موسم انھیں بھگا رہا تھا۔ موسم سرما، ان کے پیچھے پیچھے شمال کی طرف سے آرہا تھا۔ وہ اس بات کو جانتے تھے۔ لہٰذا وہ جلد ہی اپنے سفر پر چل نکلے تھے تاکہ راستے میں سستاتے جائیں۔ رات بھر وہ بڑے آرام سے پانی پر سستاتے، اور پو پھٹتے ہی وہ بیدار ہو جاتے اور اپنے سستائے ہوئے مضبوط پروں کے سہارے اوپر بہت بلندی پر آگے کی طرف اُڑنے لگتے۔

ایک روز پا جب شکار سے لوٹے، تو ان کے پاس برف کی مانند سفید ایک بہت بڑا پرندہ تھا۔

"مجھے افسوس ہے کیرولین" وہ سنجیدگی سے بولے "اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی ایسا نہ کرتا۔ میں نے راج ہنس کو گولی مار دی ہے۔ یہ اتنا خوبصورت تھا کہ اسے گولی نہیں ماری جانی چاہیئے تھی۔ یہ اس قابل نہیں تھا مگر مجھے اس بات کا کوئی خیال نہیں تھا کہ یہ ایک راج ہنس تھا۔ میں نے پہلے کبھی کسی راج ہنس کو اڑتے نہیں دیکھا۔"

"اب ہو بھی کیا سکتا ہے چارلس!" ما نے ان سے کہا۔ وہ سب افسوس بھری نظروں اس خوبصورت برف کی مانند سفید پرندے کو دیکھتے رہے جو اب کبھی نہیں اڑے گا۔ "آیئے" ما بولیں "میں اس کے پَر نوچوں گی اور آپ اس کی کھال اتار لینا۔ ہم اس کی کھال کو نمک لگا کر محفوظ کر لیں گے۔"

"یہ پرندہ تو مجھ سے بڑا ہے" کیری نے کہا۔ راج ہنس بہت بڑا تھا۔ پا نے اسے ناپا۔ اس کے سفید پَر ایک سرے سے دوسرے سرے تک آٹھ فٹ لمبے تھے۔

کسی دوسرے روز، 'پا' جھونپڑے میں ما کے دکھانے کے لئے ایک ماہی خور لائے۔ انھوں نے اس کی لمبی چونچ کھولی اور اس کے نیچے جلد کی تھیلی میں سے سڑی ہوئی مچھلیاں باہر آگریں۔ ما نے جھٹ سے اپنا ایرن پکڑ کر زور سے اپنے چہرے کے ساتھ لگا دیا۔ کیری اور گریس نے اپنی اپنی ناک بند کر لی۔

"اسے لے جائیے چارلس، جلدی سے!" ما نے ایرن میں سے کہا۔ ان میں سے بعض مچھلیاں تازہ تھیں اور بعض مچھلیاں ایسی تھیں جو کافی عرصے کی مری ہوئی تھیں۔ ماہی خور، کھانے کے قابل نہیں تھے۔ ان کے تو پروں سے بھی سڑی بسی مچھلیوں کی اتنی سخت اور تیز بو آتی تھی کہ ما ان کے پروں کو بھی اپنے تکیوں کے لئے سنبھال کر نہیں رکھ سکتی تھیں۔

'پا' اتنی ہی بطخوں اور ہنسوں کا شکار کرتے، جتنی وہ کھا سکتے تھے۔ مگر وہ شاہین کے علاوہ اور کسی کو بھی گولی نہیں مارتے تھے۔ بعض اوقات وہ کسی شاہین کو محض اس لئے گولی سے اڑا دیتے تھے کیونکہ وہ دوسرے پرندوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ 'پا' کھانے کے لئے جو بطخیں اور ہنس شکار کر کے لاتے تھے، لارا اور مائیرر روز بھاپ سے جلائی گئی اُن کی کھالوں پر سے پروں کو نوچتیں۔

"جلد ہی ہمارے پاس پروں والا ایک اور بستر ہو جائے گا۔" ما بولیں" پھر تم اور میری ان سردیوں میں پروں والے بستر میں سو سکو گی۔"

خزاں کے ان سنہرے دنوں میں آسمان پر پر ہی پر دکھائی دیتے تھے۔ روپہلی جھیل کے نیلگوں پانی پر پھڑپھڑاتے پر، اس سے بہت دور اوپر نیلی ہواؤں میں پھڑپھڑاتے پر۔ ہنسوں کے پر، چھوٹی قسم کی جنگلی بطخوں کے پر، بطخوں کے پر، ماہی خوروں کے پر، کونجوں کے پر، بگلوں کے پر، راج ہنسوں کے پر، اور مرغابیوں کے پر، جو اُن سب کو جنوب میں سرسبز و شاداب کھیتوں کی طرف اڑائے لئے جا رہے تھے۔

پروں، سنہرے خوشگوار موسم اور صبح کے سخت پالے نے لارا کو کہیں اور جانے پر اکسایا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ جائے تو کہاں جائے۔ وہ صرف جانا ہی چاہتی تھی۔

"ہمیں مغرب کی طرف چلنا چاہئے۔" ایک رات اس نے کھانا کھانے کے بعد کہا "پا، اگر چچا ہنری مغرب کی طرف جا سکتے ہیں تو ہم نہیں جا سکتے کیا؟"

چچا ہنری اور لوسیا اور چارلی نے اتنا روپیہ کما لیا تھا کہ وہ مغرب کی طرف جا سکتے تھے۔ اپنا فارم بیچنے کے لئے وہ واپس بڑے جنگلوں میں جا رہے تھے، اور موسم بہار میں وہ سب چچی پولی کے ساتھ مغرب سے مونٹانا جا رہے تھے۔

"ہم کیوں نہیں جا سکتے؟" لارا بولی "آپ نے جتنا روپیہ کمایا ہے، وہ ہمارے پاس ہے، تین سو ڈالر۔ اور ہمارے پاس گھوڑوں کی جوڑی اور ویگن بھی ہے۔ اوہ پا۔ چلو مغرب کی طرف چلیں۔"

"رحم کرو لارا! خدا کے لئے!" ما بولیں "جو کچھ بھی ......" وہ اپنی بات پوری نہ کر سکیں۔

"میں جانتا ہوں بیٹی۔" پا بولے۔ ان کی آواز بڑی شفیق تھی۔ "تم اور میں پرندوں کی طرح اڑنا چاہتے ہیں۔ مگر بہت پہلے میں نے تمہاری ما کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ تم لڑکیوں کو سکول جانا چاہئے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی وقت میں تم سکول بھی جاؤ، اور مغرب کی طرف بھی جاؤ۔ جب یہ قصبہ تعمیر ہو گا تو یہاں ایک اسکول بھی ہو گا۔ لارا، مجھے جگہ کی تلاش کرنا ہے اور تم لڑکیوں کو سکول جانا ہے۔"

لارا نے پہلے ما کی طرف، اور پھر پا کی طرف دیکھا۔ اس نے اندازہ کر لیا کہ انھیں اب سکول جانا ہی ہو گا۔ پا گھر پر رہیں گے، اور وہ سکول جائے گی۔

"لارا، تم ایک روز میری شکر گذار ہو گی۔ اور آپ بھی چارلس۔" ما نے آہستگی سے کہا

"تمھاری رضا ہی میری رضا ہے کیرولین۔" پا بولے۔ بات تو ٹھیک تھی مگر وہ مغرب کی طرف ضرور جانا چاہتے تھے۔ لارا واپس مڑی اور کھانے کی پلیٹیں دھونے لگی۔

"ایک اور بات لارا۔" پا بولے "تم جانتی ہو کہ ما ایک استانی تھیں۔ ان کی ما بھی سکول میں پڑھاتی تھیں۔ ما نے تہیہ کر رکھا ہے کہ تم میں سے ایک لڑکی سکول میں پڑھائے۔ اور میرا قیاس ہے کہ سکول میں پڑھانے والی وہ لڑکی تم ہی ہو گی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ تمھیں ضرور سکول جانا چاہئے۔"

لارا کے دل کو دھچکا سا لگا، اور پھر اُسے یوں محسوس ہوا گویا اس کا دل دور، بہت دور کہیں نیچے کی طرف گر رہا ہو۔ وہ کچھ نہ بولی۔ وہ جانتی تھی کہ پا اور ما اور میری تک کا خیال تھا کہ میری استانی بنے گی۔ اور اب میری نہیں پڑھا سکتی تھی، اور .... "اوہ۔ میں استانی نہیں بنوں گی! میں نہیں بنوں گی!" لارا نے خیال کیا۔

"میں نہیں بننا چاہتی! میں نہیں بن سکتی!" پھر وہ اپنے آپ سے گویا ہوئی "مگر تمھیں بننا ہی ہوگا۔"
وہ ماں کو مایوس نہ کر سکی۔ اسے ویسے ہی کرنا چاہئے جیسا پاپا نے کہا ہے۔ جب وہ بڑی ہوگی تو اُسے استانی بننا ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ اور کام بھی کیا تھا جس سے وہ اپنی روزی کما سکتی تھی۔

تیرھواں باب

کیمپ ٹوٹتا ہے

بے کیف آسمان کے نیچے، نشیبی علاقے میں واقع، دور تک پھیلی ہوئی زمین مختلف ہلکے رنگوں سے اٹی پڑی تھی۔ گھاسوں کے ٹھنٹھ سنہری تھے اور پریری کا سارا میدان زرد، کتھئی، بھوری، سانولی گھاسوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ صرف دلدل کی گھاسیں ہی سبز تھیں۔ پرندے بہت کم تھے اور بڑی تیز رفتاری سے اڑتے جا رہے تھے۔ اکثر غروب آفتاب کے وقت ایک لمبا جھنڈ، روپہلی جھیل کے بہت اوپر، بے چینی سے شور کرتا اور بجائے اس کے کہ نیچے غوطہ لگا کر وہ کچھ کھاتے اور اس پانی پر جو ان کو لازمی طور پر للچا رہا تھا، سستاتے، اُن کا تھکا ماندہ رہبر پیچھے ہٹ جاتا اور کوئی دوسرا، اس تھکے ماندہ رہبر کی جگہ سنبھال لیتا، اور جنوب کی طرف ان کی پرواز جاری رہتی۔ سردیاں اب قریب ہی تھیں اور وہ آرام کے لئے رک نہیں سکتے تھے۔

خنک صبحوں اور کڑکڑاتی شاموں میں جب لارا اور لیسنا، گایوں کا دودھ دوہنے جاتیں، تو شالوں کو اپنے سروں پر لپیٹ کر ٹھوڑی کے نیچے لے آتیں۔ ان کی ننگی ٹانگیں ٹھنڈی ہوتی تھیں اور ہوا سے اُن کی ناک میں درد ہونے لگتا تھا۔ مگر جب وہ گرم گرم گایوں کو دوہنے کے لئے آلتی پالتی مار کر بیٹھتیں تو ان کا جسم بڑے سکون بخش طریقے پر ڈھک جاتا اور شالوں کے اندر ان کے پاؤں گرم ہو جاتے۔ اور دودھ دوہتے وقت وہ گانے لگتیں۔

"کہاں جا رہی ہو خوبصورت دوشیزہ؟

زندہ رہو جیتے سرکار' وہ بولی

میں بھی چلوں تمھارے ساتھ' میری خوبصورت دوشیزہ ؟

جی ہاں جی ہاں۔ بڑا کرم ہوگا سرکار' وہ بولی

تمھاری دولت کیا ہے' میری خوبصورت دوشیزہ ؟

میرا چہرہ ہی میری دولت ہے سرکار' وہ بولی

پھر میں تمھارے ساتھ شادی نہیں کر سکتا' میری خوبصورت دوشیزہ

کہا کس نے تھا سرکار' وہ بولی"

"میرا خیال ہے کہ اب ہم ایک لمبے عرصے تک ایک دوسری سے نہیں مل سکیں گی۔" لینا نے ایک شام بتایا۔ "دو پہلی جھیل پر ریل کی لائن کا کام ختم ہونے کو تھا لینا' جین اور چچی ڈوریسا' یہ سب اگلے روز صبح سویرے ہی وہاں سے جا رہے تھے۔ وہ سورج نکلنے سے پہلے ہی جا رہے تھے کیونکہ وہ کمپنی کے سٹور کی تین دیگنوں کا سامان ساتھ لے جا رہے تھے۔ وہ کہاں جائیں گے' اس کے متعلق وہ کسی کو کچھ نہیں بتا رہے تھے کیونکہ انھیں ڈر تھا کہ اگر کمپنی کو پتہ چل گیا تو وہ انھیں پکڑ لے گی۔

کاش کہ ہمارے پاس اتنا وقت ہوتا کہ ہم ایک بار پھر کالے ٹٹوؤں کی سواری کر سکتیں!" لارا نے کہا

"واللہ۔" اس نے بڑی بیباکی کے ساتھ یہ شرارت بھرا لفظ کہا "میں خوش ہوں کہ گرمیاں ختم ہو گئی ہیں! مجھے گھروں سے اور مکانوں سے نفرت ہے۔" دودھ کی بالٹی کو لہراتے ہوئے وہ گنگنائی "اب کھانا نہیں پکانا پڑے گا' طشتریاں نہیں دھونا پڑیں گی' کپڑوں کی دھلائی نہیں کرنا پڑے گی اور برتن نہیں مانجھنا پڑیں گے! خوشی کی بات ہے نا!" پھر وہ بولی "اچھا خدا حافظ۔ میرا خیال ہے کہ تم لوگ تو اب زندگی بھر کے لئے یہیں رہو گے۔"

"میرا خیال ہے" لارا نے بڑی تکلیف کے ساتھ کہا۔ اسے اس بات کا یقین تھا کہ لینا مغرب ہی کی طرف جا رہی تھی۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اور گن ہی چلے جائیں۔" "اچھا۔ خدا حافظ۔"

اگلی صبح' لارا نے اپنے آپ ہی تن تنہا گائے کو دوہا۔ جس کمرے میں کھانے پینے کی چیزیں رکھی تھیں

چچی ڈوسیا وہاں سے جنس کی بھاری مقدار ویگن میں بھر کرلے گئی تھیں۔ لینا سٹور سے چیزوں کا بھرا ویگن بھر کرلے گئی تھی، اور جین اس سے بھی بھاری تعداد میں ہل اور مٹی اکھیڑنے والے آلے بھر کرلے گیا تھا۔ کمپنی کے ساتھ حساب کتاب چکتا کرنے کے فوراً ہی بعد چچا ہنری ان کے پیچھے پیچھے چل دے گا۔

"ہنری نے جو چیزیں اپنے حساب میں خریدی ہیں، میرا خیال ہے کہ اب کی بار ان کی وجہ سے اس کا قرض بہت زیادہ ہوگیا ہے" پا نے کہا

"تو آپ نے اسے روکا کیوں نہیں چارلس؟" ما نے پریشانی کا اظہار کیا

"یہ میرا کام نہیں۔" پا بولے "مجھے حکم یہ دیا گیا تھا کہ ٹھیکہ دار جو بھی چیز مانگے، اسے دے دی جائے اور اس کی رقم اس سے وصول کرلی جائے۔ اوہ۔ آؤ کیرولین! مگر یہ کوئی چوری تو نہیں تھی۔ یہاں اوسو کے کیمپ میں کام کرنے کے لئے جو رقم واجب الادا تھی، ہنری اس سے زیادہ کا مال تو لے کر نہیں گیا۔ کمپنی نے وہاں اسے دھوکا دیا، اور یہاں اس نے اپنا حساب برابر کرلیا۔ بس اتنی سی بات ہے۔"

"ہوں" ما نے ایک گہرا لمبا سانس لیا "جب یہ کیمپ یہاں سے اٹھ جائیں گے، اور ہم ایکبار پھر بس جائیں گے تو اس وقت میں بہت خوش ہوں گی۔"

کیمپ میں اب ہر روز شور وغل رہتا تھا۔ لوگ اپنی آخری تنخواہ لے لے کر جا رہے تھے۔ ایک کے بعد دوسرا ویگن مشرق کی طرف جانے لگا۔ ہر رات کیمپ سونا ہوتا گیا۔ ایک روز چچا ہنری، لوسیا اور چارلی، وسکانسن کے لمبے سفر پر واپس چلے گئے۔ وہ اپنا فارم بیچنے کے لئے گئے تھے۔ اقامت خانے کی جھونپڑی اور تختوں والا مکان اب ویران پڑے تھے۔ سٹور خالی تھا اور پا محض اس انتظار میں تھے کہ کب کمپنی کا آدمی آئے اور ان کا حساب کتاب چیک کرے۔

"سردیاں گذارنے کے لئے ہمیں مشرق کی طرف ہی کسی علاقے میں جانا پڑے گا۔" انھوں نے ما سے کہا "اگر کمپنی ہمیں یہاں رہنے دے اور ہمارے پاس جلانے کے لئے کوئلہ بھی ہو تو بھی یہ جھونپڑی صفر درجہ حرارت کی متحمل نہیں ہو سکتی۔"

"اوہ چارلس" ما بولیں "آپ نے ابھی تک جگہ تلاش نہیں کی۔ اور آپ نے جو روپیہ کمایا ہے، اگر ہم موسم بہار تک

اسی طرح رہتے ہوئے خرچ کرتے رہے تو......"

"میں جانتا ہوں۔ لیکن ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟" پا نے کہا "یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے میں جگہ تلاش کر سکتا ہوں، اور اگلے موسم بہار تک اسے صاف بھی کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اگلی گرمیوں میں مجھے کوئی نوکری مل جائے۔ اور وہاں سے جو اجرت ملے، اس سے لکڑی خرید کر ایک جھونپڑا بھی بنایا جا سکتا ہے میں گھاس کے تختوں والا جھونپڑا بنا سکتا تھا مگر اس حالت میں بھی موسم بہار تک وہ سارا روپیہ خرچ ہو جاتا جو ہمارے پاس تھا۔ کیونکہ یہاں کھانے پینے کی چیزیں اور کوئلہ بہت مہنگا ہے یہیں۔ میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ ہم سردیوں میں مشرق کی طرف چلے جائیں۔"

آگے جانا کتنا مشکل تھا۔ لارا نے خوش ہونے کی کوشش کی مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ وہ دوبارہ واپس مشرق میں جانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ پہلی جھیل کو چھوڑ کر واپس مشرق جانا، اُسے پسند نہیں تھا۔ اسے اس خیال سے ہی گھن آتی تھی۔ وہ وہیں رہنا چاہتی تھی، واپس جانا نہیں چاہتی تھی لیکن اگر انھیں واپس جانا ہی تھا تو پھر سوائے اس کے چارہ بھی کیا تھا۔ اگلی بہار میں وہ پھر سے عزم سفر کر سکتے تھے۔ کڑھنا اور شکایت کرنا فضول تھا۔

"کیوں لارا۔ طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ما نے اس سے پوچھا

"ہاں ما" اس نے جواب دیا۔ مگر وہ اتنی شکستہ دل، اداس اور مایوس ہو رہی تھی کہ وہ خوش ہونے کی جتنی بھی کوشش کرتی اتنی ہی اُسے زیادہ تکلیف ہوتی۔

کمپنی کا آدمی، پا کا حساب کتاب دیکھنے آ گیا تھا، اور آخری ویگن مغرب سے جانے لگ گئے تھے جھیل بھی پرندوں سے خالی ہو گئی تھی، اور تیزی سے اڑنے والے پرندوں کی ایک دھاری کے سوائے، آسمان بھی سونا سونا دکھائی دیتا تھا۔ ما اور لارا نے ویگن کو ڈھانپنے والے کپڑے کی مرمت کی اور لمبے سفر کے لئے روٹی پکائی۔

اس شام پا، سیٹی بجاتے ہوئے سٹور سے آتے تو ہوا کے جھونکے کی مانند جھونپڑے کے اندر داخل ہوتے۔

"کیوں کیرولین۔ اگر ساری سردیاں ہمیں پیمائش کاروں کے مکان میں رہنا پڑے تو کیسا رہے؟"

وہ گنگناتے ہوئے بولے۔

"اوہ پا! " کیا ہم ٹھہر سکتے ہیں؟ " لارا چلاّئی

"ہاں، بشرطیکہ تمھاری ما اس بات کو پسند کرے" پا بولے "کیرولین، یہ ایک اچھا، مضبوط مکان ہے اور موسم کا اس پہ کوئی اثر نہیں ہو سکے گا۔ بڑا پیمائش کار ابھی ابھی سٹور میں آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اُن کا خیال یہاں رہنے کا تھا جس کی وجہ سے انھوں نے اس سارے عرصے کے لئے کوئلہ اور دوسرا ضروری سامان بھر لیا تھا۔ اور اگر میں انتظام سنبھال لوں اور موسم بہار تک کمپنی کے اوزاروں کی ذمہ داری لے لوں، تو سردیوں کے عرصے کے دوران وہ چلے جائیں گے۔ کمپنی کا آدمی رضامند ہو گیا ہے۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس مکان میں آٹا، لوبیا، نمک لگا گوشت، آلو اور بعض ڈبہ بند چیزیں تک ہیں، اور کوئلہ بھی۔ ہمیں یہ سب کچھ بنا کسی خرچ کے دستیاب ہو سکتا ہے، اگر ہم سردیاں یہاں ہی بسر کریں۔ اصطبل کو ہم گائے اور چھوٹی کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے اُسے کہہ دیا ہے کہ صبح سویرے ہی اسے اپنی رائے سے آگاہ کر دوں گا۔ کیا خیال ہے تمھارا کیرولین؟"

وہ سب ما کی طرف دیکھنے اور انتظار کرنے لگے۔ لارا کے جوش کا یہ عالم تھا کہ اب خاموش رہنا اسے مشکل دکھائی دے رہا تھا۔ دوپہلی جھیل کے کنارے اگر رہنے کو جگہ مل جائے تو اس سے بہتر بات اور کیا ہو سکتی تھی! کم سے کم واپس مشرق کو تو نہیں جانا پڑے گا!! ما، مایوس تھیں۔ وہ کسی ایسے علاقہ میں واپس جانے کی متمنی تھیں جہاں لوگ رہتے ہوں۔ مگر وہ بولیں "یہ ایک بڑی بات ہے چارلس، وہاں کوئلہ بھی ہے جیسا کہ آپ نے بتایا ہے۔"

"اگر کوئلہ نہ ہوتا تو میں کبھی وہاں نہ رہتا" پا بولے

"کھانا میز پر چُنا ہے" ما بولیں۔ ہاتھ دھو کر کھا لیجئے۔ کہیں ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ میرے خیال میں یہ ایک اچھا موقع ہی دکھائی دیتا ہے چارلس"

کھانے کے دوران میں انھوں نے اور کسی موضوع پر بات نہ کی۔ ایک گرم اور پُر آسائش مکان میں رہنا بہت اچھا رہے گا۔ جھونپڑی میں تو بڑی ٹھنڈی ہوا آتی تھی۔ دروازہ بند ہوا اور چولھے میں آگ روشن ہو، پھر بھی دراڑوں میں سے ٹھنڈی ہوا اندر آجایا کرتی تھی۔

"کیا اِس سے آپ کے اندر دولت مندی کا احساس پیدا نہیں ہوتا ....." لارا بولی

"نہیں"۔ ما نے کہا

"محض اس خیال سے کہ یہاں پوری سردیوں کا سامان رکھا ہے' آپ کو کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا؟" لارا بولی

"اور جب موسم بہار تک ایک کوڑی بھی خرچ نہ کی جانا ہو" پا بولے

"ہاں لارا۔ اس خیال سے واقعی خوشی کا احساس ہوتا ہے" ما مسکرائیں "آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں چارلس۔ ہمیں ٹھہرنا ہی چاہیئے۔"

"کہہ نہیں سکتا کیرولین" پا بولے "کئی لحاظ سے یہاں ٹھہرنا اچھا بھی نہیں ہوگا۔ جہاں تک اپنا خیال ہے بروکن کنبہ ہی ہمارے نزدیک ہے' اور وہ بھی ساٹھ میل کے فاصلہ پر۔ خدانخواستہ اگر کچھ ہو جائے تو......"

دروازے پر ایک دستک نے انھیں چونکا دیا۔ پا کے یہ کہنے پر کہ "تشریف لائیے" بڑی عمر کے ایک آدمی نے دروازہ کھولا۔ اس نے موٹے موٹے کوٹ پہن رکھے تھے اور مفلر لپیٹ رکھا تھا۔ اس کی چھوٹی سی داڑھی کالے رنگ کی تھی' اس کے گال سرخ تھے اور اس کی آنکھیں قبائلی علاقے میں رہنے والے شمالی امریکہ کے قدیم باشندوں کے بچوں ہی کی مانند کالی سیاہ تھیں جنھیں لارا کبھی نہیں بھول سکی تھی۔

"ہیلو بوسٹ!" پا نے کہا "ادھر آگ کے قریب آجاؤ۔ بڑی سرد رات ہے۔ یہ میری بیوی ہے اور یہ میری لڑکیاں ہیں۔ مسٹر بوسٹ نے ایک زمین پر قبضے کے لیئے درخواست دے رکھی ہے' اور ریل کی لائن پر کام کرتا رہا ہے۔"

ما نے مسٹر بوسٹ کو آگ کے پاس ایک کرسی بچھا دی' اور وہ اپنے ہاتھ سینکنے لگا۔ ایک ہاتھ پر پٹی بندھی تھی "ہاتھ زخمی ہو گیا ہے کیا؟" ما نے شفقت سے پوچھا

"صرف موچ آگئی ہے" مسٹر بوسٹ نے کہا مگر آگ کی تپش سے اسے تسکین ملتی ہے"۔ پا کی طرف مڑتے ہوئے وہ گویا ہوا "مجھے کچھ مدد کی ضرورت ہے انگلز۔ تمھیں یاد ہے کہ میرے پاس ایک جوڑی تھی جو میں نے پیٹے کو فروخت کر ڈالی تھی۔ اس نے مجھے کچھ رقم تو دے دی تھی' اور باقی کی رقم اگلی تنخواہ پر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر وہ مجھے ٹالتا ہی رہا ہے' اور اب مجھے خدشہ ہے کہ کہیں جوڑی کے ساتھ وہ اڑنچھو ہی نہ

ہو گیا ہو۔ میں اس کے پیچھے جاؤں گا اور گھوڑے واپس لے لوں گا۔ مگر اس کا لڑکا اس کے ساتھ ہے، اور ظاہر ہے کہ وہ لڑائی کریں گے۔ میں ایک ہی وقت میں دو بدمعاشوں کے ساتھ مصیبت مول نہیں لینا چاہتا، اور پھر میرا ایک ہاتھ بھی تو کام نہیں دے رہا۔"

"اس معاملہ سے نمٹنے کے لئے تو ابھی ہم کافی لوگ یہاں ہیں۔" پا بولے

"میرا یہ مطلب نہیں" مسٹر بوسٹ بولا "میں کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں چاہتا۔"

"پھر میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" پا نے پوچھا

"میں سوچ رہا تھا۔ یہاں کوئی قانون نہیں، قرض وصول کرنے کا کوئی طریقہ نہیں، کوئی افسر نہیں، کوئی کاؤنٹی نہیں، مگر ہو سکتا ہے کہ پیٹے کو اس کا علم ہی نہ ہو۔"

"او ہو!" پا بولے "تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی ایسے کاغذات بنا دوں جن کی تم اس سے تعمیل کرا سکو۔"

"میرے پاس ایک آدمی ہے جو شیرف کے فرائض انجام دے گا، اور اس سے تعمیل کرائے گا" مسٹر بوسٹ نے کہا۔ ان دونوں کی آنکھیں ٹمٹمائیں۔ مگر دونوں کی ٹمٹماہٹ میں فرق تھا۔ مسٹر بوسٹ کی ٹمٹماہٹ چھوٹی اور کالی تھی، پا کی ٹمٹماہٹ بڑی اور نیلی تھی۔

پا نے ایک زوردار قہقہہ لگایا، اور اپنے زانو پر تھپڑ مارا! "کیا بات ہے! خوش قسمتی سے میرے پاس ججوں کے پہننے والی ایک ٹوپی پڑی ہے۔ میں تمہارے کاغذات تیار کر دوں گا بوسٹ! جاؤ اپنے شیرف کو لے آؤ!"

مسٹر بوسٹ تیز رفتاری سے چلا گیا، اور ما اور لارا نے جلدی جلدی میز صاف کی۔ پا میز کے قریب گئے اور وہاں سرخ لکیروں والے کاغذ کے ایک بڑے شیٹ پر لکھنے لگے۔

"یہ رہا!" وہ انجام کار بولے "یہ اہم دکھائی دیتا ہے۔ اور ختم بھی عین وقت پر ہوا ہے۔"

مسٹر بوسٹ دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ ایک اور آدمی اس کے ساتھ تھا۔ وہ آدمی ایک بڑے اوورکوٹ میں لپٹا تھا، اس نے اپنی ٹوپی کو اپنی آنکھوں پر جھکا رکھا تھا اور اس نے اپنی گردن پر مفلر اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ اس کا منہ اس میں ڈھک گیا تھا۔

"یہ لو شیرف!" پا بولے " ترقی کے اس پروانے کی تعمیل کراؤ" اور زندہ یا مُردہ جوڑی یا روپیہ لے کر واپس آؤ۔ مع مقدمہ کے اس خرچہ کے۔" وہ اس قدر ہنسے کہ ان کا قہقہہ جھونپڑے میں گونجنے لگا۔

پا نے اس ٹوپی اور مفلر کی طرف دیکھا جس نے آدمی کے چہرے کو چھپا رکھا تھا "شیرف بخوش قسمت ہو کہ اس رات بڑی سردی ہے" انھوں نے کہا

جب وہ دونوں آدمی دروازہ بند کر کے چلے گئے تو پا نے ہنسنا بند کر دیا۔ وہ ما سے کہنے لگے "وہ بڑا پیمائش کار ہی تھا۔ کہو تو میں شرط بدنے کو تیار ہوں"۔ انھوں نے اپنی ران پر زور کا ہاتھ مارا اور ایک بار پھر گرجے۔

رات کے وقت مسٹر بوسٹ اور پا کی آواز سن کر لارا جاگ اٹھی۔ دروازے میں مسٹر بوسٹ کہہ رہا تھا میں تمھاری روشنی دیکھ کر رک گیا تاکہ بتا تا چلوں کہ سکیم کامیاب رہی۔ پیٹے اس قدر خوف زدہ تھا کہ وہ روپیہ اور گھوڑوں کی جوڑی، دونوں ہی چیزیں واپس کر دیتا۔ وہ بدمعاش قانون سے ڈرتا بھی ہے۔ انگلنہ یہ رہا تمھارا خرچہ عدالت۔ پیمائش کار تو یہ رقم لیتا نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس سے جو مزاح پیدا ہوا ہے، وہی اس کے لئے کافی ہے"۔

"تم اس کا حصّہ رکھو" پا بولے "میں اپنا لے لوں گا۔ اس عدالت کا وقار برقرار ہی رہنا چاہئے!"

جب مسٹر بوسٹ نے قہقہہ لگایا تو لارا، میری، کیری اور ما، سبھی قہقہہ زار بن گئے۔ ہنسی اُن کے روکے نہ رکتی تھی۔ پا کا قہقہہ تو یوں گونج رہا تھا گویا بڑی بڑی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ ان کے قہقہے سے گرمجوشی اور خوشی ملتی تھی۔ مگر مسٹر بوسٹ کا قہقہہ ہر ایک کو ہنسنے اور قہقہہ لگانے پر مجبور کر دیتا تھا۔

"شی" ما بولیں "گریس جاگ اٹھے گی"

"آپ لوگ ہنس کیوں رہے ہیں؛ بات کیا ہے؟" کیری نے پوچھا۔ وہ سو رہی تھی اور اس نے ابھی ابھی مسٹر بوسٹ کا قہقہہ سُنا تھا

"تم کس بات پر ہنس رہی ہو؟" میری نے اس سے پوچھا

"مسٹر بوسٹ کے قہقہے سے ہنسی آ رہی ہے"۔ کیری نے کہا

صبح کے وقت مسٹر بوسٹ ناشتے پر آیا۔ کیمپ اٹھ چکا تھا، اور اب وہاں اور کوئی اور جگہ نہیں تھی، جہاں کھانے کو مل جاتا۔ پیمائش کار اسی صبح بگھی پر سوار ہو کر مشرق کی طرف چل رہا تھا، اور گھوڑوں کو ہانکنے والا آخری آدمی بھی جا چکا تھا۔ اب مسٹر بوسٹ ہی جانے والوں میں رہ گیا تھا۔ ہاتھ کے ٹھیک ہو جانے تک اسے ابھی وہیں ٹھہرنا تھا کیونکہ اس کے بعد ہی وہ اپنی جوڑی کو ہانک کر لے جا سکتا تھا۔ رات کی سردی کی وجہ سے صبح کو اس کا ہاتھ بہت سخت درد کرنے لگا تھا۔ مگر اس کے باوجود بھی وہ مشرق کے سفر پر چل دیا۔ وہ شادی کرانے آیووا جا رہا تھا۔

"پتہ نہیں، آپ لوگ ساری سردیاں یہاں رہیں گے یا نہیں۔ مگر میں ایلی کو لے کر واپس آؤں گا، اور یہیں ٹھہروں گا۔" اس نے کہا "بشرطیکہ موسم سرما سے پہلے یہ سارا کام مکمل ہو گیا۔"

"بڑی خوشی سے بوسٹ۔ تمہارے آنے سے بہت خوشی ہوگی۔" پا نے کہا۔ ماں بولیں "واقعی ہمیں بیحد خوشی ہوگی۔"

پھر وہ مسٹر بوسٹ کے ویگن کو جاتے دیکھتے رہے، اور مشرق کی طرف لے جانے والے کچے راستے پر ویگن کی دم توڑتی آواز سنتے رہے۔

سارا پریری اب سنسان اور ویران تھا۔ سرد آسمان پر اب تو پرندوں کا کوئی جھنڈ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

جب مسٹر بوسٹ کا ویگن، آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، تو پا اپنی جوڑی اور ویگن دروازے پر لے آئے۔

"آؤ کیرولین!" وہ بولے "ہمارے سوائے اب کیمپ میں اور کوئی نہیں رہا۔ اور آج ہمیں مکان تبدیل کرنا ہے۔"

———:(۵):———

چودھواں باب

پیمائش کاروں کا مکان

کسی چیز کے باندھنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ پیمائش کاروں کا مکان، جھیل کے شمالی کنارے پر، جھونپڑے سے کوئی نصف میل دُور ہی واقع تھا۔ لارا اب جلد از جلد اسے دیکھنے کے لئے بیتاب تھی۔ وہ اب دیر کرنا نہیں چاہتی تھی۔ جب وہ ہر چیز بڑی اچھی طرح سے ویگن میں رکھوا چکی، اور میری، کیری، ما اور گریس اس میں بیٹھ چکیں تو لارا پا سے کہنے لگی "کیوں پا، میں یہاں سے دَوڑ کر آگے نہیں جا سکتی کیا؟"

"لارا اب جوان ہو گئی ہے" ما بولیں "چارلس، آپ سمجھتے نہیں کہ ......"

"اُسے کوئی نقصان نہیں ہونے کا" پا بولے "سارے رستے وہ ہماری نگاہوں ہی میں تو رہیگی جھیل کے کنارے کنارے چلی جاؤ ننھی منّی، اور کسی قسم کی چنتا نہ کرو کیرولین۔ ہم ذرا سی دیر ہی میں وہاں پہنچ جائیں گے۔"

لارا آگے آگے دَوڑنے لگی۔ وُہ ہَوا کو چیرتی، سیدھی دَوڑتی گئی۔ اس کی شال اس کے پیچھے پھڑ پھڑا رہی تھی اور اس میں سے ہَوا گزر کر آ رہی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے اندر خون ہی نہ ہو۔ خنک ہَوا کی وجہ سے سخت سردی لگ رہی تھی، لیکن پھر اسے گرمی محسوس ہونے لگی، نبض تیزی سے چلنے لگی، اور اس کا سانس اس کی چھاتی میں پھڑکنے لگا۔

وہ اس جگہ سے گذر گئی جہاں کیمپ کے اٹھ جانے کے بعد زمین میں گڑھے سے پڑے تھے۔ زمین سخت تھی اور مُردہ گھاس کھردری تھی۔ قرب وجوار میں اور کوئی بھی نہیں تھا۔ ہر کوئی اب تک جا چکا تھا۔ پریری سارے کا سارا وسیع وعریض پریری اور وسیع آسمان اور ہوا، یہ سب بالکل صاف اور آزاد تھے۔

ویگن بھی بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر وہ آ رہا تھا۔ لارا نے مڑ کر دیکھا اور پا نے اُسے دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جب اس نے دوڑنا بند کر دیا تو اُسے گھاسوں میں ہَوا کی آواز سُنائی دی اور جھیل کے کناروں پر

رقصاں لہروں کا گیت سنائی دیا۔ وہ کنارے کے ساتھ ساتھ چھوٹی خشک گھاس پر اچھلنے کودنے لگی۔ وہ اگر چاہتی تو چلا بھی سکتی تھی، شور بھی مچا سکتی تھی۔ وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ زور سے چلائی "یہ ہمارا ہے! یہ سب ہمارا ہے!"

جب وہ چلائی تو گلے میں اُسے یوں لگا جیسے وہ بہت زور سے چلائی تھی مگر ہوا میں اسکی آواز بہت باریک اور کمزور تھی۔ شاید ہوا اس کی آواز کو اڑا لے گئی تھی۔ یا اس سُونے علاقے اور آسمان کا سکوت برہم نہیں ہو رہا تھا۔

پیمائش کاروں کی آمد و رفت کی وجہ سے گھاس میں ان کے جوتوں کے نشان بن گئے تھے اور ان نشانوں نے اچھے خاصے رستے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ لارا کے پاؤں اس راستے کی ہمواری اور نرمی کو محسوس کر رہے تھے۔ لارا نے اپنے سر پر شال اوڑھ رکھی تھی؛ اس نے اپنے شال والا سر نیچے جھکایا اور سُبک روی سے اس راستے کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ وہ تنِ تنہا ہی پیمائش کار کے گھر کو دیکھ کر حظ اٹھانا چاہتی تھی۔

مکان اب اس کے بالکل سامنے تھا۔ یہ ایک بہت بڑا مکان تھا، سچ مچ کا مکان جس کی دو منزلیں تھیں اور جس کی کھڑکیوں میں شیشے لگے تھے۔ اس کے اوپر نیچے کے تختے زرد رنگ کے تھے مگر موسم کے اثر کی وجہ سے ان کا رنگ بھورا ہو رہا تھا۔ اس کی ہر درز کو لکڑی کی پٹیوں سے مضبوط کر دیا گیا تھا۔ پلانے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ دروازے پر چینی کی مٹھیا لگی تھی۔ یہ دروازہ اسارے کی طرف کھلتا تھا جہاں عقبی دروازہ تھا۔

لارا نے دروازہ کھول کر اندر کی طرف جھانکا۔ پھر اس نے اس خمدار نشان کے ساتھ ساتھ دروازہ بند کر دیا جو دروازہ کھولنے اور بند کرنے سے تختے کے فرش پر بن گیا تھا۔ دروازہ بند کر چکنے کے بعد وہ اندر چلی گئی۔ اس مکان کا فرش لکڑی کے تختوں کا تھا۔ پاؤں کے لئے یہ فرش اتنا آرام دہ اور پُرآسائش نہیں تھا جتنا جھونپڑے کا مٹی کا فرش تھا۔ مگر یہاں صفائی کے لئے کوئی زیادہ کام نہیں تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سُونے مکان کی وسعت، انتظار کرنا اور سُننا چاہتی تھی۔ وہ شاید جاننا چاہتی تھی کہ لارا وہاں تھی مگر اس نے اُس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا تھا۔ یہ انتظار کرے گی، اور دیکھے گی۔ اس کی

دیواروں کے ساتھ ٹکراکر ہوا ایک ملول سی آواز پیدا کر رہی تھی جس سے سُونے پن کا احساس ہوتا تھا مگر وہ آواز مکان کے باہر تھی۔ وہ پنجوں کے بل اسارے کی طرف چلی گئی اور اس کی دوسری طرف کا دروازہ کھولا۔

لارا نے سامنے والے کمرے کی طرف دیکھا جو بہت بڑا تھا۔ اندر اس کی تختے کی دیواریں اب بھی زرد تھیں۔ کمرے کی مغربی کھڑکی سے دھوپ فرش پر ترچھی پڑ رہی تھی، وہ بھی زرد رنگ کی تھی۔ سامنے دروازے کے ساتھ مشرق کی طرف جو کھڑکی تھی، اس سے ٹھنڈی روشنی اندر آئی۔ پیمائش کار اپنا چولھا چھوڑ گئے تھے۔ یہ ایک بہت بڑا چولھا تھا۔ اس چولھے سے بھی بڑا جو ماآکو چوں والے آب درے سے لائی تھیں۔ اس کے اوپر چھ ڈھکن تھے اور تنور کے دو دروازے تھے۔ یہ بالکل ٹھیک حالت میں تھا اور اس کا پائپ ٹھیک اپنی جگہ پر نصب تھا۔

اس سے پرے کی دیوار پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تین دروازے تھے۔ وہ سب کے سب بند تھے۔

لارا پنجوں کے بل وسیع فرش پر چلتی ایک دروازے کے پاس پہنچی۔ اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور اس میں ایک مسہری بچھی تھی۔ اس کمرے میں بھی ایک کھڑکی تھی۔

آہستہ سے لارا نے درمیان کا دروازہ کھولا۔ وہ حیران رہ گئی۔ اس کے سامنے ایک سیدھا ڈھلواں زینہ تھا جو اوپر کی طرف چلا گیا تھا۔ یہ زینہ اتنا ہی چوڑا تھا جتنا دروازہ چوڑا تھا۔ اس نے اوپر دیکھا۔ اسے بہت اوپر ایک ترچھی چھت کا اندرونی حصہ دکھائی دیا۔ وہ چند سیڑھیاں اوپر چڑھی۔ سیڑھیوں کے دونوں جانب چھت میں ایک بڑا کمرہ تھا۔ سیڑھیوں کے نیچے جو کمرہ تھا، یہ کمرہ اس سے دوگنا بڑا تھا ہر ڈھلواں دیوار کے آخر میں ایک کھڑکی تھی جس سے چھت کے نیچے ساری سنسان جگہ روشن ہو گئی تھی۔

اس وقت تک وہ تین کمرے دیکھ چکی تھی، اور ابھی ایک دروازہ اور تھا۔ لارا نے خیال کیا کہ وہاں ضرور بہت سے پیمائش کار رہوں گے، تبھی تو انھیں اتنی جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ جتنے بھی مکانوں میں وہ اب تک رہی تھی، یہ مکان اُن سب سے بڑا، بے حد بڑا ہو گا۔

اس نے تیسرا دروازہ کھولا۔ جوش کے عالم میں اس کے مُنھ سے ایک چیخ سی نکل گئی جس نے

"ٹم ٹم" مکان کو چونکا دیا۔ وہاں اس کی آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹا سا اسٹور تھا۔ اس چھوٹے سے کمرے کی دیواروں پر اوپر تک شیلف بنے ہوئے تھے، اور ان شیلفوں پر طشتریاں، کڑاہیاں، برتن، صندوق اور کنستر رکھے ہوئے تھے۔ شیلفوں کے نیچے چاروں طرف لکڑی کے پیپے اور صندوق پڑے تھے۔

پہلا پیپا قریب قریب آٹے سے بھرا تھا۔ دوسرے میں اناج تھا۔ تیسرے کا ڈھکن بہت سخت تھا۔ اس میں چربی کے ٹکڑے، اور بھورے رنگ کے نمک میں لگا گوشت رکھا تھا۔ یہ پیپا بھی بھرا ہوا تھا لارا نے اس سے پہلے ایک ہی وقت میں نمک لگا اتنا گوشت کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لکڑی کا ایک بکس تھا جو مربع شکل کے نمکین کرارے بسکٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک اور بکس نمک لگی مچھلی کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے بھرا تھا۔ خشک سیبوں کا ایک بہت بڑا بکس بھی وہاں تھا۔ دو بوریوں میں آلو بھرے تھے اور ایک دوسری بوری لوبیے سے قریب قریب بھری تھی۔

ویگن دروازے پر آ گیا تھا۔ لارا چلائی، شور مچاتی بھاگ کر باہر آئی "اوہ ما۔ جلدی اندر آؤ اور دیکھو! کتنی ہی چیزیں ہیں ——— اور چھت میں ایک بہت بڑا دروازہ میری! اور ایک چولھا، کرارے بسکٹ، نمکین کرارے بسکٹ!"

ما نے ہر چیز کا جائزہ لیا۔ وہ بہت خوش تھیں "یہ یقیناً بہت اچھی جگہ ہے!" وہ بولیں" اور کتنی صاف ستھری جگہ ہے۔ ہم ایک ہی لمحے میں یہاں سارا سامان لگا سکتے ہیں۔ ذرا جھاڑو تو لاؤ کیری" پا کو چولھا تک تیار نہیں کرنا پڑا تھا۔ انھوں نے ما کا چولھا عقبی دروازے کے باہر اسارے میں رکھ دیا جہاں کوئلہ رکھا تھا۔ پھر، اِدھر پا آگ جلانے میں لگ گئے اور ادھر ان سب نے سامنے کے بڑے کمرے میں میز اور کرسیاں لگا دیں۔ ما نے میری کی جھولا کرسی تنور کے کھلے دروازے کے پاس رکھ دی۔ وہ چولھا بہت اچھا تھا۔ وہ اب تک تپش دے رہا تھا۔ اور گرم کونے میں میری، گریس کو اٹھائے بیٹھی تھی۔ وہ اس کا جی بہلا رہی تھی۔ وہ ایسا اس لئے کر رہی تھی کہ ما، لارا اور کیری کے کام میں کوئی اڑچن پیدا نہ ہونے پائے اور ان کا کام نہ رکنے پائے۔

خواب گاہ میں جو مسہری رکھی تھی، ما نے اس پر بڑا سا بستر بچھا دیا۔ انھوں نے وہاں دیوار میں

لگے کیلوں پر اپنے اور پا کے کپڑے لٹکائے اور انھیں بڑی صفائی کے ساتھ ایک چادر سے ڈھک دیا۔ سیڑھیوں کے اوپر، چھت میں بنے بڑے، کم بلند کمرے میں لارا اور کیری نے وہاں دو مسہریوں پر دو صاف ستھرے بستر بچھائے۔ ایک بستر کیری کے لئے تھا، اور دوسرا لارا اور میری کے لئے۔
پھر وہ اپنے کپڑے اور اپنے صندوق اٹھا کر اوپر لے گئیں۔ انھوں نے کھڑکی کے پاس ڈھلواں چھت پر کپڑے لٹکائے اور اس کے نیچے اپنے صندوق رکھ دیئے۔
اب ہر چیز صاف ستھری تھی۔ پھر وہ کھانا تیار کرنے میں ما کی مدد کے لئے نیچے چلی گئیں۔
پا سامان والا ایک بڑا، کم گہرا بکس لے کر اندر داخل ہوئے۔
"یہ کس لئے ہے چارلس؟" ما نے پوچھا۔ پا بولے "یہ گریس کا پہیّوں والا پلنگ ہے!"
"صرف اسی چیز کی ہی ہمیں ضرورت تھی!" ما بولیں
"اس کے پہلو اتنے اونچے ہیں کہ وہ بڑی اچھی طرح سے، اور پوری حفاظت کے ساتھ اس میں لیٹ سکتی ہے"۔ پا بولے
"اور مزے کی بات یہ کہ کسی بھی چھوٹے پلنگ کی مانند دن کے وقت اسے اپنے پلنگ کے نیچے رکھا جا سکتا ہے" ما بولیں
لارا اور کیری نے سامان والے بکس میں گریس کے لئے ایک چھوٹا سا بستر لگا دیا اور اُسے بڑے پلنگ کے نیچے دھکیل دیا، اور پھر اُسے رات کے لئے باہر نکال لیا۔
شام کا کھانا کیا تھا، اچھی خاصی ضیافت تھی۔ پیمائش کاروں کی خوبصورت اور دلکش طشتریوں نے میز پر ایک بہار پیدا کر دی تھی۔ ایک مرتبان میں پیمائش کار ککڑی کا تھوڑا سا کھٹّا اچار چھوڑ گئے تھے۔ اس اچار اور آگ پر گرم کی گئی بھُنی ہوئی بطخ اور تلے ہوئے آلوؤں نے ایک اور ہی ذائقہ دیا۔
ان چیزوں کو کھا چکنے کے بعد ما، نعمت خانے میں چلی گئیں۔ جب باہر آئیں تو انھوں نے کہا "بھلا بوجھو تو یہ کیا چیز ہے؟"
انھوں نے ہر ایک کے آگے ڈبّہ بند شفتالوؤں کی ایک ایک پلیٹ رکھ دی۔ ساتھ ہی انھوں نے

وہ دو نمکین کرارے بسکٹ بھی رکھ دیئے۔ "ہم ایک جشن منائیں گے" وہ بولیں "پھر سے ایک مکان میں رہنے کی خوشی میں۔"

اتنی بڑی جگہ میں کھانا ایک مزیدار بات تھی، ایک ایسی بڑی جگہ میں جہاں فرش لکڑی کے تختوں کے تھے اور شیشے کی کھڑکیاں باہر رات کی تاریکی کی وجہ سے دھندلی دھندلی چمک رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ انھوں نے نرم، ٹھنڈے شفتالو کھائے اور چمچوں کے ساتھ بڑی احتیاط سے اس کا شیریں سنہری رس پیا۔

پھر جلدی سے طشتریاں اٹھا کر نعمت خانے میں جا کر دھو دی گئیں۔ میز پر جو جوٹھن گر گئی تھی اُسے صاف کیا گیا، سُرخ اور سفید خانوں والا کپڑا بچھایا گیا اور اس کے درمیان میں چمکدار لیمپ رکھ دیا گیا۔ ما گریس کو لے کر جھولا کرسی پر بیٹھ گئیں۔ پا بولے "یہ تو سنگیت کا سا ماحول ہے۔ لارا، ذرا سارنگی کا بکس تو لانا!"

انھوں نے سارنگی کی تاروں کو کسا اور اس کے سُر ٹھیک کیے۔ پھر انھوں نے اس کے گز پر رال لگائی۔ سردیوں کی شامیں پھر آ رہی تھیں۔ جب پا نے سارنگی پر نغمہ چھیڑا۔ انھوں نے ان سب کو اور ان عمدہ دیواروں کو اطمینان بھری نظروں سے دیکھا، جو اُن کے آرام و آسائش کا باعث بنیں گی۔

"مجھے پردوں کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہوگا" ما بولیں۔

پا سارنگی کے اُوپر گز کو رکھ کر ایک لمحہ کے لئے رُکے۔ "کیا تمھیں اتنا احساس بھی نہیں کیرولین کہ ہمارا قریب ترین پڑوسی ساٹھ میل دور مشرق میں ہے، اور ہمارا قریب ترین مغربی پڑوسی چالیس میل دور ہے؟ سردیوں میں تو وہ شاید اور بھی آگے چلے جائیں۔ ہمیں اپنی ہی دنیا بسانی ہے۔ جنگلی ہنسوں کا ایک ہی جھنڈ مجھے آج دکھائی دیا جو بہت بلندی پر بڑی تیزی کے ساتھ اُڑ رہا تھا۔ وہ کسی بھی جھیل پر نہیں رُک رہے تھے! وہ جلدی جلدی جنوب کی طرف جا رہے تھے۔ مجھے تو یوں دکھائی دیتا ہے گویا وہ اس موسم کا آخری جھنڈ ہی تھا۔ دیکھا۔ ہنس تک ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔"

اُن کی سارنگی کا گز، تاروں کے ساتھ چھُوا اور وہ نغمہ الاپنے لگے۔ لارا نے آہستہ آہستہ گانا شروع کر دیا:۔

"ایک رات جب تُند ہوائیں چل رہی تھیں
جنگلی جھاڑیوں والی بنجر زمین پر
نوجوان میری اپنے بچّے کو لئے
اپنے ہی باپ کے دروازے پر کھڑی
چلّا رہی تھی 'خدا کے لئے مجھے اندر آنے دو!
مجھ پر رحم کرو، میں مِنّت کرتی ہوں
نہیں تو میری آغوش میں یہ بچّہ مر جائے گا
اُن ہواؤں سے جو جنگلی جھاڑیوں والی بنجر زمین پر چل رہی ہیں
مگر اس کی چیخیں، باپ کے بہرے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں
کوئی آواز دروازے تک نہ پہنچی
مگر پہرے دار غرّاتے رہے
اور گاؤں کی گھنٹیاں بجتی رہیں
اور ہوائیں چلتی رہیں ......"

پارٹک گئے۔ "یہ گیت کچھ اچھا نہیں!" وہ بولے "میں کیا سوچ رہا تھا! ہاں یہ گانے کے قابل ہے۔"
سارنگی پر ایک نَے اُبھری اور پا گانے لگے۔ لارا، میری اور کیری بھی گانے لگیں، پوری طاقت سے

میں نے اپنے وقتوں میں کچھ سفر کیا ہے
اور کچھ مصیبتیں بھی دیکھی ہیں
مگر ہر ملک میں اپنے ہی ڈھنگے کا چپّو چلانا
کہیں زیادہ تسکین کا باعث بنا
میری خواہشیں بہت ہی کم ہیں۔ مجھے کوئی پروا نہیں
اگر میرا قرض وقت پر لوٹا دیا جائے

میں جھگڑے کو زندگی کے سمندر میں بھگا دیتا ہوں

جب میں اپنے ڈرنگے کا چپّو چلاتا ہوں

اپنے پڑوسی سے اپنی ہی طرح محبت کرو

کسی بھی دُنیا سے تم سفر کر رہے ہو

اور لمحہ بھر کے لئے بھی غم و غصّہ کا اظہار نہ کرو

بلکہ اپنے ڈرنگے کا چپّو چلاؤ!"

"بالکل یہی کچھ ان سردیوں میں ہم کریں گے" پا بولے "اور اس سے پہلے بھی تو ہم کتنی ہی بار ایسا کر چکے ہیں کیوں کیرولین، ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں چارلس!" ما نے اتفاق کیا "اور ہمیں پہلے کبھی اتنی آسائش میسّر نہیں آئی۔"

"جس طرح کسی کمرے میں گھٹی بارش یا سردی سے محفوظ ہوتا ہے، بالکل اسی طرح یہاں ہر چیز محفوظ ہے۔" پا سارنگی کے سُر ٹھیک کرتے ہوتے بولے "میں نے گایوں اور جرڑی کے لئے تھوڑی سی جگہ بنانے کے لئے اصطبل کے ایک کونے میں جئی کی بوریوں کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ ان کے کھانے کو بھی سب کچھ ہے اور پھر وہ گرم رہیں گے اور آرام محسوس کریں گے۔ ہاں ہمارے پاس ہر چیز ہے جس کے لئے ہمیں اظہارِ شکر گزاری کرنا چاہئے۔"

پھر انھوں نے ایک بار اور سارنگی پر نغمہ چھیڑا۔ وہ سارنگی بجاتے ہی رہے۔ البیلے ناچ کی دُھن، شخصی ناچ کی دُھن، پہاڑی ناچ کی دُھن اور ماہیوں کی دُھن۔ ما نے گریس کو اس کے ننھے مُنّے پہیّے دار پلنگ میں لٹایا اور دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ خاموشی کے ساتھ جھولا کرسی پر بیٹھی جھومنے لگیں اور موسیقی سے لطف اٹھانے لگیں۔ ما، میری، لارا اور کیری، ان سب نے خوب سیر ہو کر سنگیت سے لطف اٹھایا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ اب سونے کا وقت ہے۔ یہ ری پوا اس نئے مکان میں یہ ان کی پہلی شام تھی جس کی خوشی میں وہ اپنے آپ ہی جشن منا رہے تھے۔

انجام کار پا نے سارنگی اور گز، سارنگی کے بکس میں رکھ دیے جب انھوں نے بکس کا ڈھکن بند کیا تو کھڑکی سے باہر پھیلی تاریکی کو چیرتی ہوئی ایک لمبی دردناک چیخ کی آواز سنائی دی۔ آواز بہت ہی قریب سے

آئی تھی۔

لارا اچھل کر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ خواب گاہ میں گریس چلّا رہی تھی۔ ما دوڑ کر اُسے تسکین دینے گئیں۔ خوف کی وجہ سے کیری کا چہرہ سفید ہو گیا تھا۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اس کے سفید چہرے پر اس کی بڑی، گول آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"یہ ...... یہ تو محض بھیڑیا ہے کیری" لارا نے کہا

"ہاں۔" پا بولے "لوگ کہیں گے کہ تم نے پہلے کبھی کسی بھیڑیئے کی آواز نہیں سُنی۔ ہاں کیرولین، اصطبل کا دروازہ اچھی طرح بند ہے۔"

پندرھواں باب

آخری شخص کی روانگی

اگلی صبح، سورج چمکا مگر ہوا کہیں زیادہ ٹھنڈی تھی، اور ہوا میں آندھی کا احساس ہوتا تھا۔ پا چشکل کام سے نمٹ کر آ رہے تھے، اور چُولھے پر اپنے ہاتھ سینک رہے تھے۔ اتنی دیر میں ما اور لارا نے میز پر ناشتہ چُن دیا، اور پھر انھیں ویگن کی چُوں چُوں کی آواز سنائی دی۔

یہ ویگن اگلے دروازے کے پاس آ کر رُک گیا۔ گاڑی بان نے زور سے آواز لگائی اور پا باہر اس کے پاس آ گئے۔ لارا کھڑکی میں سے اُن دونوں کو دیکھتی رہی۔ وہ سرد ہوا میں باتیں کر رہے تھے۔

اگلے لمحہ پا واپس آئے اور جلدی جلدی اپنا اوور کوٹ اور بنا انگلیوں کے دستانے پہنے۔ پھر وہ بولے "یہاں ہمارا ایک پڑوسی ہے۔ پچھلی رات مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی ہے۔ بیمار ہے اور بالکل اکیلا ہے۔ میں اب وہاں جا رہا ہوں۔ واپسی پر تمھیں اس کے متعلق پوری تفصیل بتاؤں گا۔"

وہ اجنبی کے ساتھ ویگن پر سوار ہو کر چلے گئے، اور کچھ دیر بعد وہ پیدل ہی لوٹ آئے۔

"خوب سردی ہو رہی ہے" اپنا کوٹ اور بِنا انگلیوں کے دستانے ایک کرسی پر پھینکتے ہوئے وہ بولے
اپنا مفلر اتارنے سے پہلے وہ چولھے کے اوپر جھک گئے تاکہ جسم تاپ سکیں۔ "ایک نیک کام ہوا ہے۔"
"وہ گاڑی بان یہاں سے جانے والوں میں آخری تھا۔ وہ دریائے جِم سے سفر کرتا آیا مگر اُسے
کوئی ذی روح دکھائی نہ دیا۔ لائن کے ساتھ ساتھ ہر شخص جا رہا ہے۔ پچھلی رات جب تاریکی نے اُسے
اپنی آغوش میں لے لیا، اسے ریل کی پٹڑی کے شمال میں کوئی دو میل دور ایک روشنی دکھائی دی، اور وہ
اس خیال سے اس طرف چل دیا کہ رات بھر سونے کے لئے اسے ٹھکانہ مل جائے گا۔
مگر، کیرولین، وہاں اُسے ایک جھونپڑا اور بے یار و مددگار، تن تنہا بوڑھا آدمی دکھائی دیا۔ اُس
کا نام وُڈ ورتھ ہے۔ اسے دق ہے، اور وہ یہاں پریری کی آب و ہوا میں صحتیاب ہونے کے لئے
آیا ہے۔ اس نے ساری گرمیاں یہاں کاٹی ہیں، اور ساری سردیاں بھی وہ یہیں کاٹنے کا ارادہ رکھتا ہے۔
"وہ بڑا نحیف اور کمزور ہے۔ گاڑی بان نے اسے وہاں سے لے جانے کی بہتیری کوشش کی۔ اس
نے اسے بتایا کہ یہ اس کا آخری موقع ہے مگر وُڈ ورتھ جانے پر رضامند نہ ہوا۔ چنانچہ گاڑی بان نے اس صبح
جب ہمارا دھواں دیکھا تو وہ اس خیال سے رُک گیا کہ شاید اُسے کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اس بوڑھے
کو وہاں سے چلے جانے کی ترغیب دے سکے۔
"کیرولین، وہ محض ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا۔ مگر وہ پریری کے میدان ہی میں صحتیاب ہونے کا تہیّہ
کئے ہوئے تھا، اور اسی بات پر اَڑا ہوا تھا۔ اسے ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ اس کی صحت یابی کا یہ ایک
یقینی علاج تھا۔"

"دُنیا بھر سے لوگ پریری کی ہوا کھانے کے لئے آتے ہیں۔" ما بولیں
"ہاں میں جانتا ہوں کیرولین۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ میرا قیاس ہے کہ پریری کے میدان ہی
غالباً واحد چیز ہیں جو دِق اور سِل کے مریضوں کو صحتیاب کر سکتے ہیں۔ مگر کاش کہ تم نے اسے دیکھا ہوتا
کیرولین! وہ تن تنہا اور بالکل بے یار و مددگار یہاں رہنے کے قابل ہی نہیں تھا، ایک ایسی جھونپڑی
میں جہاں اس کا قریبی پڑوسی پندرہ میل کی دوری پر تھا۔ درحقیقت اس کا صحیح ٹھکانا وہ جگہ ہے جہاں

اس کے اپنے لوگ رہتے ہیں۔

"قصہ کوتاہ، گارڈی بان اور میں نے اسے اٹھا کر ویگن میں رکھا، اور اس کا سامان بھی اسی ویگن میں رکھ دیا۔ سچ جانو، جب میں اسے اٹھا کر ویگن میں لے گیا تو وہ وزن میں کیری کے برابر ہی تھا۔ انجام کار، وہ اس بات پر خوش تھا کہ وہ جارہا تھا۔ اس کے رشتہ دار مشرق میں رہتے ہیں، اور انھیں دیکھ کر اسے کہیں زیادہ تسکین حاصل ہوگی۔"

"مگر اتنی سردی میں ویگن کے سفر میں وہ بیچارہ جم جائے گا اور بچ نہیں سکے گا" ما بولیں۔ انھوں نے آگ میں اور کوئلہ ڈال دیا۔

"اس نے گرم کپڑے پہن رکھے ہیں، اور پھر ایک اچھا اوور کوٹ بھی پہن رکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے اسے کمبلوں میں لپیٹ دیا تھا، اور اس کے پاؤں کو گرم رکھنے کی غرض سے جئی کا ایک تھیلا گرم کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ بڑے مزے سے رہے گا۔ گارڈی بان بڑا ہی نیک اور شفیق انسان ہے۔"

اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ وہ بوڑھا آدمی، آخری شخص کے ساتھ جا چکا ہے، لارا کو اس علاقے کے ویرانے پن کا شدید احساس ہوا۔ وسیع عریض دریائے سُو تک پہنچنے میں انھیں دو دن لگیں گے وسیع سُو اور دریائے جم کے درمیان کے سارے راستے میں وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا، ماسوائے پیمائش کار کے اس مکان میں ان لوگوں کے۔

"پا، کیا آپ کو اس صبح بھیڑیئے کے قدموں کے نشان دکھائی دئے تھے؟" لارا نے پوچھا

"ہاں۔ بہت سارے نشان تھے، اصطبل کے چاروں طرف" پا بولے "بڑے بڑے نشان بھی تھے۔ وہ نشان ضرور بڑے بڑے جنگلی بھیڑیوں ہی کے قدموں کے تھے۔ مگر وہ اندر داخل نہ ہو سکے۔ سارے پرندے جنوب کی طرف چلے گئے ہیں، اور ہرن ریل کی پٹڑی پر کام کرنے والے آدمیوں سے خوف زدہ ہو کر چلے گئے تھے۔ لازمی ہے کہ بھیڑیئے بھی یہاں سے چلے ہی جائیں گے۔ وہ ایسی جگہ نہیں ٹھہریں گے جہاں وہ کھانے کے لئے کوئی شکار نہ کر سکتے ہوں۔"

ناشتے کے بعد وہ اصطبل کی طرف گئے اور اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی لارا بھی اپنی شال اوڑھ کر چلی

گئی۔ وہ بھیڑیوں کے قدموں کے نشان دیکھنا چاہتی تھی۔

اس نے اتنے بڑے بڑے اور اس قدر گہرے نشان کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ بھیڑیے ضرور بہت بڑے اور موٹے ہوں گے۔ "جنگلی بھیڑیئے پریری کے سب سے بڑے اور انتہائی خونخوار درندے تھے" پا نے اسے بتایا" بندوق کے بغیر اُن کا مقابلہ کرنے سے مجھے نفرت ہے۔"

وہ بڑے غور سے سارے اصطبل کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ اس بات کی تسلی کر رہے تھے کہ ہر تختے پر بڑی مضبوطی سے کیل لگے ہیں۔ دیواروں کو مضبوط کرنے کی غرض سے وہ اور میخیں لے آئے۔ انھوں نے دروازے پر ایک اور چٹخنی بھی لگا دی" اگر ایک ٹوٹ جائے تو دوسری دروازے کو تھامے رکھے گی"۔ انھوں نے بتایا

برف گرنے لگی تھی۔ لارا نے انھیں میخیں پکڑائیں اور وہ انھیں ہتھوڑے سے ٹھونکنے لگے۔ ہوا تیز اور تند ہوتی جا رہی تھی مگر وہ صاف تھی۔ برف کے شدید طوفان والی ہوا نہیں تھی۔ پھر بھی وہ اتنی یخ بستہ تھی کہ وہ بات نہیں کر سکتے تھے۔

گرم اور آرام دہ مکان میں رات کے کھانے کے وقت پا نے کہا "میرا خیال ہے کہ یہاں سردیاں اتنی بری نہیں ہوں گی۔ یوں دکھائی دیتا ہے جیسے برف قسم کے طوفان مغربی منی سوٹا ہی سے گذرتے ہیں۔ ہم یہاں دور مغرب میں ہیں اور لوگوں کا کہنا ہے کہ تین ڈگری مغرب اتنا ہی اچھا ہے جتنا ایک ڈگری جنوب۔"

کھانے کے بعد وہ سب چولھے کے اردگرد بیٹھ گئے۔ ما' آہستہ آہستہ گریس کو آگے پیچھے جھلاتی رہیں۔ اور لارا، پا کا سارنگی والا بکس لے آئی۔ اب مبارک سردیاں شروع ہو گئی تھیں۔

مرحبا اے جانبازو، جنت مقدس کے دستو!

آؤ ہم مضبوط اور متحد ہو جائیں

اپنی آزادی کی حفاظت کے لئے

بھائیوں کے ایک گروہ کی شکل میں

ہمیں امن اور حفاظت ملے گی

مرحبا کولمبیا کی مبارک سرزمین! (پا نے اپنی سارنگی کی تان پر گایا)

انھوں نے میری کی طرف دیکھا۔ اس کی خوبصورت آنکھیں بے نور اور سُونی سُونی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ باندھے تنور کے پاس بڑی خاموشی سے اپنی جھولا کرسی پر بیٹھی تھیں "تمھیں کونسا گیت سناؤں میری؟"

"میں 'ہائی لینڈ میری' سننا چاہتی ہوں پا۔"

آہستہ آہستہ انھوں نے ایک نظم کی دُھن بجائی "لو میری۔ اب تم گاؤ" انھوں نے کہا اور وہ سب مل کر گانے لگے۔

"اس سبز چھال والے درخت پر کیسی بہار ہے
خاردار جھاڑیوں پر گلابی رنگ کے کتنے ہی پھول کھلے ہیں اور انگور کی شکل کے کتنے ہی سُرخ پھل لگے ہیں
ان کی مہکتی چھاؤں میں
میں نے اسے اپنی چھاتی کے ساتھ لگا لیا
فرشتے کے پروں پر سوار سنہری گھنٹے
میرے اور میری محبوبہ کے اوپر سے گزرے
وہ میری روشنی تھی میری زندگی تھی
میری شیریں ہائی لینڈ میری!"

"بڑا اچھا گیت ہے" میری نے اس وقت کہا جب اس کی آخری دُھن ختم ہوئی
"یہ اچھا ہے مگر کربناک ہے" لارا بولی "مجھے تو 'دیا ہے رائی' والا گانا پسند ہے۔"
"میں اسے بجاؤں گا۔ مگر میں گیت اکیلے ہی نہیں گاؤں گا" پا بولے۔ "یہ بات کچھ اچھی نہیں لگتی کہ ساری تفریح میں ہی کرتا رہوں۔"

چنانچہ وہ سب بڑی زندہ دلی سے مسرت آگیں گیت گانے لگے۔ لارا اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ درحقیقت یہ بتانا

چاہتی تھی کہ وہ ایک آب درے کے پار بکھر رہی تھی مگر درحقیقت اس نے اپنے لہنگے ٹخنوں سے اوپر اٹھا رکھے تھے اور وہ اپنے کندھے میں منھ دیئے ہنس رہی تھی اور گا رہی تھی۔

"محبوبہ اُلکا کے بچے ہیں
مجھ سے میرا حال پوچھتے ہیں
اور پھر مجھ پر ہنستے بھی ہیں
جب وہ دریلئے رائی میں سے آتے ہیں۔"

پا کی سارنگی پر ایک چھوٹی پُرمسرت سی دُھن ابھری اور وہ گانے لگے:

"میں ہارس میرینز کا کیپٹن جنکس ہوں
میں غلّے اور لوبیے سے اپنے گھوڑے کی پرورش کرتا ہوں
اور میں اکثر اپنی چادر سے زیادہ پاؤں پسار لیتا ہوں
نوجوان لڑکیوں سے معاشقہ کرنے کے لئے
کیونکہ میں ہارس میرینز کا کیپٹن جنکس ہوں
میں فوج میں کیپٹن ہوں"

پا نے لارا کی طرف دیکھ کر سر ہلایا اور وہ سارنگی کے ساتھ گاتی رہی:

"میں میڈیسن سکوائر کی مسز جنکس ہوں
میں اچھے کپڑے پہنتی ہوں اور بالوں کو گھونگرواں بناتی ہوں
کیپٹن روتا دھوتا ہی رہا
اور انھوں نے اُسے دھکے دے کر فوج سے نکال دیا۔"

"لارا!" ما بولیں "چارلس، اس قسم کے گانے لڑکیوں کو تو نہیں گانے چاہئیں۔ کیا آپ کے خیال میں یہ گانا لڑکیوں کے گانے کے قابل ہے؟"

"اس نے بہت اچھی طرح گایا ہے" پا بولے "کیری، اب تمھیں بھی اپنا حق ادا کرنا چاہیے۔ یہاں لارا

کے ساتھ آجاؤ اور دیکھو کہ تم کہاں تک اپنا حق ادا کر سکتی ہو۔"

انھوں نے دونوں لڑکیوں کو بتایا کہ انھیں کس طرح ہاتھ پکڑ کر پولک ناچ کی دھن کے مطابق قدم اٹھانے چاہییں۔ پھر اس نے سارنگی پر دھن چھیڑی، اور وہ دونوں اس دھن پہ ناچنے لگیں جبکہ پا گاتے رہے:

"پہلے ایڑی اور پھر پنجہ

اس طرح قدم اٹھاؤ

پہلے ایڑی اور پھر پنجہ

اس طرح قدم اٹھاؤ

پہلے ...... ایڑی ...... اور ...... پھر ..... پنجہ ......"

پا جلدی جلدی دھن بجانے لگے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ بھی جلدی جلدی ناچنے لگیں، ان کے قدموں کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی گئی، کبھی آگے، کبھی پیچھے، کبھی گھوم کے، اور پھر واپس، یہاں تک کہ ان کا سانس پھول گیا اور ناچنے اور ہنستے رہنے کی وجہ سے ان کا بدن گرم ہو گیا۔

"اور اب" پا بولے" اب ذرا والز ناچ کی مشق کرو۔" اور پھر موسیقی، لمبی رواں لہروں کی شکل میں شروع ہو گئی "ذرا موسیقی کی لہروں پر تیرو" پا نے آہستہ سے نغمگی انداز میں ان سے کہا " ذرا موسیقی کی لہروں پر تیرو، آہستہ آہستہ سبک رفتاری سے دبے دبے پاؤں چلو اور مڑ جاؤ۔"

لارا اور کیری کمرے کے اس سرے سے اس سرے تک والز ناچ ناچتی رہیں۔ وہ واپس آتی اور کمرے کا چکر کاٹتی رہیں۔ اس دوران میں گریس، ما کی گودی میں بیٹھی، اپنی گول گول آنکھوں سے دیکھتی رہی اور میری خاموشی سے موسیقی اور رقصاں پاؤں سے اٹھنے والی آواز کو سنتی رہی۔

"خوب۔ خوب۔ لڑکیو۔ بہت عمدہ" پا بولے" ان سردیوں میں تمہیں زیادہ سے زیادہ یہ ناچ ناچنا چاہیئے اب تم بڑی ہو رہی ہو، اور تمھارے لیے رقص ضروری ہے۔ تم دونوں اچھی رقاصائیں بننے والی ہو۔"

"اوہ۔ پا مگر آپ نے بربند کیوں کر دیا!" لارا چلائی

"سونے کا وقت کب کا ہو چکا ہے" پا بولے" اور ابھی تو موسم بہار سے پہلے کتنی ہی طویل، خوشگوار شامیں

ویسی آئیں گی۔"

جب لارا نے دروازہ کھولا تو سیڑھیوں کے نیچے سے بڑی سخت ٹھنڈی ہوا آئی۔ وہ روشن لیمپ اٹھائے جلدی جلدی سیڑھیاں طے کرنے لگی۔ اس کے پیچھے پیچھے میری اور کیری بھی جلدی جلدی چڑھنے لگیں۔ چولھے کے پاس جو پائپ نصب تھا، وہ نچلے کمرے سے ہوکر اوپر جاتا تھا۔ اس پائپ کے ارد گرد کی جگہ کچھ گرم تھی۔ اس کے قریب ہی انھوں نے کپڑے اُتارے، اور اپنی کپکپاتی انگلیوں سے، فلالین کے زیر جاموں کے اوپر رات کو پہننے والے لہنگے پہن لیے۔ باتیں کرتی، وہ اپنے یخ بستہ بستروں میں گھس گئیں اور لارا نے پھونک مار کر لیمپ بجھا دیا۔

اندھیرے میں وہ اور میری ایک دوسری کے ساتھ چمٹ گئیں، اور آہستہ آہستہ کمبل گرم ہو گئے اور ان کی یخ بستگی ختم ہو گئی۔ سارے مکان پر رات کی خنکی چھائی تھی، اور سوائے سائیں سائیں کرتی ہوا کے، اس میں اور کچھ بھی نہیں تھا۔

"میری!" لارا نے سرگوشی کی "میرا قیاس ہے کہ بھیڑیے یہاں سے چلے گئے ہیں۔ ان کی کوئی چیخ سنائی نہیں دی۔ تمھیں سنائی دی ہے کیا؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ چلے گئے ہیں۔" میری نے اونگھتے ہوئے کہا۔

سولھواں باب

سردیوں کے دن

موسم میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ رود بیلی جھیل منجمد ہو گئی تھی۔ برف گر رہی تھی مگر ہوا اُسے ہمیشہ ہی صاف کر دیتی تھی۔ وہ اُسے گھسیٹ کر دلدل کی لمبی گھاسوں میں لے جاتی اور کم بلند کناروں پر لہروں کے سپرد کر دیتی تھی۔ سارا پریری برف کی وجہ سے سفید تھا۔ وہاں برف کے سوا کوئی چیز حرکت نہیں کرتی تھی اور بے پایاں خاموشی میں جو واحد آواز سنائی دیتی، وہ ہوا کی سائیں سائیں کی آواز تھی۔

آرام دہ مکان میں لارا اور کیری، گھر کے کام کاج میں ما کا ہاتھ بٹاتیں، اور گریس کھیلتی رہتی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی، ڈگمگاتی بڑے کمرے میں ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی۔ جب بھی وہ کھیلتے کھیلتے تھک جاتی' وہ اچھل کر میری کی گودی میں چڑھ جاتی کیونکہ وہی سب سے زیادہ گرم جگہ تھی۔ وہ اسے کہانی بھی سناتی تھی' اور کہانیاں سنتے سنتے گریس سو جاتی۔ پھر ما' اسے چولھے کے قریب پہیے دار پلنگ پر لٹا دیتیں' اور تینوں میں وہ سب بٹائی' سلائی اور سوزن کاری میں لگ جاتیں۔

پا چھوٹے موٹے کام کرتے اور پھندے کی ڈوری کے ساتھ ساتھ چلنے لگتے جو انھوں نے عظیم دلدل کے کنارے کے ساتھ ساتھ بچھا رکھا تھا۔ پسارے میں وہ اودبلاؤں' نیستانی گرگوں اور چھچھوندروں کی کھالیں اُتارتے اور پوستینیں' سوکھنے کے لئے تختوں پر پھیلا دیتے۔

پریری اس قدر ویران تھا' اور ہوا اتنی ٹھنڈی تھی کہ میری بالکل ہی باہر نہ نکلی۔ اسے خوشگوار گرم مکان میں خوشی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے یکساں بخیئے کرنا کہیں زیادہ پسند تھا۔ لارا اسے سوئی میں دھاگہ ڈال دیتی تھی۔ شام کے دھندلکے میں بھی میری اپنی سلائی کو نہیں چھوڑتی تھی۔ وہ لارا سے کہتی "میں اس وقت بھی سی سکتی ہوں جب مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ میں اپنی انگلیوں سے دیکھتی ہوں۔"

"تم مجھ سے بدرجہا بہتر سلائی کر لیتی ہو" لارا نے اس سے کہا "تم ہمیشہ ہی ایسا کر لیتی تھیں۔"

سلائی سے جتنی خوشی میری کو ہوتی تھی' لارا کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی تھی۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ خوشگوار دوپہروں کو چکر کھانا' بخیئے مارنا اور باتیں کرنا' لارا کو بھی پسند تھا۔ اکثر وہ گھر میں بے چین ہو اٹھتی۔ پھر وہ کھڑکی کھڑکی چلتی۔ برف کے گالوں کو دیکھتی اور ہوا کی سائیں سائیں سنتی' یہاں تک کہ ما' آہستہ سے کہہ اٹھتیں "سمجھ نہیں آتا، تمھیں کیا ہو گیا ہے لارا؟"

کتنی ہی سردی کیوں نہ ہوتی' سورج چمکتا' تو لارا کے لئے باہر جانا ضروری ہوتا تھا۔ ما سے اجازت لینے کے بعد وہ اور کیری کوٹوں اور ہڈوں میں لپٹی' جوتے اور بنا انگلیوں کے دستانے پہنے اور مفلر لپیٹے روپہلی جھیل پہ پھسلنے لگتیں۔ وہ پہلے ایک پاؤں پر پھسلتیں' پھر دوسرے پاؤں پر' درمیان میں تھوڑا تھوڑا دوڑنے لگتیں' اور پھر آگے پیچھے پھسلنے لگتیں' یہاں تک کہ ان کا سانس پھول جاتا اور پھسلتے پھسلتے اور ہنستے ہنستے

وہ گرمی سی محسوس کرنے لگتیں۔

وہ کتنے شاندار اور فرحت بخش دن تھے جب وہ شدید سردی میں باہر جاتی تھیں۔ پھر جب وہ گرم اور بند مکان میں واپس آتی تھیں تو کتنا مزہ آتا تھا، اور شام کا کھانا کھانے میں کتنا لطف محسوس ہوتا تھا، موسیقی گانے اور ناچ کی ساری شام لارا کتنی مسرور ہوتی تھی!

ایک طوفانی دن کو پا، ایک چوڑا مربع شکل کا تختہ لے کر اندر چولھے کے پاس آگئے۔ اپنی پنسل سے انھوں نے ایک سادہ حاشیے کے اندر چھوٹے چھوٹے مربعوں میں نشان لگا دیئے۔

"یہ کیا بنا رہے ہو پا؟" لارا نے پوچھا، اور انھوں نے جواب دیا "بس دیکھتی رہو"

انھوں نے آگ کریدنے والی سلاخ کو چولھے میں لال سرخ کیا، اور پھر اس دہکتی سلاخ سے انھوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ ہر متبادل چھوٹے مربع کو جلا کر سیاہ کر دیا۔

"کوئی خاص چیز ہی ہے پا۔" لارا نے کہا

"بڑی ہوشیار بن رہی ہو" پا نے کہا۔ لڑکیوں کو للچاتے ہوئے وہ وہیں بیٹھے لکڑی کو چھیلتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے لکڑی کے چھوٹے چھوٹے چوبیس مربعے بنا ڈالے۔ ان میں سے آدھے مربعے انھوں نے گرم چولھے پر رکھ دیئے اور انھیں الٹتے پلٹتے رہے یہاں تک کہ وہ بالکل کالے سیاہ ہو گئے۔

پھر انھوں نے ان مربعوں کو تختے والے مربعوں میں ترتیب سے رکھا اور تختے کو اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔

"اب لارا!" انھوں نے کہا

"اب کیا؟" لارا بولی

"یہ شطرنج کے مہرے ہیں اور یہ بساط شطرنج ہے۔ اپنی کرسی کھینچو، اور میں تمھیں بتاؤں گا کہ شطرنج کس طرح کھیلا جاتا ہے۔"

وہ اتنی اچھی طرح سیکھ گئی تھی کہ طوفان کے ختم ہونے سے پہلے اس نے ایک بازی میں پا کو ہرا دیا تھا مگر اس کے بعد وہ اس قدر حدِ اعتدال سے بڑھ کر نہیں کھیلے۔ ما نے کھیل میں زیادہ دلچسپی نہ لی۔ نہ ہی کیری نے اس طرف توجہ دی۔ چنانچہ ایک بازی کے بعد پا ہمیشہ تختے کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے۔

"یہ ایک خود غرضانہ کھیل ہے" وہ بولے "کیونکہ صرف دو ہی کھلاڑی کھیل سکتے ہیں۔ ننھی منی، ذرا سارنگی تو لاؤ۔"

———:(※):———

ستر ھواں باب

رُوپہلی جھیل پر بھیڑیئے

ایک رات ایسی آئی جب چاند کی روشنی بڑی صاف اور روپہلی تھی۔ زمین پر سفیدی کا لامتناہی سلسلہ دکھائی دیتا تھا اور ہوا ساکن تھی۔

ہر کھڑکی سے برف سے ڈھکی، روشنی میں چمکتی سفید دُنیا دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اُوپر جھکا ہوا آسمان روشن تھا۔ لارا کا کسی کام میں جی نہ لگ رہا تھا۔ وہ کھیلنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے پاپا کی سارنگی کا گیت بھی نہیں سُنا تھا۔ وہ رقص کرنا نہیں چاہتی تھی۔ البتہ وہ یہ ضرور محسوس کرتی تھی کہ اُسے تیز رفتاری کے ساتھ باہر چلے جانا چاہیئے۔ وہ ضرور کہیں نہ کہیں چلی جانا چاہتی تھی۔

دفعتًا وہ جوش سے چلا اٹھی "کیری! آؤ باہر چل کر برف پر پھسلیں!"

"رات کے وقت، لارا؟" ما حیران تھیں۔

"بہت روشنی ہے باہر" لارا نے جواب دیا "جیسے دن کے وقت ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے کیرولین" پا بولے "خطرے کی کوئی بات نہیں۔ البتہ انھیں جلد ہی لَوٹ آنا چاہیئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سردی میں اکڑ ہی جائیں۔"

چنانچہ ما نے اُن سے کہا "جاؤ۔ مگر جلد لَوٹ کر آنا۔ زیادہ دیر تک نہ ٹھہرنا۔ ورنہ یخ ہو جاؤ گی۔"

لارا اور کیری نے اپنے کوٹ، ہڈ اور بنا انگلیوں کے دستانے پہنے۔ اُن کے جوتے نئے تھے اور اُن کے تلے موٹے تھے۔ ما نے کتی ہوئی اُون سے اُن کی جرابیں بن دی تھیں۔ ان کے سُرخ فلالین کے زیر جامے ان کے گھٹنوں

تک آتے تھے اور جرابوں کے اردگرد ایک گرم پٹی میں ان کے بٹن لگے تھے۔ ان کے ملالین کے پیٹی کوٹ موٹے اور گرم تھے اور ان کے کپڑے اور اُن کے کوٹ اُونی تھے۔ ان کے ہڈ اور مفلر بھی اُون کے تھے۔

جب وہ گرم، آرام دہ مکان سے باہر نکلیں تو ہوا میں خنکی تھی۔ کم بلند پہاڑی سے نیچے اصطبلوں کی طرف جانے والے برف سے اَٹے راستے پر انھوں نے دوڑ لگائی۔ پھر وہ اس راستے کے ساتھ ساتھ ہولیں جو گھوڑوں اور گاڑیوں کے چلنے سے اس وقت بن گیا تھا۔ جب پا، انھیں برف میں سے گذارتے ایک سُوراخ کے پاس پانی میں سے لے جاتے تھے۔ پا نے جھیل کی برف کو کاٹ کر یہ سُوراخ بنا لیا تھا۔

"ہمیں پانی کے اس شگاف کے قریب نہیں جانا چاہیے۔" لارا نے کہا، اور وہ کیری کو جھیل کے کنارے کے ساتھ ساتھ لے گئی، یہاں تک کہ وہ اس سے بہت دُور نکل گئیں۔ پھر وہ رُک گئیں اور انھوں نے رُک کر رات کا جائزہ لیا۔

رات اتنی حسین تھی کہ خوشی کے عالم میں وہ سانس تک نہیں لے پاتی تھیں۔ بڑا گول چاند آسمان پر لٹک رہا تھا اور اس کی تابندگی، سیمیں دُنیا کو منور کر رہی تھی۔ ہر سمت میں دور، بہت دور تک پھیلا ہوا بے حس و حرکت چپٹا بن یوں چمک رہا تھا گویا وہ کسی ہلکی روشنی کا بنا ہو۔ درمیان میں، تاریک، ہموار جھیل تھی جو چاند کی چاندنی میں چمک رہی تھی۔ ہوا برف کو اُڑا کر دلدل کی طرف لے گئی تھی جس کی وجہ سے لمبی گھاس تاریکی میں ڈوبی دکھائی دے رہی تھی۔

اصطبل، کنارے کے قریب چٹان پر تھا، تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کم بلند پہاڑی پر پیمائش کلرڈں کا تاریک چھوٹا گھر کھڑا تھا جس کی کھڑکی سے زرد روشنی، اس کی تاریکی میں ٹمٹما رہی تھی۔

"کتنا سکوت ہے" کیری نے سرگوشی کی "ذرا سنو تو کہ کتنی خاموشی ہے۔"

لارا کا دل، خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا وہ اپنے آپ کو وسیع و عریض زمین، دُور تک پھیلے آسمان اور تابندہ چاندنی کا ایک حصّہ محسوس کرنے لگی۔ وہ اُڑنا چاہتی تھی۔ مگر کیری بالکل ننھی مُنّی اور قریب قریب خوفزدہ تھی۔ چنانچہ اس نے کیری کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا "آؤ برف پر پھسلیں۔ آؤ، دوڑو!"

ہاتھوں میں ہاتھ دیئے، وہ تھوڑی دُور تک دوڑیں۔ پھر پہلے اپنے دائیں پاؤں کے بل، وہ ہموار برف پر

کھسلنے لگیں۔ جتنی تیزی سے وہ دوڑی تھیں، اس سے کہیں زیادہ تیزی سے وہ پھسل رہی تھیں۔

"ہمارا کی چاندنی میں کیری! ہمیں چاند کی روشنی کے ساتھ ساتھ والے حصّہ پر پھسلنا چاہیئے۔"

لارا چلاّئی

اور وہ چاند کی رپہلی چمکتی روشنی میں بار بار دوڑنے اور پھسلنے لگیں۔ وہ ساحل سے دُور، بہت دُور دوسری جانب نکل گئیں جہاں جھیل کا کنارہ زیادہ اونچا تھا۔

وہ اس طرح جھپٹ رہی تھیں گویا اُڑ رہی ہوں۔ اگر کیری کا توازن بگڑ جاتا، تو لارا اُسے ٹھیک کر دیتی اگر لارا متزلزل ہونے لگتی تو کیری کا ہاتھ اُسے سنبھلنے میں مدد دیتا۔

دُور کنارے کے قریب، اونچے کنارے کی پرچھائیں میں وہ رُک گئیں۔ کسی چیز نے لارا کو کنارے کے اوپر والے حصّے کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

اور وہاں چاند کی چاندنی میں ایک بہت بڑا کالا بھیڑیا کھڑا تھا!

وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہوا کی وجہ سے اس کی سمور ہل رہی تھی اور چاندنی اس کے اندر اور باہر دوڑتی نظر آ رہی تھی۔

چلو واپس چلیں" لارا نے جلدی سے مڑتے اور کیری کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا" میں تم سے بھی تیز دوڑ سکتی ہوں۔

اس سے جہاں تک ممکن ہو، وہ جلدی جلدی دوڑنے، پھسلنے اور پھر دوڑنے لگی مگر کیری کے ساتھ ہی رہی۔

"میں نے بھی اسے دیکھا تھا" کیری نے ہانپتے ہوئے کہا "وہ بھیڑیا تھا کیا؟"

"باتیں نہ کرو!" لارا نے جواب دیا "جلدی سے بھاگ نکلو!"

لارا کو برف پر پھسلتے اور دوڑتے پاؤں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس نے اپنے پیچھے کسی آواز کو سننے کی کوشش کی مگر وہاں کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ پھر وہ بنا کوئی بات کئے، دوڑنے اور پھسلنے لگیں یہاں تک کہ وہ اس راستے پر آ گئیں جہاں برف میں شگاف تھا۔ جب وہ اس راستے پر دوڑیں تو لارا نے پیچھے پلٹ کر دیکھا مگر

اسے جھیل پر اور اس سے پرے کنارے پر کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔

لارا اور کیری نے دوڑنا بند کر دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی پہاڑی پر چڑھ گئیں جہاں مکان تھا، وہ پچھلا دروازہ کھول کر دوڑتی بھاگتی اسٹاسے میں چلی گئیں۔ اُسارے میں سے بھاگتی وہ بگولے کی مانند دروازے میں سے گزر کر سامنے والے کمرے میں آگئیں، اور دروازے کو زور سے بند کر دیا۔ پھر اس کے سہارے کھڑی ہو کر وہ ہانپنے لگیں۔

پا، اُچھل کر کھڑے ہو گئے "کیا بات ہے؟" انھوں نے پوچھا "خوف زدہ کیوں ہو؟"

"کیوں لارا، وہ بھیڑیا تھا کیا؟" کیری نے ہانپتے ہوئے پوچھا

"وہ بھیڑیا تھا، پا!" اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑا، بہت بڑا بھیڑیا! اور مجھے ڈر لگتا تھا کہ کیری اتنی تیزی سے نہیں بھاگ سکے گی، مگر وہ کافی تیزی سے بھاگی۔"

"ہاں میرا خیال ہے کہ وہ ضرور تیزی سے بھاگی ہو گی" پا بولے "مگر وہ بھیڑیا ہے کہاں؟"

"خدا معلوم۔ چلا گیا ہے" لارا نے انھیں بتایا

ما نے انھیں کپڑے اتارنے میں مدد دی "بیٹھ جاؤ اور آرام کرو! تم سب کا سانس پھولا ہوا ہے۔" وہ بولیں

"بھیڑیا تھا کہاں؟" پا جاننا چاہتے تھے۔

"اوپر، کنارے پر" کیری بولی اور لارا نے مزید کہا "جھیل کے پار اونچا کنارہ"

"کیا تم لڑکیاں، عین وہاں تک چلی گئی تھیں؟" پا نے حیرانی سے پوچھا "اور پھر جب تم نے اسے دیکھا تو سارا راستہ دوڑتی ہوئی آئیں! مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں تھا کہ تم اتنی دُور تک چلی جاؤ گی۔ آدھ میل سے کیا کم ہو گا۔"

"ہم چاند کی چاندنی کے ساتھ ساتھ چلتی گئیں۔" لارا نے انھیں بتایا۔ پا نے بڑی حیرت سے اسکی طرف دیکھا "ہوں۔" وہ بولے "میرا خیال تھا کہ بھیڑیئے جا چکے تھے۔ یہ میری ہی لاپروائی تھی۔ میں کل ہی ان کا شکار کروں گا۔"

میری خاموشی سے بیٹھی تھی مگر اس کے چہرے کی رنگت سفید تھی۔ "اوہ لڑکیو" وہ قریب قریب سرگوشی کے

انداز میں بولی "اگر وہ تمھیں پکڑ لیتا تو!"

پھر وہ سب خاموش بیٹھ گئے اور لارا اور کیری سستانے لگیں۔

لارا اس بات سے خوش تھی کہ وہ خیریت سے گرم کمرے میں آگئی تھی، اور ویران، سُونا پریری، کمرے سے باہر رہ گیا تھا۔ اگر کیری کو کچھ ہو جاتا تو یہ اسی کا قصور سمجھا جاتا کیونکہ وہ اسے اتنی دُور جھیل کے پار لے گئی تھی۔

مگر کچھ نہیں ہوا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بڑا بھیڑیا دکھائی دے رہا ہے۔ چاندنی، اس کی سمور پر پڑ رہی تھی، اور ہوا سمور پر پڑنے والی چاندنی کو بے ترتیب کر رہی تھی۔

"پا!" وہ بڑی آہستگی سے بولی

"کیوں لارا؟" پا بولے

"میں چاہتی ہوں کہ آپ بھیڑیئے کو کبھی نہ پا سکیں" لارا بولی

"مگر وہ کیوں؟" ما نے حیرانی کے عالم میں پوچھا

"کیونکہ اس نے ہمارا بچھا نہیں کیا تھا" لارا نے ما کو بتایا

بھیڑیئے کی ایک لمبی، وحشی آواز اُبھری اور باہر پھیلی ہوئی گہری خاموشی میں وہ آواز مدھم پڑ گئی۔

جواب میں ایک اور بھیڑیئے کی آواز اُبھری، اور پھر خاموشی چھا گئی۔

لارا کا دل پھڑپھڑانے لگا، اور اس نے اپنے پاؤں اینٹھ لئے۔ وہ اس بات پر خاموش تھی کہ ما کا آرام بخش ہاتھ، اس کے بازو پر تھا۔

"بیچاری لڑکی! تم تو کسی جادوگرنی کی مانند بے چین اور پریشان ہو" ما آہستہ سے بولیں۔

ما نے چولھے کے پیچھے سے، کپڑے کی استری کرنے والا ایک گرم لوہا، اچھی طرح سے کپڑے میں لپیٹ کر کیری کو دیا۔

"سونے کا وقت ہو چکا ہے"۔ وہ بولیں "یہ تو گرم لوہا۔ اس سے تمھارے پاؤں گرم رہیں گے"

"اور یہ تمھارے لئے ہے لارا"۔ انھوں نے ایک اور گرم لوہا کپڑے میں لپیٹتے ہوئے کہا "ذرا اسے بالکل

درمیان میں رکھنا تاکہ میری کے پاؤں بھی گرم رہ سکیں۔"

جب لارا نے سیڑھیوں کا دروازہ بند کیا' اس وقت 'پا' بڑی سنجیدگی سے 'ما' کے ساتھ باتیں کر رہے تھے مگر لارا اُن کی باتیں نہ سُن سکی کیونکہ اس کے کان بج رہے تھے۔

اٹھارھواں باب

پا کو زمین مِل گئی

اگلی صبح ناشتہ کے بعد پا اپنی بندوق اٹھا کر باہر نکل گئے۔ اس صبح کے دوران لارا کسی گولی کی آواز سُننی رہی مگر وہ یہ آواز سُننا نہیں چاہتی تھی۔ ساری صبح وہ اس بڑے بھیڑیئے کا خیال کرتی رہی جو بڑی خاموشی کے ساتھ چاند کی چاندنی میں بیٹھا تھا اور جس کی سوتی سمورہ چاندنی میں چمک رہی تھی۔

کھانے کا وقت کب کا ہو چکا تھا' مگر پا ابھی نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں دوپہر کو واپس آئے اور انھوں نے اُسارے میں اپنے پاؤں کو زور سے زمین پر مار کر برف جھاڑی۔ وہ اندر آئے اور اپنی بندوق دیوار پر رکھ دی۔ انھوں نے اپنی ٹوپی اور کوٹ بھی علیحدہ علیحدہ کیلوں پر لٹکا دئے۔ انھوں نے بنا انگلیوں کے اپنے دستانے چولھے کے پچھلے حصّہ میں ایک ڈوری کے ساتھ انگوٹھوں کے بل لٹکا دئے۔ پھر انھوں نے بنچ پر رکھی چلمچی میں ہاتھ منھ دھویا' اور اس کے اوپر لٹکتے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے سر کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی کی۔

"مجھے افسوس ہے کیرولین کہ تم سب کو اتنی دیر تک کھانے پر منتظر رکھا۔" وہ بولے "مجھے توقع سے زیادہ ہی وقت لگا۔ میں جہاں تک جانے کا ارادہ رکھتا تھا' اس سے بھی کہیں آگے نکل گیا تھا۔"

"کوئی بات نہیں چارلس۔ میں نے کھانا گرم ہی رکھا ہوا ہے" 'ما' نے جواب دیا "لڑکیو' میز پر چلی آؤ تاکہ پا کو انتظار نہ کرنا پڑے۔"

"آپ کہاں تک گئے تھے پا؟" میری نے پوچھا

"دس میل سے بھی زیادہ دُور۔" پا بولے "میں ان بھیڑیوں کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔

"آپ کو بھیڑیا نظر آیا تھا پا؟" کیری پوچھنا چاہتی تھی۔ لارا کچھ نہ بولی۔

پا کیری کی باتوں پر مسکرا دیے اور کہنے لگے "اب یہ وقت سوالوں کا نہیں۔ میں تمھیں خود ہی سب کچھ بتا دوں گا۔ میں جھیل کے پار، قدموں کے ان نشانوں کے پیچھے پیچھے چلا گیا جو کل رات تم لڑکیوں نے بنائے تھے اور بتاؤ تو بھلا کہ اس اونچے کنارے پر میں نے کیا دیکھا جہاں تمھیں بھیڑیا دکھائی دیا تھا؟"

"آپ نے بھیڑیے کو دیکھا" کیری نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا۔ لارا اب بھی کچھ نہ بولی۔ کھانا اس کے گلے میں پھنس گیا تھا، اور اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ چھوٹا سا نوالہ بھی حلق سے اتار نہیں سکتی تھی۔

"میں نے بھیڑیے کی کچھار بھی" پا بولے "بھیڑیوں کے پاؤں کے نشان اتنے بڑے بڑے تھے کہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے تھے۔ لڑکیو! وہاں پچھلی رات اس کچھار میں دو بڑے بڑے بھیڑیے تھے۔"

میری اور کیری کا سانس پھول گیا۔ ما بولیں "چارلس!"

"اب ڈرنے کی کوئی بات نہیں" پا نے لڑکیوں کو بتایا "مگر تم نے کیا یہ تھا کہ سیدھی بھیڑیوں کی کچھار تک چلی گئی تھیں، اور بھیڑیے وہاں موجود تھے۔"

"اُن کے قدموں کے نشان تازہ تھے۔ یہ سارے نشان اتنے واضح تھے کہ پتہ چل جاتا تھا کہ وہ کیا کر رہے تھے۔ یہ ایک پُرانی کچھار ہے اور ان کے قد سے تو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی نوعمر بھیڑیے نہیں۔ میں تو کہوں گا کہ وہ چند سالوں سے وہاں رہ رہے تھے۔ البتہ ان سردیوں میں وہ یہاں نہیں رہے تھے۔

"وہ کل شام کسی وقت شمال مغرب سے آئے اور سیدھے اس کچھار کی طرف چلے گئے۔ اور شاید صبح تک اس کے اندر اور باہر چکر لگاتے رہے۔ میں وہاں سے ان کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے پیچھے چلتا، نیچے عظیم دلدل کے ساتھ ساتھ ہوتا، جنوب مغرب میں پھیلے پریری کے میدان تک چلا گیا۔

جس وقت وہ پرانی کچھار سے روانہ ہوئے، وہ بالکل نہیں رکے۔ وہ پہلو بہ پہلو آہستہ آہستہ دوڑتے رہے گویا وہ کسی لمبے سفر پر چل نکلے تھے اور انھیں اس بات کا علم تھا کہ وہ کہاں جا رہے تھے۔ میں بہت دُور تک

اُن کے تعاقب میں چلتا گیا۔ مگر انھیں نشانہ نہ بنا سکا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے جا چکے ہیں۔"

لارا نے ایک گہرا سانس لیا، گویا وہ اس وقت تک سانس لینا ہی بھول گئی ہو۔ پا نے اس کی طرف دیکھا "تمھیں خوشی ہے کہ وہ چلے گئے۔ کیوں لارا؟" انھوں نے پوچھا

"ہاں پا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ وہ بچ کر چلے گئے" لارا نے جواب دیا "انھوں نے ہمارا پیچھا بھی تو نہیں کیا تھا۔"

"ہاں لارا، انھوں نے تمھارا پیچھا نہیں کیا تھا۔ مگر مجھے اب تک یہ سمجھ نہیں آرہا کہ انھوں نے تمھارا پیچھا کیا کیوں نہیں؟"

"اور وہ اس پرانی کچھار میں کر کیا رہے تھے؟" ما نے حیرانی سے پوچھا

"بس، اس کا جائزہ ہی لے رہے تھے" پا بولے "میرا خیال ہے کہ وہ اپنی پرانی جگہ کو دیکھنے چلے آئے تھے جہاں وہ ریل کی لائن بنانے والوں کی آمد اور مرگوں کے چلے جانے سے پہلے رہتے رہے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت تک یہاں رہتے رہے ہوں جب تک شکاریوں نے آخری بڑے بھیڑیئے کا شکار نہ کر لیا تھا۔ ایک وہ وقت تھا جب بڑے بڑے وحشی بھیڑیئے یہاں سارے علاقے میں تھے۔ مگر اب، یہاں اس جگہ کے قریب وجوار میں بھی وہ اتنی تعداد میں نہیں۔ ریل کی لائنیں اور نوآبادیاں انھیں آگے مغرب کی طرف بھگاتی رہیں۔ جہاں تک مجھے جنگلی جانوروں کے قدموں کے نشانوں سے متعلق واقفیت ہے، اس سے یہ بات یقینی ہے کہ وہ دونوں بھیڑیئے سیدھے مغرب سے آئے اور سیدھے مغرب ہی کو لوٹ گئے۔ یہاں اس پرانی کچھار میں وہ صرف رات کی رات ہی رہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ اغلباً آخری وحشی بھیڑیئے ہی تھے۔ اب اس علاقے میں اور کوئی بھیڑیا دکھائی نہیں دے گا۔"

"اوہ، پا۔ بیچارے بھیڑیئے"۔ لارا نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا

"ہمارے اوپر رحم کرو" ما بڑی پھرتی سے بولیں "افسوس کرنے کے لئے اور بھی چیزیں ہیں۔ ان جنگلی درندوں پر افسوس کا کیا مطلب! خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاؤ کہ ان جنگلی درندوں نے پچھلی رات محض تمھیں خوف زدہ کرنے کے سوائے اور کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔"

"بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی کیرولین!" پا نے اعلان کیا "میں ایک خبر بھی لایا ہوں۔ میں نے اپنے لئے زمین کا انتخاب کر لیا ہے"

"اوہ۔ کس جگہ پا! وہ کیسی دکھائی دیتی ہے؟ کتنی دور ہے؟" میری، لارا اور کیری سبھی نے جوش و خروش کے عالم میں پوچھا۔ ما بولیں "یہ تو اچھی خبر ہے چارلس"۔

پا نے اپنی پلیٹ ایک طرف کو دھکیل دی، چائے پی، مونچھیں صاف کیں اور بولے "یہ جگہ ہر لحاظ سے موزوں ہے۔ یہ اس مقام کے جنوب میں واقع ہے جہاں جھیل عظیم دلدل میں آکر مل جاتی ہے اور دلدل چکر کاٹ کر اس کے مغرب میں چلا جاتا ہے۔ دلدل کے جنوب میں پریری پر ایک ابھری سی جگہ ہے جہاں ایک عمدہ مکان تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اس کا چوتھائی حصہ بلندی پر واقع ہے جہاں سوکھی گھاس ہے اور جنوب میں جو زمین ہے، وہ قابلِ کاشت ہے۔ یہ ساری زمین ایک اچھی خاصی چراگاہ ہے مطلب یہ کہ یہاں وہ سب کچھ ہے جو ایک کسان کے لئے ضروری ہے۔ مزے کی بات یہ کہ قصبہ بھی قریب ہے۔ لڑکیاں بھی سکول جا سکتی ہیں"۔

"میں بہت خوش ہوں چارلس" ما بولیں

"یہ بڑی عجیب بات ہے" پا بولے "یہاں میں کئی مہینوں سے اس علاقے کے قرب و جوار میں اس کی تلاش کر رہا ہوں اور مجھے اپنے کام کی زمین نہیں مل سکی، حالانکہ وہ زمین یہاں قریب ہی تھی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر میں بھیڑیوں کے تعاقب میں جھیل کے پار اور اس طرف دلدل کے ساتھ ساتھ نہ نکل گیا ہوتا تو اس زمین پر کبھی نظر نہ پڑتی"۔

اگر آپ نے پچھلی بارشوں ہی میں اس پر ملکیت کا حق جتا دیا ہوتا تو اچھا تھا" ما نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اِن سردیوں میں کوئی بھی یہاں نہیں آئے گا" پا نے بڑے اعتماد سے کہا "میں بروکنز جاؤں گا، اور پیشتر اس کے کہ کوئی شخص یہاں اس زمین کی تلاش میں آئے، میں اگلے موسم بہار میں اس زمین پر دعویٰ داخل کر دوں گا"۔

———:(⁂):———

انیسواں باب

کرسمس سے ذرا پہلے

دن بھر برف گرتی رہی تھی، اور برف کے نرم نرم بڑے بڑے گالے اب تک گر رہے تھے۔ ہوائیں بند تھیں جس وجہ سے زمین پر برف کی موٹی موٹی تہیں جمع ہو گئی تھیں۔ پا جب شام کا چھوٹا کام انجام دینے کے لئے گئے تو وہ بیلچہ اپنے ساتھ لے گئے۔

"یہ برف بار کرسمس ہے۔" وہ بولے

"ہاں، اور ہم سب یہاں ہیں، اور خیریت سے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ایک اچھی کرسمس ہے" ما، بولیں۔

یہ پائش کا روں کا گھر، اسراروں سے بھرا پڑا تھا میری نے پلکے بڑے ان کے تحفہ کے لئے نئی، گرم جرابیں بنی تھیں۔ ما کے جس تھیلے میں کچی کھچی چیزیں رکھی رہتی تھیں، لارا نے اس میں سے سلک کا ایک ٹکڑا لے کر پا کے لئے ایک ٹائی بنائی تھی۔ چھت کے نیچے والے کمرے میں اس نے اور کیری نے مل کر ما کیلئے ایک اپرن تیار کیا تھا۔ یہ اپرن انھوں نے چھینٹ کے اس پردے سے بنایا جو جھونپڑی میں لٹکایا گیا تھا۔ بچی کھچی چیزوں والے تھیلے میں انھیں سفید ململ کا ایک عمدہ سا ٹکڑا مل گیا۔ لارا نے اس ٹکڑے کو مربع شکل میں کاٹا تھا اور جدی جدی میری نے اپنے عمدہ بخیوں سے اس کی تر پائی کر کے ما کے لئے ایک رومال بنایا تھا۔ انھوں نے یہ رومال، اپرن کی جیب میں رکھ دیا۔ پھر انھوں نے اپرن کو حریری کاغذ میں لپیٹ کر میری کے صندوق میں لحاف والے بلاؤں کے نیچے چھپا دیا۔

ان کے پاس ایک کمبل تھا جس کے سروں پر سرخ اور سبز دھاریاں بنی تھیں۔ کمبل خستہ حال تھا مگر دھاریوں والا حصہ اچھی حالت میں تھا۔ اس حصے سے ما نے میری کے سونے والے جوتے کاٹے۔ ایک جوتا لارا نے تیار کیا، دوسرا کیری نے۔ انھوں نے ان میں سلائی کی، انھیں موڑا اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان میں ڈوری اور سوت کے پھندے لگائے۔ جوتے بڑی احتیاط سے ما کی خواب گاہ میں چھپا دئے گئے تاکہ میری انھیں ڈھونڈھ نہ سکے۔

لارا اور میری چاہتی تھیں کہ کیری کے لئے بنا انگلیوں کے دستانے تیار کئے جائیں مگر ان کے پاس کتا ہوا

سُوت کم تھا۔ ان کے پاس تھوڑا سا سفید سُوت، تھوڑا سا سُرخ اور تھوڑا سا نیلا سوت تھا۔ مگر ان میں سے ایک بھی رنگ اتنی مقدار میں نہیں تھا کہ اس سے بنا انگلیوں کے دستانے تیار ہو سکتے۔

"مجھے معلوم ہے" میری بولی "ہم ہاتھ تو سفید رنگ کے بنائیں گے، اور کلائیوں پر سرخ اور نیلی دھاریاں بنائیں گے"

ہر صبح جب کیری اوپر کی منزل کے کمرے میں اپنا بستر بچھا رہی ہوتی، لارا اور میری سے جہاں تک بن پڑ سکتا تھا، وہ جلدی جلدی بُننے لگتیں، اور جب انھیں سیڑھیوں پر سے اس کے اُترنے کی آواز سنائی دیتی، وہ بنا دستانے بُنائی والی ٹوکری میں چھپا دیتیں۔ یہ دستانے اب وہاں مکمل حالت میں پڑے ہوئے تھے۔

گریس کا بڑے دن کا تحفہ سب سے خوبصورت تھا۔ ان سب نے گرم آرام دہ کمرے میں مل جُل کر یہ تحفہ تیار کیا تھا کیونکہ گریس اتنی چھوٹی تھی کہ اس نے اس طرف توجہ ہی نہیں دی۔

ما نے راج ہنس کی کھال کو بڑی احتیاط سے لپیٹ کر رکھا ہوا تھا۔ انھوں نے اب اس کھال کو نکالا، اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ہڈ تراشا۔ کھال اتنی نازک تھی کہ ما نے یہ کام کسی دوسرے کو سونپنا مناسب نہ سمجھا۔ انھوں نے ہڈ کا ہر ٹانکا خود لگایا۔ البتہ انھوں نے لارا اور کیری کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ بچی کھچی چیزوں والے تھیلے میں سے نیلی سِلک کی کترنوں کا استر تیار کریں۔ جب ما، راج ہنس کی کھال کے ہڈ کے اندر نچلے حصہ میں استر کی سلائی کر دیں گی تو پھر پھٹے گا نہیں۔

پھر ما نے ایک بار اور کترنوں والے تھیلے کا جائزہ لیا، اور اس میں سے ہلکے نیلے رنگ کے اُونی کپڑے کا ٹکڑا نکالا۔ یہ کپڑا کسی وقت ان کا موسم سرما کا بہترین لباس تھا۔ اس میں سے انھوں نے ایک چھوٹا سا کوٹ تراشا۔ لارا اور کیری نے سیون کی سلائی کی اور انھیں استری کیا، میری نے نیچے کناروں پر چھوٹے چھوٹے ٹانکے لگائے۔ پھر کوٹ پر ما نے راج ہنس کی کھال کے کالر سیئے اور کھال کا تنگ حصہ آستینوں کے کفوں پر لگا دیا۔

راج ہنس کی سفید سمور والا نیلے رنگ کا کوٹ اور گریس کی نیلی آنکھوں جیسے استر والا سمور دار ہڈ، دونوں ہی بہت خوبصورت تھے۔

"یوں لگتا ہے جیسے کسی گڑیا کے کپڑے بنائے جا رہے ہوں" لارا بولی

"گریس، کسی گڑیا سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دے گی۔" میری نے کہا

"اوہ۔ تو پھر آؤ۔ یہ کپڑے اُسے پہنا کر دیکھیں!" کیری نے ناچتے ہوئے اپنے اشتیاق کا چلّا کر اظہار کیا۔
مگر ما نے کہا تھا کہ کوٹ اور ہیٹ بڑے دن تک ایک طرف رکھ دیئے جائیں۔ ما کے حکم کے مطابق انھیں ایک طرف رکھ دیا گیا۔
اب وہ کل کی آنے والی صبح کا انتظار کر رہی تھیں۔

پا شکار پر چلے گئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ بڑے دن کے کھانے کے لئے وہ ایک ایسا خرگوش شکار کر کے لانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو اِس علاقے میں سب سے بڑا ہو۔ اور واقعی وہ ایک ایسا خرگوش شکار کر کے لے آئے۔ وہ گھر میں اتنا بڑا خرگوش لائے تھے کہ ان میں سے کسی نے بھی اتنا بڑا خرگوش اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس کی کھال اتار کر اسے صاف کیا گیا اور باہر اسارے میں رکھ دیا گیا جہاں وہ سردی سے تخ ہو گیا۔ اگلی صبح اُسے بڑے دن کے کھانے کیلئے آگ پر بھُونا جانا تھا۔

پا اصطبل سے آئے اور انھوں نے اپنے پاؤں سے برف جھاڑی۔ ان کی مونچھوں پر جو برف جم گئی تھی انھوں نے وہ برف مونچھوں سے اتاری، اور گرم کرنے کے لئے اپنے ہاتھ چولھے پر پھیلا دئے۔
"ارے غضب!" وہ بولے "بڑے دن سے پہلے کی رات کو کتنی غضب کی سردی پڑ رہی ہے۔ اتنی سخت سردی ہے کہ سانتا کلاز باہر نہیں نکل سکے گا۔" اور ان کی آنکھیں کیری کی طرف ٹمٹمانے لگیں۔
"ہمیں سانتا کلاز کی ضرورت نہیں! ہم سب کو ......" کیری کہنے لگی، اور پھر اس نے اپنا ہاتھ منھ پر رکھ دیا اور جھٹ سے یہ دیکھنے لگی کہ کہیں لارا اور میری نے تو ان اسراروں کے متعلق نہیں سُن لیا تھا جن کا اس نے اتنی صفائی سے قریب قریب انکشاف ہی کر دیا تھا۔

پا نے اپنی پیٹھ چولھے کی طرف کر دی تاکہ وہ اُسے سینک سکیں۔ انھوں نے مسرّت بھری نظروں سے اُن سب کی جانب دیکھا۔

"ہم سب اس مکان میں ہر لحاظ سے محفوظ ہیں اور آرام سے ہیں" انھوں نے کہا۔ "ایلن، سیم اور ڈیوڈ بھی سردی سے محفوظ اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں نے انھیں بڑے دن سے پہلے کی شام کے لئے فاضل سامان دے دیا ہے۔ ہاں، یہ ایک اچھی کرسمس ہے۔ کیوں کیرولین؟"

"ہاں چارلس! یہ ایک اچھی اور خوبصورت کرسمس ہے" ما نے کہا۔ انھوں نے پیالہ بھر گرم گرم دلیا میز پر رکھ دیا اور اس میں دودھ ڈالا۔ "اب آیئے اور کھا لیجئے۔ چارلس، گرم گرم کھانا دوسری کسی بھی چیز کے مقابلہ پر آپ کو جلد از جلد گرم کر دے گا۔"

شام کے کھانے پر وہ بڑے دن ہی کی باتیں کرتے رہے۔ انھوں نے کتنے ہی بڑے دن، اکٹھے منائے تھے، اور یہاں پھر وہ اکٹھے تھے، سردی سے محفوظ۔ وہ اچھا کھانا کھا رہے تھے اور بڑی ہنسی خوشی ان کا وقت کٹ رہا تھا، اور لارا کے صندوق میں چار لوٹ اب تک رکھی تھی۔ کپڑے کی یہ گڑیا، اس بڑے دن کا تحفہ تھی جب وہ سب گھنے جنگلوں میں رہتے تھے۔ ٹین کے پیالے اور پینیاں (انگلستان کا ایک سکہ جو شلنگ کے بارھویں حصے کے برابر ہوتا ہے) جو انڈین علاقے میں کرسمس کی یادگار تھیں، اب جا چکی تھیں۔ مگر لارا اور میری مسٹر ایڈورڈز کو اب تک نہیں بھول سکی تھیں جس نے سانتا کلاز سے وہ تحفے لانے کے لیے انڈی پنڈنس اور وہاں سے واپسی تک کا چالیس میل کا سفر طے کیا تھا۔ جب مسٹر ایڈورڈز، تن تنہا دریائے ورڈگریس کے سفر پر گیا تھا، اس کے متعلق کوئی خبر نہیں تھی، اور انھیں اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا کہ اسکے ساتھ کیا بیتی تھی۔

"وہ جہاں بھی ہے، ہمیں اُمید کرنا چاہیئے کہ وہ ہماری طرح ہی خوش و خرّم ہے، اور ہماری طرح ہی خوش قسمت ہے" پا نے کہا۔ وہ جہاں کہیں بھی تھا، وہ اسے یاد کر رہے تھے اور اسکی خوشی و مسرّت کے متمنی ہو رہے تھے۔

"اور آپ بھی یہاں ہیں پا۔" لارا بولی "آپ برف کے کسی طوفان میں کھوئے ہوئے نہیں" کوئی ایک لمحہ تک وہ سب بڑی خاموشی سے پا کی طرف دیکھتی رہیں، اور اس خوفناک کرسمس کا خیال کرتی رہیں جب پا گھر نہیں لوٹے تھے اور ان سب کو اس بات کا خوف ہونے لگا تھا کہ وہ شاید کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے۔

ما کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھوں نے اپنے آنسوؤں کو چھپانے کی کوشش کی مگر انھیں اپنے ہاتھ سے پونچھنا ہی پڑا۔ ان سب نے یہی ظاہر کیا کہ انھوں نے ما کو آنسو پونچھتے دیکھا ہی نہیں تھا "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے چارلس" ما نے اپنی ناک سنکتے ہوئے کہا

پھر پا قہقہہ زار بن گئے۔ "قدرت کا مذاق تھا وہ بھی!" وہ بولے "تین دن اور تین رات بھوک پیاس سے مرتا رہا، اور بسکٹ اور کرسمس کی مٹھائی کھاتا رہا۔ مزے کی بات یہ کہ اس سارے عرصہ میں میں اپنے ہی آب درے کے کنارے کے نیچے برف میں دبا رہا، اپنے گھر سے ایک سو گز کی دوری سے بھی کم فاصلے پر!"

میرے خیال میں بہترین کرسمس تو سنڈے سکول میں بڑے دن کے درخت والی ہی تھی۔ میری بولی "کیری تم اتنی ننھی منّی ہو کہ تمھیں یہ سب کچھ یاد نہیں رہ سکتا۔ مگر اوہ! وہ کرسمس بھی کیا خوب تھی!"

"یہ اتنی اچھی نہیں تھی جتنی یہ ہے" لارا بولی "کیونکہ اب تو کیری بھی اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ اس کرسمس کو یاد رکھ سکیگی،

اور پھر ہمارے درمیان میں گریس بھی ہے۔" کیری ان کے پاس تھی، اور بھیڑیئے نے اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اور وہاں، ما کی گودی میں ننھّی منی بہن گریس بیٹھی تھی جس کے سر کے بال سنہری تھے، اور جسکی آنکھیں بنفشے کی مانند نیلی تھیں۔

"ہاں۔ یہ سب سے بہترین کرسمس ہے" میری نے فیصلہ کن انداز میں کہا "اور ہو سکتا ہے کہ اگلے سال یہاں بھی سنڈے سکول کا انتظام ہو جائے۔"

دلیا ختم ہو چکا تھا۔ پا نے اپنے پیالے میں سے دودھ کا آخری قطرہ انڈیلا اور چائے پی۔ "ہوں" وہ بولے "ہم درخت کا اہتمام نہیں کر سکتے کیونکہ روبہلی جھیل کے کنارے جھاڑی قسم کی کوئی بھی چیز نہیں۔ اور پھر محض اپنے ہی لئے ہمیں اسکی ضرورت بھی کیا ہے۔ البتہ ہم اپنے طور پر سنڈے سکول کی ایک چھوٹی سی تقریب ضرور منا سکتے ہیں میری۔"

وہ اپنی سارنگی کا بکس لینے چلے گئے جبکہ ما اور لارا نے پیالوں اور برتنوں کو دھو کر ایک طرف رکھ دیا۔ اتنی دیر میں پا سارنگی لے کر لوٹ آئے۔ انھوں نے سارنگی کے گز پر رال ملی۔

کھڑکی کے شیشوں پر پالے کی گہری تہ جمی ہوئی تھی، اور دروازے کے اِدھر اُدھر کی درزیں پالے کی موٹی تہوں کی وجہ سے بند ہو گئی تھیں۔ کھڑکی کے شیشوں کے اوپر کے سرے صاف تھے، اور برف کے گالے اس صاف حصّے سے ٹکرا ٹکرا کر گر رہے تھے۔ مگر سرخ اور سفید میز پوش پر رکھے لیمپ کی روشنی چمک رہی تھی، اور چولھے کے کھلے حصّے کے پیچھے آگ دہک رہی تھی۔

"ہم کھانے کے بعد اتنی جلد نہیں گا سکتے۔" پا بولے "میں ذرا سارنگی کی مشق ہی کر لوں گا۔"

وہ بڑی خوش طبعی اور زندہ دلی سے سارنگی بجاتے رہے "م اور دریا کے اُس پار" اور "گھنٹیاں یہ سُریلا نغمہ کیوں الاپ رہی ہیں۔" اور

گھنٹیو بجو، بجو گھنٹیو
سارا راستہ بجتی جھنکارتی رہو
اوہ، کتنا مزہ ہے
گھوڑسواری کے کرتب میں

پھر وہ رک گئے اور ان سب کی طرف دیکھکر مسکرانے لگے "اب گانے کو تیار رہو؟"

سارنگی کی آواز بدل گئی۔ اب یہ ایک گیت الاپنے والی تھی۔ پا نے چند دھنیں بجائیں۔ پھر وہ سب مل کر گانے لگے:

"ہاں ایک درخشاں صبح طلوع ہو رہی ہے

اچھے دن آ رہے ہیں

سارا عالم انگڑائی لے گا

ایک نئی سنہری کرن کے ساتھ

اور بہت سی قومیں آئیں گی یہ کہتے

آؤ، ہم سب مقدس پہاڑ پر چلیں

اور خدا ہمیں سکھائے گا، ہمیں اپنے راستے دکھائے گا

اور ہم سب اس کے بتائے راستوں پر چلیں گے۔"

خدا جانے سارنگی پر کون کون سے نغمے اُبھر رہے تھے۔ یا شاید اپنے خیالات ہی کو سارنگی پر بکھیر رہے تھے۔ پھر اُن کے لبوں سے ایک لے اُبھری، اور آہستہ آہستہ ارتعاش پیدا کرتی رہی یہاں تک کہ سب مل کر گانے لگے۔

"سورج، گھاس کو گرمی دے کر زندگی بخش سکتا ہے

شبنم، پژمردہ پھولوں کو

اور آنکھوں کی روشنی تیز ہو کر

خزاں کی آمد کا نظارہ کر سکتی ہے

مگر شفقت بھرے الفاظ

اور حقیقی مسکراہٹیں

گرمیوں کے دنوں سے کہیں زیادہ گرم

اور شبنم سے زیادہ چمکدار ہیں

"دنیا اگر ہمیں سارا لطیف فن بھی دے دے تو

تو بھی کچھ نہیں

اور سونا اور جواہرات سے

دل کا سکون اور اطمینان ممکن نہیں
مگر اوہ، عشائے ربانی کی میز اور چولھے کے ارد گرد
جمع ہونے والوں کے پاس اگر
شفقت بھرے الفاظ اور محبت بھری مسکراہٹیں ہوں تو
زمین کتنی خوبصورت بن جائے!"

موسیقی کے دوران ہی میں میری چلّا اٹھی "وہ کیا ہے؟"

"کیا میری؟" پا نے پوچھا

"میرا خیال تھا کہ میں نے سنا تھا...... سنو!" میری نے کہا

انھوں نے کچھ سننے کی کوشش کی۔ لیمپ آہستہ آہستہ پھڑپھڑا رہا تھا، اور کوئلے آہستہ آہستہ چولھے میں سسکنے لگے تھے۔ کھڑکیوں پر جیسے سفید پالے کے اوپر تھوڑی سی جگہ پر، گرنے والے برف کے گالے لیمپ کی روشنی میں ٹمٹما رہے تھے۔

"تمھیں کیا سنائی دیا تھا میری؟" پا نے پوچھا

"یوں لگتا تھا...... وہ سنو، وہ پھر سنائی دے رہی ہے!"

اب کی مرتبہ ان سب نے ایک پکار سنی۔ باہر رات کی تاریکی اور طوفان میں کوئی آدمی چلا رہا تھا۔ دوسری مرتبہ پھر اس کی پکار سنائی دی۔ اب کی یہ آواز، گھر کے بالکل قریب ہی تھی۔

ما اٹھ کھڑی ہوئیں "چارلس! کون ہو سکتا ہے یہ؟"

بیسواں باب

کرسمس سے پہلے کی رات

پا نے سارنگی بکس میں رکھ دی، اور جلدی سے سامنے کا دروازہ کھولا۔ برف اور سردی کا ایک جھونکا اندر آیا، اور ایک خشک، بھاری آواز پھر سے سنائی دی "ہیلو۔ انگلز!"

"یہ تو بوسٹ ہے!" پا چلائے۔ "آؤ۔ آؤ۔ چلے آؤ!" انھوں نے جھپٹ کر اپنا کوٹ اور ٹوپی لی اور ایک جھٹکے سے کھیس اُٹھا کر باہر سردی میں نکل گئے۔

"سردی میں یخ ہو گیا ہوگا بے چارہ!" ما نے کہا اور جلدی جلدی چولھے کی طرف چلی گئیں تاکہ اس میں اور کوئلہ ڈال دیں۔ باہر سے آوازیں آ رہی تھیں اور مسٹر بوسٹ کا قہقہہ سُنائی دے رہا تھا۔

پھر دروازہ کھلا اور پا بولے "کیرولین! یہ ہے مسز بوسٹ۔ ہم گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کیلئے جا رہے ہیں۔"

مسز بوسٹ، کوٹوں اور کمبلوں کی ایک بہت بڑی گٹھڑی سی بنی تھیں۔ ما نے جلدی جلدی کپڑے کی ایک کے بعد دوسری تہہ اُتروانے میں اس کی مدد کی۔ "ادھر چولھے کے پاس آ جاؤ! سردی میں تم یخ ہو گئی ہوگی۔"

"نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں" وہ ایک خوشگوار آواز میں بولی۔ "میں گھوڑے پر بیٹھی تھی، اور گھوڑا خاصہ گرم تھا۔ اس پر یہ کہ رابرٹ نے اُن ڈھیر سارے کمبلوں میں مجھے اتنا کس کر لپیٹ دیا تھا کہ سردی مجھ تک پہنچ ہی نہ سکتی تھی۔ گھوڑا بھی خود انھوں ہی نے ہانکا جس کی وجہ سے میرے ہاتھ بھی ڈھکے رہے۔"

"یہ پردہ بھی پالے کا شکار ہو چکا ہے" ما نے مسز بوسٹ کے سر سے کئی گز لمبا، پالا زدہ اونی کپڑا کھولتے ہوئے کہا۔ اس کے نیچے سے مسز بوسٹ کا چہرہ نمودار ہوا۔ اس نے سمور کا کنار دار ہڈ پہن رکھا تھا۔ مسز بوسٹ میری کی ہم عمر ہی دکھائی دیتی تھی۔ اس کے بال ہلکے بادامی رنگ کے تھے اور اس کی لمبی پلکوں والی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں۔

"کیوں مسز بوسٹ، یہ سارا راستہ تم گھوڑے پر ہی سوار رہیں؟" ما نے اس سے پوچھا

"نہیں، صرف دو میل تک۔ ہم ایک برف گاڑی میں آ رہے تھے مگر وہ ایک دلدل میں برف کے اندر پھنس گئے۔ جوڑی اور برف گاڑی، برف کے اندر دھنس گئی۔" وہ بولی "رابرٹ نے جوڑی کو برف سے باہر نکالا، اور ہمیں برف گاڑی کو وہیں چھوڑ دینا پڑا۔"

"میں جانتی ہوں۔" ما بولیں "برف اڑ اڑ کر دلدل کی لمبی گھاس پر جمع ہو جاتی ہے، اور اس بات کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ دلدل کہاں ہے۔ مگر اس کے نیچے جو گھاس ہے وہ کوئی وزن برداشت نہیں کر سکتی۔" انھوں نے کوٹ اتارنے میں مسز بوسٹ کا ہاتھ بٹایا۔

"یہاں میری کرسی پر چلی آؤ مسز بوسٹ۔ یہ سب سے زیادہ گرم جگہ پر رکھی ہے" میری نے اسے راستہ دیتے ہوئے کہا

مگر مسز بوسٹ نے کہا کہ وہ میری کے پاس ہی بیٹھے گی۔

پا اور مسٹر بوسٹ نے اسلے میں آکر اپنے پاؤں سے برف جھاڑی۔ انھوں نے زور زور سے اپنے پاؤں زمین پر مارے۔ مسٹر بوسٹ نے قہقہہ لگایا اور گھر میں سب ہنسنے لگے، یہاں تک کہ میری بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکی۔

"میں اس کی کوئی وجہ نہیں جانتی" لارا نے مسز بوسٹ سے کہا "ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ مسٹر بوسٹ کس وجہ سے ہنستے ہیں، مگر وہ جب بھی ہنستے ہیں ....."

مسز بوسٹ بھی ہنس رہی تھی "یہ چھوت کی بیماری ہے" وہ بولی۔ لارا نے اسکی نیلی، ہنستی آنکھوں کی طرف دیکھا اور اس بات کا تصور کیا کہ کرسمس کتنی مسرت بخش ہوگی۔

ما، بسکٹ ہلا رہی تھیں "کہو مسٹر بوسٹ، کیسے ہو؟" وہ بولیں "تم اور مسز بوسٹ بھوکے ہو گے۔ بس کھانا تیار ہوا ہی چاہتا ہے۔"

لارا نے نمک لگے گوشت کے ٹکڑوں کو معمولی سا اُبالنے کے لئے فرائی پین میں رکھ دیا، اور ما نے بسکٹ چولھے میں رکھ دئے۔ پھر ما نے گوشت نکالا ٹکڑوں کو میدے میں ڈبویا اور انھیں تلنا شروع کر دیا جب کہ لارا آلوؤں کو چھیلتی اور ان کے ٹکڑے کرتی رہی۔

"میں انھیں نا پختہ ہی تلوں گی" ما، نعمت خانے میں اپنی مدھم آواز میں بولیں "اور دودھ کا آب گوشت تیار کروں گی اور تازہ چائے بناؤں گی۔ کھانے کا تو کافی انتظام کیا جاسکتا ہے مگر تحفوں کا کیا بنے گا؟"

لارا نے اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ ان کے پاس، مسٹر اور مسز بوسٹ کو دینے کے لئے کوئی تحفے نہیں تھے۔ آلو تلنے اور آب گوشت بنانے کے لئے ما بڑی تیزی سے نعمت خانہ سے نکلیں، اور لارا نے میز بچھا دی۔

"میں نے اتنا اچھا کھانا شاید کبھی نہیں کھایا" کھانا کھا چکنے کے بعد مسز بوسٹ بولی۔

"ہمارا تو خیال تھا کہ تم لوگ موسم بہار سے پہلے نہیں آؤ گے" پا بولے "اس قسم کے سفر کے لئے سردیوں کا موسم خطرے سے خالی نہیں۔"

"ہمیں اس کا پتہ چل گیا تھا" مسٹر بوسٹ نے جواب دیا "لیکن میں بتا دوں انگلز کہ سارا علاقہ ہی موسم بہار میں مغرب کی طرف جا رہا ہے۔ پورے کا پورا آئیووا آرہا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اس ہجوم سے پہلے ہی چلے جانا چاہئے

تاکہ یہ نہ ہو کہ کوئی اور ہی شخص ہماری زمین پر حق جتلانے لگے۔ اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر ہم چلے آئے۔ ایسی حالت میں موسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ہمیں گذشتہ خزاں ہی میں کسی زمین پر قبضہ کر لینا چاہیئے تھا۔ اب موسمِ بہار میں ہمیں دوڑ بھاگ کرنا پڑے گی، اور ہمیں کوئی زمین دستیاب نہیں ہو سکے گی۔"

پا اور ما نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ اس زمین کے متعلق سوچ رہے تھے جو پا نے تلاش کر لی تھی۔ مگر ما نے صرف اتنا ہی کہا "کافی دیر ہو رہی ہے، اور میرا خیال ہے کہ مسز بوسٹ بھی تھکی ماندہ ہوگی۔"

"میں بے حد تھکی ہوئی ہوں" مسز بوسٹ نے کہا، "بڑا سخت جاں سفر تھا، اور پھر بوٹ گاڑی کو چھوڑ کر، برف کے طوفان میں گھوڑے کی پیٹھ پر ہی سارا سفر کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ جب ہمیں آپ کی روشنی دکھائی دی، تو ہم بہی خوش ہوئے اور جب ہم قریب آئے تو آپ لوگ گا رہے تھے۔ کتنا اچھا محسوس ہوتا تھا وہ گانا۔"

"کیرولین، تم مسز بوسٹ کو اپنے ساتھ لے لو، اور میں اور بوسٹ یہیں آگ کے پاس بیٹھیں گے۔ پا بولے۔ ہم ایک گانا اور گائیں گے، اور پھر تم سب لڑکیاں بھاگ جانا۔"

انھوں نے بکس میں سے سارنگی پھر باہر نکالی اور اس کے سُروں کا جائزہ لیا۔ "کہو بوسٹ۔ کونسا گانا شروع کیا جائے؟"

"مسرت بھری کرسمس، ہر جگہ"۔ مسٹر بوسٹ نے کہا۔ اس کی اونچی آواز پا کی نیچی آواز سے ملی۔ مسٹر بوسٹ کی پاٹ دار مردانہ آواز، لارا کی سب سے اونچی زنانی آواز (پنچم سُر)، میری کی آواز اور پھر ما کی اوسط بلندی کی آواز —— یہ سب آوازیں ایک دوسری میں خلط ملط ہو گئیں۔ کیری بھی خوشی خوشی گانے لگی۔

"مسرّت بھری، مسرّت بھری کرسمس ہر جگہ!
خندہ روی سے گونجتی ہے فضا
کرسمس کی گھنٹیاں، کرسمس کے درخت
کرسمس کی خوشبوؤں سے مہکتی ہوا۔
"ہم کیوں گائیں

اتنی خوشی اور عیش و طرب کے ساتھ

دیکھو پارسائی اور نیک کرداری کا سورج

چمکتا ہے زمین پر

"تھکے ماندہ خانہ بدوشوں کے لئے روشنی

مظلوموں کے لئے سکون

وہ اپنے وفاداروں کی رہنمائی کرے گا

ابدی آرام و سکون میں"

"شب بخیر! شب بخیر!" ان سب نے کہا۔ ما، پا اور مسٹر بوسٹ کے لئے کیری کا بستر لینے اوپر گئیں۔ "ان کے کمبل تو پانی میں تر ہو رہے ہیں۔" وہ بولیں "تم تینوں لڑکیاں رات کی رات ایک بستر میں دبک جاؤ۔"

"ما! تحفوں کا کیا کرو گی؟" لارا نے سرگوشی کی۔

"فکر نہ کرو۔ میں کچھ نہ کچھ کر لوں گی" ما نے سرگوشی کے انداز میں جواب دیا "اچھا ٹھیک۔ اب تم سو جاؤ۔" انھوں نے ذرا اونچی آواز میں کہا "شب بخیر! خوب اچھی طرح سونا۔"

نیچے مسز بوسٹ دھیمے سُروں میں اپنے آپ ہی گا رہی تھی "تھکے ماندے خانہ بدوشوں کے لئے روشنی......"

اکیسواں باب

کرسمس کا مسرور دن

جب پا اور مسٹر بوسٹ صبح کا ٹھٹھکل کام کرنے کے لئے چلے گئے تو لارا نے ان کے دروازہ بند کرنے کی آواز سُنی۔ سردی سے وہ کٹکٹا رہی تھی۔ اس نے اس کٹکٹاتی سردی ہی میں کپڑے پہنے اور جلدی جلدی نیچے اُتری تاکہ ناشتہ تیار کرنے میں ما کا ہاتھ بٹا سکے۔

مگر مسز بوسٹ پہلے ہی ما کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ چولھا دہک رہا تھا جس کی وجہ سے کمرہ خاصہ گرم تھا۔ ایک لمبے توے پر دلیا تلا جا رہا تھا۔ چائے کی کیتلی اُبل رہی تھی اور میز بچھائی جا چکی تھی۔

"کرسمس مبارک!" ما اور مسز بوسٹ نے ایک ساتھ کہا۔

"کرسمس مبارک" لارا نے جواب دیا مگر وہ ٹکٹکی لگائے میز کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ ہر جگہ پلیٹ حسب معمول کانٹے اور چھری کے اوپر اوندھی رکھی تھی۔ مگر پلیٹوں کے پیندوں پر چھوٹے بڑے بنڈے (پیکیج) رکھے تھے۔ ان میں سے بعض رنگ دار حریری کاغذ میں لپٹے تھے اور بعض عام سادہ کاغذ میں لپٹے اور رنگدار ڈوری سے بندھے تھے۔

"دیکھا لارا۔ ہم نے گذشتہ رات جرابیں علیحدہ نہیں رکھی تھیں نا" ما بولیں "چنانچہ ہم ناشتے پر میز سے اپنے اپنے تحفے لے لیں گے۔"

لارا واپس اوپر چلی گئی اور میری اور کیری کو کرسمس کے ناشتہ میز کے متعلق بتایا "ما جانتی تھیں کہ ہم نے سارے تحفے کہاں چھپا رکھے تھے۔ مگر انھیں اپنے تحفے کا علم نہیں تھا۔" وہ کہنے لگی "وہ سب میز پر رکھے ہیں۔"

"مگر ہم تحفے نہیں لے سکتیں!" میری نے ہیبت زدگی کے عالم میں آہ و بکا کرتے ہوئے کہا "مسٹر اور مسز بوسٹ کے لئے تو ایک بھی تحفہ نہیں!"

"ما اس کا انتظام کر دیں گی" لارا نے جواب دیا "پچھلی رات انھوں نے مجھے بتایا تھا۔"

"مگر کیسے؟" میری نے پوچھا "ہمیں اس بات کا تو کوئی علم ہی نہیں تھا کہ وہ لوگ آ رہے تھے۔ ہمارے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو ہم انھیں دے سکیں۔"

"ما ہر چیز کا انتظام کر سکتی ہیں" لارا بولی۔ اس نے میری کے صندوق سے ما کا تحفہ لیا اور اسے اپنے پیچھے چھپا لیا۔ پھر وہ سب ایک ساتھ نیچے اُتر گئیں۔ کیری، اس کے اور ما کے درمیان کھڑی تھی جبکہ لارا نے جھٹ سے ما کی پلیٹ پر بنڈا رکھ دیا۔ مسز بوسٹ کی پلیٹ پر ایک چھوٹا سا بنڈا رکھا تھا، اور ایک بنڈا مسٹر بوسٹ کی پلیٹ پر بھی تھا۔

"اوہ۔ میں انتظار نہیں کر سکتی!" میری نے اپنے دبلے پتلے ہاتھوں کو بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا لمبوترہ چہرہ سفید تھا اور اس کی آنکھیں بڑی بڑی، اور چمکدار تھیں۔

"ہاں، تم کر سکتی ہو۔ ہمیں انتظار کرنا ہی پڑے گا۔" لارا نے کہا۔ گریس کے لئے یہ آسان تھا۔ وہ اتنی

چھوٹی تھی کہ اس نے کرسمس کے میز کی طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ مگر گریس کے جوش و خروش کا بھی یہ عالم تھا کہ میری بمشکل تمام اس کے بٹن بند کر سکی۔

"ترسمس مُبارت! ترسمس مُبارت!" گریس اپنی توتلی زبان میں چلاتی، بل کھاتی چلائی۔ اور پھر وہ باہر بھاگ گئی۔ وہ اس وقت تک چلاتی رہی جب تک ماں نے اسے نرمی سے یہ نہ کہہ دیا کہ لڑکیوں کو زیادہ اونچا نہیں بولنا چاہیے۔

"ادھر آؤ گریس۔ یہاں سے تم باہر کا نظارہ کر سکتی ہو" کیری بولی۔ اس نے کھڑکی کے شیشے پر سے پالا ہٹا کر اس جگہ کو پونچھ کر صاف کر دیا تھا۔ وہ وہاں کھڑی ہو گئیں اور باری باری باہر کا نظارہ کرنے لگیں۔ اچانک کیری بول اٹھی "وہ آ گئے!"

اسارے میں زور سے پاؤں مار کر برف کے جھاڑنے کی آواز سنائی دی، اور پھر پا اور مسٹر بوسٹ اندر آ گئے۔

"کرسمس مبارک! کرسمس مبارک!" وہ سب چلائے

گریس دوڑ کر ما کے پیچھے چلی گئی، اور اُن کے لہنگے کے ساتھ چمٹ گئی۔ وہ جھانک جھانک کر اس اجنبی شخص کی طرف دیکھتی رہی۔ پا نے اسے اوپر اٹھایا اور اسے اچھالا۔ جب لارا چھوٹی تھی تو وہ اسے بھی اوپر ہوا میں اچھالا کرتے تھے۔ اور گریس زور زور سے ہنسی جس طرح لارا ہنسا کرتی تھی۔ لارا کے لئے اس بات کو یاد رکھنا ضروری تھا کہ وہ بڑی لڑکی ہو گئی ہے۔ اگر اسے یہ بات یاد نہ ہوتی تو وہ بھی زور سے کھلکھلا اٹھتی۔

وہ کھانے کی مہکوں سے اٹی پڑی گرمی اور اس آرام دہ گھر میں کرسمس کی محفل کی وجہ سے بہت خوش تھیں۔ پالے سے اٹی پڑی کھڑکیوں سے چھن چھن کر آنے والی روشنی، روپہلی تھی، اور جب وہ سب کرسمس کے پُر اشتیاق میز کے سامنے بیٹھے تو مشرقی کھڑکی نے سنہری رنگت اختیار کر لی، باہر برف سے ڈھکے پریری کے میدان پر سکوت چھایا تھا، اور سارے پریری پر دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

"پہلے تم مسز بوسٹ" ما نے کہا، کیونکہ مسز بوسٹ، مہمان تھی۔ چنانچہ مسز بوسٹ نے اپنا پیکیج کھولا اس میں باریک ململ کا ایک رومال تھا جس پر بُنی ہوئی تنگ جھالر لگی تھی۔ لارا اسے پہچان گئی۔ یہ توما کا اتوار کا بہترین رومال تھا۔ مسز بوسٹ بہت خوش تھی۔ در حقیقت اپنے لئے ایک تحفہ پا کر وہ بے حد خوش ہو رہی تھی۔

مسٹر بوسٹ کی بھی یہی حالت تھی۔ اسے کلائی بند تحفے میں ملے تھے جن پر سرخ اور بھوری دھاریاں بُنی تھیں وہ اس کی کلائی پر بالکل ٹھیک آئے تھے۔ یہ کلائی بند، درحقیقت ما نے پا کے لئے بُنے تھے۔ وہ پا کے لئے اور بُن لیں گی آخر مہمانوں کے لئے بھی تو بڑے دن کے تحفے ضروری تھے۔

پا نے بتایا کہ انھیں ایسی ہی جرابوں کی ضرورت تھی۔ برفانی سردی ان کے جوتوں کو چیر کر نکل جاتی تھی۔ لارا نے جو نکٹائی بنائی تھی، انھوں نے اس کی تعریف کی۔ "ناشتہ کے بعد میں یہی ٹائی لگاؤں گا" وہ بولے "خدا کی قسم اب تو میں کرسمس کے لئے سج دھج کر تیار ہو جاؤں گا۔"

جب ما نے اپنا خوبصورت ایپرن کھولا تو ہر شخص خوشی سے چلّا اٹھا۔ انھوں نے اسی وقت وہ ایپرن پہن لیا اور سب کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں تاکہ وہ سب دیکھ لیں۔ انھوں نے اس کی ترپائی کا جائزہ لیا اور کیری کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگیں "کیری، تم بہت خوبصورت ترپائی کر لیتی ہو" وہ بولیں۔ پھر وہ لارا کی طرف دیکھ کر مسکرائیں "اور لارا نے جو پلیٹیں ڈالی ہیں، وہ یکساں اور اچھی طرح سلی ہوئی ہیں۔ یہ ایک عمدہ ایپرن ہے۔"

"کچھ اور بھی ہے ما" کیری چلّا اٹھی "ذرا اس کی جیب تو دیکھو!"

ما نے رومال باہر نکال لیا۔ وہ بڑی حیران ہوئیں۔ اسی صبح انھوں نے اپنا بہترین رومال دے دیا تھا اور اسی صبح اب انھیں ایک اور رومال دے دیا گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ سارا کام سوچی سمجھی سکیم کے تحت انجام دیا گیا ہو مگر ایسی کوئی بات تھی نہیں۔ البتہ مسز بوسٹ ضرور شاید ایسا ہی سوچ رہی تھی۔ ما نے رومال کی نازک ترپائی کی طرف ہی دیکھا "اتنا خوبصورت رومال بھی! شکریہ میری!"

پھر سب نے میری کے جوتوں کی تعریف کی جو شکستہ کمبل کے سروں کو کاٹ کر تیار کئے گئے تھے۔ مسز بوسٹ نے بتایا کہ جب بھی اُن کا کوئی کمبل اس قدر خستہ حال ہو جائے گا، وہ بھی اپنے لئے ایسے ہی جُوتے تیار کرے گی۔

کیری نے اپنے بنا انگلیوں کے دستانے پہنے اور آہستہ سے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی۔ "میرے بنا انگلیوں کے دستانے! دیکھو، میرے بنا انگلیوں کے دستانے!" وہ بولی

پھر لارا نے اپنا بقچہ کھولا۔ اور اس میں ایک ایپرن تھا۔ یہ چھینٹ کے اسی کپڑے سے بنایا گیا تھا جس کپڑے سے ما کا ایپرن تیار کیا گیا تھا! یہ ما کے ایپرن سے چھوٹا تھا اور اس کے دو جیب تھے۔ اس کے ارد گرد ایک چھوٹی سی

جھالر لگی تھی۔ ما نے یہ ایرن ایک دوسرے پردے سے کاٹ کر بنایا تھا، کیری نے سیون کی سلائی کی تھی اور میری نے جھالر کی تُرپائی کی تھی۔ اس عرصہ میں ما اور لارا میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ان پرانے پردوں میں سے ایک دوسری کے لئے ایرن تیار کر رہی تھیں، اور میری اور کیری تو دو رازوں کی وجہ سے بلیوں اچھل رہی تھیں۔

"اوہ۔ شکریہ! آپ سب کا شکریہ!" لارا نے سُرخ پھولوں والی خوبصورت سفید چھینٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "جھالر میں کتنے چھوٹے چھوٹے بخیے کئے گئے ہیں۔ میری، میں تمھاری شکر گذار ہوں"۔

پھر اس ساری تقریب کا بہترین حصہ آیا۔ جب ما نے گریس کو چھوٹا سا نیلے رنگ کا کوٹ پہنایا اور اسکے راج ہنس کی سمور کے کالر کو ہموار کیا تو ہر شخص ادھر دیکھنے لگا۔ انھوں نے گریس کے سنہرے بالوں کے اوپر راج ہنس کی سمور والا ہڈ رکھا نیلی سلک کا تھوڑا تھوڑا استر گریس کے چہرے کے ارد گرد دکھائی دے رہا تھا۔ نیلے رنگ کا استر اس کی چمکدار آنکھوں سے میل کھاتا تھا۔

وہ اتنی خوبصورت اور مسرور دکھائی دے رہی تھی! نیلی آنکھیں، نیلا استر، سفید چہرہ، سنہرے بال! وہ ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھی۔ وہ سب اس کی طرف ہی دیکھے جا رہے تھے۔ مگر ما اتنی نگاہوں سے اسے خراب نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے جلد ہی گریس کو چپ کرا دیا اور کوٹ ہڈ لے جا کر خواب گاہ میں رکھ دیے۔

لارا کی پلیٹ کے پاس ابھی ایک اور پیکٹ بھی تھا۔ میری، کیری، گریس کے پاس بھی ایسے ہی پیکٹ پڑے دکھائی دئے۔ پھر ان سب نے جھپٹ کر پیکٹ کھولے۔ ہر پیکٹ میں گلابی رنگ کی ایک ایک تھیلی تھی جو مٹھائی سے بھری تھی۔

"کرسمس کی مٹھائی!" کیری چلائی اور "کرسمس کی مٹھائی!" لارا اور میری ایک ساتھ چلائیں

"یہ کرسمس کی مٹھائی کہاں سے آئی؟" میری نے پوچھا

"کیوں، کرسمس سے پہلے کی شام، سانتا کلاز یہاں نہیں آئے تھے کیا؟" پا بولے۔ اور پھر سب کی سب ایک ساتھ بول اٹھیں "اوہ مسٹر بوسٹ! شکریہ! شکریہ، مسٹر اور مسز بوسٹ!"

پھر لارا نے کاغذ کے سارے ٹکڑے اکٹھے کئے اور میز پر چیزیں رکھنے میں ما کا ہاتھ بٹایا۔ اس نے ما کے ساتھ مل کر تلے ہوتے سنہری دلئے کی تلب، گرم بسکٹوں کی ایک پلیٹ، تلے ہوئے آلوؤں کا ایک ڈونگہ، کاڈ مچھلی کے آب گوشت کا ایک پیالہ اور خشک سیبوں کی چٹنی سے بھرا ہوا شیشے کا ایک ظرف میز پر رکھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ ہمارے پاس مکھن نہیں ہے" ما نے کہا "ہماری گائے اتنا کم دودھ دیتی ہے کہ اب اس سے مکھن نہیں نکالا جاسکتا۔"

مگر دلیے اور آلوؤں پر کافی مچھلی کا آب گوشت بڑا مزہ دے رہا تھا، اور گرم بسکٹوں اور سیب کی چٹنی کا تو خیر ذکر ہی کیا تھا۔ اس قسم کا کرسمس کا ناشتہ سال میں ایک ہی بار تیار ہوتا تھا اور ابھی تو اسی روز کرسمس ڈنر بھی کھانے کو تھا۔

ناشتہ کے بعد پا اور مسٹر بوسٹ، مسٹر بوسٹ کی برف گاڑی نکالنے کی غرض سے گھوڑوں کی جوڑی لے کر چلے گئے۔ برف ہٹانے کے لئے وہ بیلچے بھی ساتھ لے گئے تاکہ گھوڑے برف گاڑی کو کھینچ کر دلدل سے باہر نکال سکیں۔

پھر میری، گریس کو اپنی گود میں لے کر جھولا کرسی پر بیٹھ گئی، کیری بستر بچھانے اور جھاڑو دینے میں لگ گئی جبکہ ما اور مسز بوسٹ نے اپنے اپنے ایپرن پہن لئے اور آستینیں چڑھا کر طشتریوں کو دھونے اور کھانا بنانے میں لگ گئیں۔

مسز بوسٹ بڑی دلچسپ عورت تھی۔ وہ ہر چیز میں دلچسپی لے رہی تھی، اور یہ جاننے کی بڑی مشتاق تھی کہ ما نے اسقدر اہتمام کیونکر کر لیا تھا۔

"کیوں لارا، جب تمھارے پاس اتنا دودھ نہیں ہوتا کہ تم اسے جامن لگا سکو تو اس حالت میں تم اتنے اچھے اور لذیذ بسکٹ کیسے بنا لیتی ہو؟" مسز بوسٹ نے پوچھا

"گندھا ہوا خمیرہ آٹا استعمال کر کے" لارا نے کہا

مسز بوسٹ نے خمیرے آٹے کے بسکٹ کبھی نہیں بنائے تھے! خمیرے آٹے کے بسکٹ بنا کر اسے دکھانا بڑی دلچسپ چیز تھی۔ لارا نے گندھے ہوئے خمیرے آٹے کے پیالے ناپے اس میں سوڈا، نمک اور میدہ ڈالا، اور بسکٹوں کو تختے پر پھیلا دیا۔

"مگر آٹے کو خمیرہ کیسے کرتی ہو؟" مسز بوسٹ نے پوچھا

"تم یوں کرو" ما بولیں "کہ ایک مرتبان میں تھوڑا سا میدہ اور گرم پانی رکھ دو، اور اسے اس وقت تک پڑا رہنے دو جب تک اس میں خمیر نہ اٹھنے لگے۔"

"اور پھر آپ جب بھی اس خمیر کو استعمال کریں" لارا بولی "تو تھوڑا سا خمیر ہمیشہ بچا کر رکھ لیا کریں" اور

میں خمیرے آٹے کے بسکٹ کا چورا یوں ڈال دیں، اور اس میں گرم پانی ملا دیں۔ لارا نے اس میں گرم پانی ڈالا" اور اُسے ڈھانپ دیں" اس نے صاف ستھرا کپڑا اور پلیٹ، مرتبان کے اوپر رکھ دیے۔ اور اسے کسی گرم جگہ پر رکھ دیں" اس نے اسے اپنی جگہ پر چولھے کے قریب شیلف پر رکھ دیا۔ اور جب بھی آپ استعمال کرنا چاہیں، یہ ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔"

"میں نے اتنے اچھے بسکٹ کبھی نہیں چکھے" مسز بوسٹ نے کہا

اتنی اچھی صحبت میں، منٹوں ہی میں صبح گذر گئی۔ جب پا اور مسٹر بوسٹ، برف گاڑی لے کر لوٹے تو اس وقت تک کھانا تیار ہو چکا تھا۔ بڑا خرگوش چولھے میں بھُن رہا تھا۔ آلو ابل رہے تھے اور کافی کی کیتلی، چولھے کے پچھلے حصّہ پر رکھی اُبل رہی تھی۔ بھُنے گوشت، گرم روٹیوں اور کافی کی مہک سارے مکان پر چھائی تھی۔ جب پا اندر داخل ہوئے تو انھوں نے ہوا میں پھیلی ہوئی مہک کو سونگھنے کی کوشش کی۔

"فکر نہ کرو چارلس" ما بولیں۔ یہ کافی کی مہک ہے مگر کیتلی میں آپ کی چائے کے لیے پانی ابل رہا ہے۔

"خوب! سردیوں میں چائے ہی تو ایک مشروب ہے" پا نے کہا

لارا نے صاف ستھرا، سفید میز پوش بچھا دیا، اور میز کے درمیان میں شیشے کی کھانڈ دانی، شیشے کی کریم دانی اور شیشے کی چمچہ دانی رکھ دی۔ چمچہ دانی کے ہر دستہ پر چاندی کا ایک ایک چمچہ لگا تھا۔ میز کے ارد گرد، کیری نے چھریاں اور کانٹے رکھ دیے، اور گلاس پانی سے بھر دیے۔ اس دوران میں لارا نے ساری پلیٹیں ایک ڈھیر کی شکل میں میز پر اس جگہ رکھ دیں جہاں پا کرسی پر بیٹھا کرتے تھے۔ پھر ہر جگہ پر، میز کے چاروں طرف اس نے گلاس میوے کی چٹنی کی ایک ایک پلیٹ رکھ دی جس میں سنہری شربت میں آدھا آدھا شفتالو رکھا تھا۔ میز بڑی خوبصورت لگ رہی تھی۔

پا اور مسٹر بوسٹ سر دھو کر بالوں میں کنگھی کر چکے تھے۔ ما نے آخری خالی برتن اور کڑاہی اٹھا کر نعمت خانے میں رکھ دی اور بھری ہوئی آخری پلیٹ جلدی جلدی میز تک پہنچانے میں لارا اور مسز بوسٹ کی مدد کی۔ انھوں نے اور لارا نے جھٹ سے اپنے کام کے ایپرن اتار کر کرسمس ایپرن پہن لیے۔

"آؤ!" ما بولیں "کھانا تیار ہے۔"

"آؤ بوسٹ!" پا نے کہا "بیٹھو اور خوب مزے سے سیر ہو کر کھاؤ! نیچے سردخانے میں بہت کچھ رکھا ہے!"

پا کے آگے ایک بہت بڑی تابہ میں ایک بہت بڑا، بھنا ہوا خرگوش رکھا تھا جو روٹی اور پیاز سے ٹھسا ہوا تھا اس میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔ ایک جانب ایک پلیٹ رکھی تھی جس پر بہت بڑی مقدار میں آلو کا بھرتہ رکھا تھا، اور دوسری جانب بادامی رنگ کے آب گوشت کا ایک پیالہ رکھا تھا۔

وہاں گرم جان کیک اور چھوٹے چھوٹے گرم بسکٹوں کی پلیٹیں تھیں۔ وہاں لکڑی کے اچار کی ایک پلیٹ بھی تھی۔

مانے بادامی رنگ کی تیز کافی اور مہک دار چائے انڈیلی اور پا، ہر پلیٹ میں بھنا ہوا خرگوش، روٹی اور پیاز کا ملغوبہ، آلو اور آب گوشت ڈالنے لگے۔

"کرسمس کے کھانے پر ہمیں پہلی مرتبہ اتنا بڑا جنگلی خرگوش کھانے کا موقع ملا ہے" پا نے کہا اس سے پہلے ہم ایک ایسی جگہ رہتے تھے جہاں یہ خرگوش بھاری تعداد میں تھے، اور عام تھے۔ ہم قریب قریب ہر روز ہی کھاتے تھے۔ کرسمس کے موقع پر ہم جنگلی فیل مرغ کھایا کرتے تھے۔"

"ہاں چارلس" ما بولیں "اور وہ ہمارے پاس بکثرت ہوتا تھا۔ وہاں، اس قبائلی علاقے میں پیمائش کاروں کا کوئی نعمت خانہ تو تھا نہیں جہاں سے ہم اچار اور شفتالو نکال سکتے۔"

"میں نے جتنے بھی خرگوش اب تک کھائے ہیں، میرے خیال میں اس خرگوش کا گوشت ان سب سے لذیذ ترین ہے" مسٹر بوسٹ نے کہا "اور آب گوشت کا تو خیر جواب ہی نہیں۔"

"بھوک بہترین چٹنی ہے" ما نے سیدھے سادے طریقے سے کہا۔ مگر مسز بوسٹ بولی "میں جانتی ہوں کہ اس خرگوش کا گوشت اتنا لذیذ کیوں ہے۔ مسز انگلز نے اسے بھونتے وقت، نمک لگے گوشت کے باریک ٹکڑے اس کے اوپر رکھ دئے تھے۔"

"ہاں ہاں۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں" ما نے اتفاق کرتے ہوئے کہا "میرے خیال میں اس سے مہک میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"

دوسرے دور میں ان سب نے پلیٹیں بھر بھر کر کھانا لیا، پھر تیسرے دور میں پا اور مسٹر بوسٹ نے اپنی اپنی پلیٹیں بھریں۔ میری، لارا اور کیری نے بھی انکار نہ کیا۔ البتہ ما نے بہت تھوڑا کھانا لیا، اور مسز بوسٹ نے تو محض ایک بسکٹ

ہی اور لیا۔" بھئی میرا پیٹ تو اتنا بھر گیا ہے کہ اب رتی بھر گنجائش نہیں"۔ وہ بولی

جب پا نے ایک بار پھر قاب میں سے کانٹا ڈالا تو ما نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا "چارلس" آپ اور مسٹر بوسٹ تھوڑی سی جگہ رکھ لو۔"

"کوئی اور چیز رہ گئی ہے کیا؟" پا بولے

پھر ما نعمت خانے میں چلی گئیں اور خشک سیب کی پائی لے کر آ گئیں۔

"پائی!" پا بولے اور "سیب کی پائی!" مسٹر بوسٹ نے کہا "کاش کہ مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ یہ بھی آ رہی ہے۔"

آہستہ آہستہ انھوں نے سیب کی اس پائی کا ایک ایک ٹکڑا کھایا۔ ایک ٹکڑا پلیٹ میں بچ گیا تھا۔ پا اور مسٹر بوسٹ نے وہ ٹکڑا آدھا آدھا کھا لیا۔

"میں کرسمس کے اس سے بہتر کھانے کی توقع نہیں کر سکتا۔" مسٹر بوسٹ نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا

"بھئی سچی بات تو یہ ہے" پا بولے "کہ کرسمس کا یہ پہلا ڈنر ہے جو کسی نے اس علاقے میں کھایا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یہ ایک عمدہ ڈنر تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ جوں جوں لوگ آتے جائیں گے، یہاں اڑوس پڑوس میں، وہ کرسمس کا جشن منایا کریں گے، اور میرا خیال ہے کہ بعض لحاظ سے ان کے پاس بہتر سامان بھی ہوگا مگر میں یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ جو آرام و آسائش ہمیں حاصل ہے، اس سے بہتر آرام انھیں کیونکر مل سکے گا۔"

تھوڑے عرصہ بعد وہ اور مسٹر بوسٹ، نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑے ہوئے، اور ما میز صاف کرنے لگیں "میں پلیٹیں صاف کروں گی" انھوں نے لارا سے کہا اور تم بھاگ کر مسز بوسٹ کے ساتھ چلی جاؤ، اور سامان وغیرہ لگانے میں اس کا ہاتھ بٹاؤ۔"

چنانچہ لارا اور مسز بوسٹ نے اپنے کوٹ، ہڈ، مفلر اور بنا انگلیوں کے دستانے پہنے، اور پھر وہ درخشاں کڑکڑاتی سردی میں باہر نکل گئیں۔ ہنستی، قہقہے لگاتی برف کو چیرتی وہ قریب ہی اس ننھے منے مکان کی طرف بڑھ گئیں جہاں پیمائش کاروں کا دفتر تھا۔ اس کے دروازے پر پا اور مسٹر بوسٹ نے برف گاڑی سے سامان اتارا۔

اس ننھے منے گھر کا فرش نہیں تھا، اور یہ اتنا چھوٹا تھا کہ دوہری مسہری ایک سرے پر پھنس کر رہ گئی تھی

دروازے کے پاس کونے میں پا اور مسز بوسٹ نے چولھا لگا دیا۔ پروں والا بستر اور لحاف لے جانے اور بچھانے میں لارا نے مسز بوسٹ کا ہاتھ بٹایا۔ پھر انھوں نے چولھے کے سامنے کھڑکی کے ساتھ میز بچھا دی اور دو کرسیاں دھکیل کر میز کے نیچے رکھ دیں مسز بوسٹ کا ٹرنک، میز اور پلنگ کے درمیان کھینچ گیا، اور اس کے بیٹھنے کے لیے اور جگہ بن گئی۔ چولھے سے ذرا پرے ایک شیلف اور اس کے پاس ایک صندوق، طشتریوں کے لیے رکھ دیا گیا۔ اب صرف اتنی جگہ بچ گئی تھی کہ جس جگہ میز رکھی تھی، بس وہاں دروازہ ہی کھل سکتا تھا۔

مخوب!" پا نے کہا جب سارا کام مکمل ہو چکا "بس، اب سب چیزیں ٹھیک ٹھکانے پر لگ گئی ہیں۔ آؤ اب چلیں۔ یہاں تو ہم چاروں کے لیے اتنی جگہ بھی نہیں ہے مگر وہاں دوسرے گھر میں کافی جگہ ہے۔ اس لحاظ سے وہ ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے۔ کیوں بوسٹ شطرنج کے متعلق کیا خیال ہے؟"

"آپ لوگ چلیں" مسز بوسٹ نے کہا "لارا اور میں ایک آدھ منٹ ہی میں آتی ہیں۔"

ان کے چلے جانے کے بعد مسز بوسٹ نے طشتریوں کے نیچے سے کاغذ کا ایک بڑا لفافہ نکالا۔ "یہ ان سب کو حیران کر دینے کے لیے ہے" اس نے لارا کو بتایا "بھنی مکئی! رابرٹ کو اس بات کا علم نہیں کہ میں لائی ہوں۔"

وہ اسے چھپا کر گھر میں لے گئیں اور جا کر نعمت خانے میں چھپا دیا۔ البتہ انھوں نے سرگوشی کے انداز میں ما کو بتا دیا تھا کہ اس بڑے لفافہ میں کیا چیز تھی۔ اور بعد ازاں، جب پا اور مسٹر بوسٹ شطرنج میں مگن تھے، انھوں نے بڑی خاموشی کے ساتھ لوہے کی کیتلی میں چربی گرم کی اور مٹھی بھر مکئی اس میں ڈال دی۔ پہلی ہی چیخ پر پا نے جلدی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"مکئی!" انھوں نے اشتیاق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "مجھے تو اس کا ذائقہ چکھے ایک مدت... بوسٹ، اگر مجھے یہ پتہ ہوتا کہ تم مکئی لے کر آئے ہو تو میں کب کا اسے یہاں لگا چکا ہوتا۔"

"میں مکئی نہیں لایا" مسٹر بوسٹ نے کہا۔ پھر وہ چلا اٹھا "چال چلو، پا جی کہیں کے!"

"آپ دونوں اپنے کھیل کو جاری رکھو!" مسٹر بوسٹ نے اس سے کہا۔ مسز بوسٹ کی نیلی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ "آپ لوگ اتنے مصروف ہیں کہ ہماری طرف آپ کی توجّہ بھی کہاں جا سکتی ہے۔"

"ہاں چارلس" ما بولیں "ہم نہیں چاہتیں کہ ہم تمھاری شطرنج میں مخل ہوں۔"

"تم نے شرط تو بد ہی لی ہے پوسٹ" پا نے کہا

"ابھی کہاں" مسٹر بوسٹ نے تردید کی۔

ما نے برف کی مانند سفید گریاں، کیتلی سے نکال کر دودھ کی ایک کڑاہی میں ڈالیں، اور لارا نے بڑی احتیاط سے انھیں نمک لگایا۔ انھوں نے کیتلی بھر مکئی اور تیار کر کے دودھ کی کڑاہی میں ڈالی مگر اب کڑاہی میں اور جگہ نہیں تھی۔ پھر میری للا اور کیری نے مُرمُر کرتی مکئی کی ایک ایک پلیٹ لی، اور پا، ما اور مسٹر اور مسز بوسٹ [illegible] کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ وہ باتیں کرتے رہے، کھاتے رہے اور قہقہے لگاتے رہے، یہاں تک کہ چٹکل کام اور پھر شام کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ پھر وہ وقت بھی آ گیا جب پا کو اپنی سارنگی بجانا تھی۔

"ہر کرسمس، پہلی کرسمس سے بہتر ہوتی ہے" لارا نے خیال کیا "میرے قیاس میں یہ اس لئے ہے کہ میں بڑی ہو رہی ہوں"

———:(✲):———

بائیسواں باب

سردیوں کے مسرور دِن

کرسمس کا [illegible] کافی دن تک قائم رہا۔ مسز بوسٹ ہر صبح اپنے ناشتہ کے کام سے جلدی جلدی نمٹ جاتی اور وقت کٹی کے لئے "دوسری لڑکیوں" کے پاس، جیسا کہ وہ کہا کرتی تھی، آ جاتی۔ وہ بڑی زندہ دل اور خوش مزاج تھی۔ اپنے ہلکے گہرے رنگ کے بالوں، ہنستی مسکراتی نیلی آنکھوں اور ہلکے رنگ کے شفق جیسے گالوں کی وجہ سے بڑی خوبصورت دکھائی دیتی تھی۔

اس پہلے ہفتہ سورج خوب زور سے چمکا، ہوا بند تھی، اور چھوٹی دنوں میں برف پگھل گئی تھی۔ پریری کا بھورا میدان صاف اور دودھ کی مانند تازہ دکھائی دیتا تھا۔ مسز بوسٹ نے نوروز کا کھانا تیار کر لیا تھا۔

"آپ سب میرے چھوٹے سے کمرے میں سما سکتے ہیں" اس نے کہا

اس نے لارا کی مدد سے چیزیں ہٹائیں۔ انھوں نے میز کو پلنگ پر رکھا اور دروازے کو پورا کھول کر کواڑ دیوار کے ساتھ لگا دیئے۔ پھر انھوں نے میز کو مکان کے بالکل درمیان میں رکھ ہی لیا تھا۔ مگر وہ سب ایک ایک کر کے اندر آ سکتے اور میز کے ارد گرد بیٹھ سکتے تھے۔ مسز بوسٹ چولھے کے پاس بیٹھ گئیں اور چولھے سے گرم گرم کھانا پروستی رہیں۔

سب سے پہلے کستورا مچھلی کا شوربہ دیا گیا۔ لارا نے اپنی ساری زندگی میں اتنا لذیذ، مہک دار اور پر ذائقہ گرم شوربہ نہیں چکھا تھا جس میں پگھلی ہوئی کریم کے چھوٹے چھوٹے سنہرے ٹکڑے پڑے تھے، جس کے اوپر کالی مرچ چھڑکی گئی تھی اور جس کے نیچے تہ میں گہرے رنگ کی ڈبہ بند کستورا مچھلیاں پڑی تھیں۔ وہ اپنے چمچے سے آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا کر کے چسکی لگاتی رہی کیونکہ وہ اس کے ذائقہ سے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک لطف اندوز ہوتے رہنا چاہتی تھی۔ اور اس شوربے کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے گول، کرارے بسکٹ تھے۔ ان کا ذائقہ بہت اچھا تھا کیونکہ وہ بہت ہلکے اور بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔

جب شوربے کا آخری قطرہ ختم ہو گیا، اور کرارے بسکٹ چرمراہٹ کے ساتھ کھائے گئے تو وہاں گرم بسکٹ اور اس کے ساتھ شہد اور خشک رس بھری کی چٹنی رکھی تھی۔ اور پھر مکی کی نرم و نازک، نمکین کھیلوں کی بھری ایک پلیٹ آ گئی جو چولھے کے پچھلے حصے پر گرم کی جاتی رہی تھیں۔

وہ نوروز کا کھانا تھا۔ کھانا بڑا ہلکا مگر شکم سیر کر دینے اور طبیعت بھر دینے والا تھا۔ اس میں فیشن کی جھلک بھی تھی۔ کیونکہ یہ اسقدر غیر معمولی اور نیا، اسقدر مختلف اور مسز بوسٹ کی خوبصورت طشتریوں اور بالکل نئے میز پوش پر اتنی نفاست سے پروسا گیا تھا۔

بعد ازاں، وہ اس چھوٹے سے مکان میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ دروازے سے تازہ ہوا اندر آ رہی تھی، بھورے رنگ کا پریری دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور ہلکے نیلے رنگ کا آسمان یوں اوپر جھکا ہوا تھا گویا وہ اس سے ملنے کو بیتاب ہو۔

"میں نے اس سے بہتر شہد کبھی نہیں چکھا مسز بوسٹ" پا نے کہا "مقام مسرت ہے کہ تم یہ شہد آئیووا سے لے کر آئی ہو۔"

"کستورا مچھلیاں بھی" ما بولیں "جس قسم کا کھانا ہم نے اب کھایا ہے میرا خیال ہے کہ میں نے بھی شاید ایسی دعوت کبھی نہیں کھائی۔"

"۱۸۸۸ء کی ابتداء تو اچھی ہوئی ہے" پا نے کہا "گذشتہ سال بھی کوئی برا نہیں تھا مگر یہ سال تو یقیناً بہتر دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ ڈکوٹہ کے موسم سرما کا نمونہ ہے، تو ہم اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں، کہ ہم مغرب میں چلے آئے۔"

"واقعی یہ ایک اچھا علاقہ ہے" مسٹر بوسٹ نے اتفاق کرتے ہوئے کہا "مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے ایک سو ساٹھ ایکڑ زمین پر ملکیت کی درخواست دے دی ہے۔ کاش کہ تم نے بھی ایسا ہی کیا ہوتا انگلز۔"

"میں ایک ہفتے کے اندر اندر ہی اس کام کو انجام دے لوں گا۔" پا بولے "میں بروکنز میں لینڈ آفس کے کھلنے کا انتظار کر رہا ہوں تا کہ یانکٹن تک جانے اور واپس آنے میں ایک ہفتے سے زیادہ کی مسافت بچ جائے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بروکنز آفس، نوروز کو کھلے گا اور خدا کی قسم، اگر موسم ایسا ہی رہا تو کل میں وہاں کھڑا ہوں گا! بشرطیکہ کیرولین اس بات کو مان لے۔"

"مجھے منظور ہے چارلس!" ما نے آہستگی سے کہا۔ ان کی آنکھیں بلکہ ان کا سارا چہرہ مسرت سے دمک رہا تھا کیونکہ اب بہت ہی جلد پا اپنی زمین حاصل کر لیں گے۔

"چلو یہ بھی فیصلہ ہوا" پا بولے "مگر اب مجھے وہاں پہنچنے کا انتظام کرنا ہے، اس لئے نہیں کہ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ کہیں وہاں دیر سے نہ پہنچوں بلکہ اس لئے کہ سچ مچ کہیں کوئی ایسی ویسی بات ہو ہی نہ جائے۔"

"جتنی جلدی چلے جاؤ گے، اتنا ہی اچھا رہے گا انگلز" مسٹر بوسٹ نے کہا "تمھیں شاید یہ پتہ نہیں کہ اس بہار میں کتنا ہجوم ہونے والا ہے۔"

"مجھ سے پہلے وہاں کون پہنچے گا" پا نے جواب دیا "سورج نکلنے سے پہلے ہی اگر میں چل نکلوں تو پرسوں صبح سویرے ہی مجھے لینڈ آفس پہنچ جانا چاہئے۔ ہاں، اگر تم لوگوں نے کوئی چٹھیاں آئیووا بھیجنا ہوں تو لکھ رکھو، میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا، اور بروکنز میں حوالۂ ڈاک کر دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی نوروز کا کھانا ختم ہو گیا۔ مسز بوسٹ اور ما، اس ساری دوپہر چٹھیاں ہی لکھتی رہیں، اور ما نے پا کے ساتھ لے جانے کے لئے دوپہر کا کھانا تیار کر کے ڈبے میں بند کر دیا۔ مگر رات کے وقت برف کی آندھی چلنے لگی اور ایک بار پھر کھڑکیوں کے شیشوں پر پالا جمنے لگا

"یہ تو کہیں جانے کا موسم نہیں" پا نے کہا "زمین کے بارے میں تم چنتا نہ کرو کیرولین۔ میں لے ہی لوں گا۔"

"ہاں چارلس۔ میں جانتی ہوں کہ آپ ضرور لے لیں گے۔" ما نے جواب دیا

طوفانی موسم میں پا نے اپنی پھندے کی ڈوریوں سے بل نکالے اور کھالیں سوکھنے کے لئے پھیلا دیں۔ مسٹر بوسٹ، ہنری جھیل سے ایک گھنی جھاڑی کاٹ لایا، اور جلانے کے لئے اس کے ٹکڑے کرنے لگا کیونکہ اس کے پاس جلانے کو کوئلہ نہیں تھا۔ اور مسز بوسٹ ہر روز آتی رہیں۔

اکثر جب سورج چمک رہا ہوتا، وہ اور لارا اور کیری، اچھی طرح سے کپڑوں میں لپٹی، ہل جُل کر گہری برف میں پھسلتیں وہ کشتی لڑتیں، دوڑتیں بھاگتیں اور ایک دوسری پر برف کے گولے پھینکتیں۔ ایک روز تو انھوں نے برف کا آدمی بھی بنایا۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے، وہ تینوں اس تیز اور جسم کو چیرنے والی سردی میں روپہلی جھیل کی برف پر دوڑتیں اور پھسلتیں لارا اس سے پہلے کبھی اتنا نہیں ہنسی تھی۔

ایک روز گئی دوپہر تک وہ پھسلتی رہیں؛ جب وہ واپس آرہی تھیں تو اُن کا سانس پھولا ہوا تھا اور اُن کے بدن گرم ہو گئے تھے۔ راستہ میں مسز بوسٹ نے کہا "لارا، ذرا ایک منٹ کے لئے میرے گھر تو چلو"

لارا اس کے ساتھ گئی، اور مسز بوسٹ نے اسے اخباروں کا ایک بڑا انبار دکھایا۔ وہ یہ سارے "نیویارک لیجر" آئیووا سے ساتھ لائی تھی۔

"تم جتنے اخبار اٹھا سکتی ہو، اٹھا کر لے جاؤ" اس نے کہا "جب پڑھ چکو تو واپس لے آؤ اور کچھ اور لے جاؤ۔"

لارا نے اپنا بازو اخباروں سے بھر لیا۔ وہ یہ اخبار اٹھائے سارا راستہ بھاگتی چلی گئی۔ وہ ایک دھماکے کے ساتھ مکان میں داخل ہوئی اور سارے اخبار میری کی گود میں گرا دیے۔

"دیکھو میری! دیکھو تو میں کیا لائی ہوں!" وہ زور سے چلائی "کہانیاں! یہ سب کہانیاں ہیں!"

"اوہ۔ جلدی کرو اور شام کے کھانے سے نمٹ جاؤ تاکہ ہم کہانی پڑھ سکیں"۔ میری نے بڑے اشتیاق سے کہا مگر ما بولیں "کام کی چنتا نہ کرو لارا! ہمیں ایک کہانی پڑھ کر سناؤ!"

چنانچہ ما اور کیری کھانا بنانے میں لگ گئیں اور لارا نے ان سب کو ایک عجیب غریب کہانی پڑھ کر سنانا شروع کر دی۔ یہ کہانی 'بونوں ڈاکوؤں کی غاروں' اور ایک حسین عورت کے متعلق تھی جو ان غاروں میں کھو گئی تھی

جب وہ کہانی کے انتہائی دلچسپ حصّے پر پہنچی تو اچانک وہاں یہ الفاظ لکھے تھے "باقی آئندہ"۔ اور وہاں آگے کہانی کا ایک بھی لفظ نہیں تھا۔

"اوہ خدایا۔ ہم کبھی یہ نہیں جان سکیں گے کہ اس بے چاری عورت کا کیا ہوا۔" میری نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا "لارا، وہ کہانی کا اتنا ہی حصّہ کیوں چھاپتے ہیں؟"

"وہ اتنا ہی حصّہ کیوں چھاپتے ہیں ما؟" لارا نے پوچھا

"وہ اتنا حصّہ ہی نہیں چھاپتے" ما بولیں "اس کے بعد کے اخباروں میں دیکھو"

لارا نے اگلے، اس سے اگلے، اور اس سے اگلے اخباروں میں دیکھا "اوہ، یہ ہے!" وہ چلّائی۔

"یہ، اور پھر یہ ...... ارے یہ تو اِن سارے اخباروں میں ہے۔ ان سب میں میری! یہاں اس آخری اخبار میں "ختم شد" لکھا ہے۔

"یہ ایک سلسلہ وار کہانی ہے" ما نے کہا۔ لارا اور میری نے اس سے پہلے کبھی بھی کسی سلسلہ وار کہانی کے متعلق نہیں سنا تھا۔ مگر ما نے سُن رکھا تھا۔

"اچھا" میری نے بڑے اطمینان سے کہا "اب ہم اگلے حصّے کو کل کے لئے بچا کر رکھ سکتے ہیں۔ ہر روز ہم ایک حصّہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح ہماری کہانی زیادہ دیر تک چل سکے گی۔"

"بڑی دانشمندی کی بات کی ہے میری لڑکیوں نے" ما نے کہا۔ لارا نے یہ بالکل نہ کہا کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکا، جلدی جلدی پڑھ ڈالے۔ اس نے اخبارات اٹھا کر بڑی احتیاط سے ایک طرف کو رکھ دیے۔ ہر روز وہ اس کا ایک حصّہ پڑھتی اور پھر وہ اگلے دن تک یہ سوچتی رہتیں کہ اس خوبصورت عورت کے ساتھ کیا بیتی۔

طوفانی دنوں میں مسز بوسٹ اپنا سلائی یا بُنائی کا کام اٹھا لاتیں۔ پڑھنے اور باتیں کرنے کے ذہی تو سکون بخش دن تھے۔ ایک روز مسز بوسٹ نے انھیں تکونے شیلفوں کے متعلق بتایا۔ اس نے کہا کہ آئیووا میں ہر شخص تکونے شیلف بناتا تھا "میں آپ لوگوں کو بتاؤں گی کہ یہ تکونے شیلف کیونکر بنائے جاتے ہیں۔" وہ بولی

چنانچہ اس نے پا کو بتایا کہ یہ تکونے شیلف دیوار کے ایک کونے میں رکھنے کے لئے کیونکر بنائے جا سکتے ہیں۔ پا نے مختلف سائز کے پانچ شیلف بنائے۔ انھوں نے سب سے بڑا شیلف نیچے، اور سب سے چھوٹا شیلف، سب سے اوپر

رکھا، اور پھر ان سب کو تختوں کی چھوٹی چھوٹی پٹیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ دیا۔ جب یہ کام ختم ہو گیا تو وہ تکونہ شیلف کمرے کے ایک کونے میں بڑے آرام کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ وہ شیلف اپنی تین ٹانگوں کے سہارے کھڑا تھا۔ اس کا سب سے اوپر کا شیلف اتنا اونچا تھا کہ ما کا ہاتھ وہاں آسانی سے پہنچ سکتا تھا۔

پھر مسز پوسٹ نے ہر شیلف کے سرے پر لگانے کے لیے پتلے تختے سے ایک پردہ تراشا۔ اس نے اس پتلے تختے کے نچلے حصہ پر ایک آرائشی کور لگائی۔ ایک بہت بڑی آرائشی کور درمیان میں اور دونوں طرف چھوٹی چھوٹی آرائشی کوریں لگائی گئیں۔ پتلے تختے کے ٹکڑے اور آرائشی کوریں شیلفوں ہی کی مانند مختلف سائز کی تھیں۔ سب سے بڑی کور نیچے لگائی گئی اور سب سے چھوٹی کور سب سے اوپر والے شیلف پر لگائی گئی۔

اس کے بعد مسز پوسٹ نے انھیں یہ بتایا کہ سامان باندھنے والے بھاری کاغذ کو کیونکر تراشا اور چھوٹے چھوٹے مربعوں کی شکل میں تہ کیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے ہر مربعے کو کونوں کے حساب سے تہ کیا، پھر اُسے اوپر نیچے تہ کر کے یکساں کر دیا گیا۔ جب درجنوں کی تعداد میں مربعے بن گئے تو مسز پوسٹ نے لارا کو بتایا کہ وہ انھیں قطاروں کی شکل میں ساتھ ساتھ سی کر پتلے تختوں پر اس طرح لگا دے کہ ان کی نوکیں نیچے کی طرف رہیں۔ ہر قطار ایک دوسری کے اوپر ہو اور ہر نوک، نیچے والی قطار کی دو نوکوں کے عین درمیان میں ہو۔ اس نے بتایا کہ ہر قطار آرائشی کور کے مطابق ہی اُترنی چاہیے۔

اس آرام دہ، گرم مکان میں کام کرتے وقت وہ کہانیاں سُناتیں، باتیں کرتیں اور گانے گاتیں۔ ما اور مسز پوسٹ زیادہ تر زمینوں ہی کے بارے میں باتیں کرتیں۔ مسز پوسٹ کے پاس اتنے بیج تھے کہ وہ دو باغوں کے لئے کافی تھے۔ اس نے کہا کہ وہ ان میں سے آدھے بیج ما کو دے دے گی، ما کو بیجوں کے متعلق چنتا کرنے کی ضرورت نہیں۔ قصبہ بن جانے کے بعد اس بات کا امکان تھا کہ وہاں بیج ملنے لگیں گے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ بیج نہ بھی مل سکیں۔ اسی چیز کے پیشِ نظر مسز پوسٹ آئیووا میں اپنی سہیلیوں کے باغوں سے کافی مقدار میں بیج لیتی آئی تھی۔

"لاکھ لاکھ شکر بجا لاؤں گی جب ہم لوگ بس جائیں گے" ما بولیں "اب یہ ہماری آخری ہجرت ہی ہے جو ہم کرنے والے ہیں۔ منی سوٹا سے روانہ ہوتے وقت مسٹر انگلز نے اس بات کو مان لیا تھا۔ میری لڑکیوں کو سکول میں پڑھنا اور ایک تہذیب یافتہ زندگی بسر کرنا ہے۔"

لارا کو معلوم نہیں تھا کہ وہ پُرسکون زندگی چاہتی تھی یا نہیں۔ سکول میں پڑھ چکنے کے بعد لازمی طور پر اسے معلمی کا پیشہ

اختیار کرنا پڑے گا۔ وہ کچھ اور ہی سوچنا چاہتی تھی۔ وہ سوچنے کے مقابلے پر گانا پسند کرتی تھی۔ بات چیت میں کسی بھی طرح مخل ہوئے بنا وہ ترپائی کر سکتی تھی' اور اکثر یوں ہوتا تھا کہ ما اور مسز بوسٹ اور میری اور کیری اس کے ساتھ گانے لگتی تھیں۔ مسز بوسٹ نے انھیں نئے گانے سنائے تھے۔ لارا کو "جپسی کی تنبیہہ" والا گانا بہت پسند تھا۔

اس پر اعتبار مت کرو' اے نیک دل خاتون

چاہے اس کی آواز کتنی ہی مدھم اور شیریں ہے

اس کی طرف توجہ نہ دو جو تمھارے سامنے گھٹنے ٹیکتا ہے

اور تمھارے پاؤں پڑ کر التجا کرتا ہے

اب تمھاری زندگی کی صبح ہے

اپنی اس مسرور زندگی کو گھنگھور گھٹا سے محفوظ رکھو

جپسی کی تنبیہہ کی طرف متوجہ ہو

اے نیک دل خاتون' اس کی طرف کوئی توجہ نہ دو

دوسرا اپنا گانا تھا "جب میں اکیس برس کا تھا' نیل اور تم سترہ برس کی تھی"۔ یہ مسٹر بوسٹ کا محبوب گانا تھا۔ اکیس برس کی عمر میں اس کی ملاقات مسز بوسٹ سے ہوئی تھی جو اس وقت سترہ برس کی تھی۔ اس کا اصلی نام ایلا تھا مگر مسٹر بوسٹ اسے نیل کہہ کر پکارتا تھا۔

خدا خدا کر کے' نرم تختوں کے پانچ ٹکڑے بڑی صفائی کے ساتھ' کاغذ کی چھوٹی چھوٹی نوکدار جھالروں سے ڈھانپ دیے گئے۔ مزے کی بات یہ کہ ماسوائے سب سے اوپر والی قطار کے اوپر والے حصے کے ساتھ ساتھ' اور کہیں سلائی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ پھر مسز بوسٹ نے ان ٹانکوں کے عین اوپر بادامی رنگ کے کاغذ کی ایک چوڑی پٹی سی دی اور انھیں چھپانے کے لئے اسے تہ کر دیا۔

انجام کار انھوں نے فنی کا ہر پردہ اس کے شیلف پر لگا دیا۔ بے لوچ آرائشی کوریں' سخت قسم کے کاغذ کی چھوٹی چھوٹی نوکوں سے ڈھکی ہوئی تھیں اور نیچے کی طرف لٹک رہی تھیں۔ پھر پا نے بڑی نفاست اور احتیاط سے اس سارے تکونے شیلف اور کاغذ کی سبھی چھوٹی چھوٹی نوکوں پر گہرا بادامی رنگ کیا۔ رنگ کے خشک ہو جانے کے بعد شیلف کو

اٹھاکر میری کی کرسی کے پیچھے کونے میں رکھ دیا گیا۔

"تو یہ ہے تکونہ شیلف" پا بولے

"ہاں" ما بولیں "خوبصورت نہیں ہے کیا؟"

"یہ کام بڑی صفائی اور نفاست چاہتا ہے" پا نے کہا

"مسز بوسٹ کا کہنا ہے کہ آئیووا میں ہر کوئی یہ تکونے شیلف بنا لیتا ہے" انھوں نے پا کو بتایا۔

"مگر اسے یہ پتہ ہونا چاہئے کیرولین" پا نے اتفاق کرتے ہوئے کہا "کہ وہاں آئیووا میں وقت کٹنے کا اور کوئی اچھا ذریعہ بھی تو نہیں"

بہترین وقت، شام کے کھانے کے بعد ہی کا ہوتا تھا۔ پا، ہر شام سارنگی بجایا کرتے تھے اور اب مسٹر بوسٹ کی دلکش آوازیں بھی گونجتی تھیں۔ پا بڑے مسرور تھے۔ وہ سارنگی بجاتے اور گانے گاتے تھے:

"جب میں نوجوان تھا، اور اکیلا تھا

میرے پاس روپے کی فراوانی تھی

اور دنیا والے میری بڑی عزت کرتے تھے، اس وقت!

بڑی عزت کرتے تھے۔

پھر میں نے ایک لڑکی سے شادی کر لی

پھر میں نے ایک لڑکی سے شادی کر لی

میں نے ایک لڑکی سے شادی کر لی، وہ میری زندگی کی خوشی تھی

اور دنیا والے میری بڑی عزت کرتے تھے اس وقت!"

گانے میں آگے چل کر یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لڑکی اتنی اچھی بیوی نہیں تھی۔ چنانچہ پا اس کا باقی حصہ کبھی نہیں گاتے تھے۔ جب وہ سارنگی بجاتے تو ما پر ان کی آنکھیں ٹمٹماتیں، اور پھر وہ گانا گانے لگتے:

"وہ بتا سکتی ہے شاہ دانے کی پائی

بلی بوائے! بلی بوائے!
وہ بنا سکتی ہے شاہ دانے کی پائی
اے دلربا بلی
وہ بنا سکتی ہے شاہ دانے کی پائی
اپنی آنکھوں میں ٹمٹماہٹ لئے
مگر وہ نوجوان ہے
اور اپنی ماں کو نہیں چھوڑ سکتی "

سنگیت جاری رہتا اور صرف پا اور مسٹر پوسٹ ہی گاتے:

" میں داؤ لگاتا ہوں اپنی ترشے بالوں والی دم والی خچر پر
اور تم داؤ لگاؤ اپنی بھورے بالوں والی خچر پر!"

گانوں میں بھی ما کو قمار بازی والی بات پسند نہیں تھی مگر اس کے باوجود بھی جب پا ایسی دھنیں بجاتے، تو ما کے پاؤں کے پنجے بھی اسی دھن پر تال دینے لگتے۔

پھر ہر شام وہ ایک مکمل گیت گاتے جس میں چند ٹکڑے۔ ہر پھر کر آتے تھے۔ مسٹر پوسٹ دھیورے سُر میں گانا شروع کرتے "تین اندھی چوہیاں"۔ وہ اس گانے کو جاری رکھتے جبکہ مسز پوسٹ کی پاٹ دار زنانہ آواز گونجنے لگتی "تین اندھی چوہیاں"۔ پھر وہ گاتے لگتی کہ اتنے میں پا کی گہری آواز ابھرتی "تین اندھی چوہیاں" اور پھر لارا کی پنچم سُر اور ما کی پاتال اور میری اور کیری، سب کی آوازیں خلط ملط ہو جاتیں۔ جب مسٹر پوسٹ گانے کے آخر میں پہنچتے تو وہ بنا رکے، بار بار اسے گاتے، اور وہ سب اسی کی پیروی کرتے۔ ہر شخص ایک دوسرے کے پیچھے چلتا اور اس طرح لفظوں اور سنگیت کا ایک چکر جاری رہتا۔

تین اندھی چوہیاں، تین اندھی چوہیاں!
وہ سبھی کسان کی بیوی کے پیچھے دوڑتی تھیں
اس نے چاقو سے ان کی دُمیں کاٹ دیں

اپنی زندگی میں کبھی سُنی ہے ایسی کہانی

ان تین اندھی چوہیوں کی ؟"

ان کا گانا جاری رہتا، یہاں تک کہ کوئی ہنس پڑتا، اور پھر گانا بند ہو جاتا، اور وہ سب ہنسی مذاق کرتے اور قہقہے لگانے لگتے۔ اور یا بعض پُرانے گانے، بجانے لگتے:

نیلی ایک نیک عورت تھی۔ وہ پچھلی رات مر گئی

او وہ گھنٹیاں بجاؤ دلکش نیلی کے لئے

جو میری ورجینیا کی دلہن تھی۔

اور

او وہ تمھیں یاد ہے شیریں ایلس کی، بین بولٹ

شیریں ایلس جس کی آنکھیں بھوری تھیں

جو خوشی سے رو پڑتی تھی جب تم اسے مسکراہٹ دیتے تھے

اور جو تمھیں غصّے میں دیکھ کر خوف سے کانپنے لگتی تھی

اور

"اکثر پر سکون رات کو

پیشتر اس کے نیند مجھے اپنی آغوش میں لے لے

خوشگوار یاد میرے ارد گرد

دوسرے دنوں کی روشنی کر دیتی ہے"

لارا اتنی خوش پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور جب وہ سب یہ گانا گا رہے تھے تو وہ کسی خاص وجہ سے ان سب سے زیادہ خوشی محسوس کر رہی تھی:

تم بونی ڈون کے کنارو اور پہاڑیو

تم کیوں کر سر سبز و شاداب رہ سکتی ہو

اے ننھے منّے پرندو، تم کیسے چہچہا سکتے ہو
جب میں اسقدر تھکا ماندہ اور پریشان حال ہوں۔"

تیئیسواں باب

زائرین کی آمد

اتوار کی ایک شام کو پا کی سارنگی پر اتوار کی ایک دُھن ابھر رہی تھی، اور وہ سب بڑے مزے سے اُس کی لَے پر گانا گا رہے تھے،

جب ہم ہنسی خوشی اپنے اس اچھے گھر میں ملتے ہیں
اور خوشی کا نغمہ زبانوں پر ہوتا ہے
کیا ہم لمحہ بھر کے لئے بھی، ان آنسوؤں کا خیال کرتے ہیں
جو تنِ تنہا، دکھ بھری کوٹھڑیوں میں بہتے ہیں
آؤ ہم مدد کا ہاتھ بڑھائیں ......"

سارنگی دفعتاً بند ہو گئی۔ باہر کوئی شخص بھاری آواز میں گا رہا تھا

"...... ان کی طرف جو کمزور اور نڈھال ہیں
آؤ ہم مدد کا ہاتھ بڑھائیں، ان کی طرف جو بیچارے ہیں۔"

جب پا سارنگی کو میز پر رکھ کر جلدی سے دروازے کی جانب لپکے تو استعجاب کے عالم میں سارنگی سے ایک زوردار آواز ابھری۔ ہوا کا ایک سرد جھونکا اندر داخل ہوا اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔ دروازے کے باہر زوردار آوازیں سنائی دے رہی تھیں، پھر دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا اور برف سے اَٹے دو آدمی لڑکھڑاتے اندر داخل ہوئے، اور ان کے پیچھے پا کی یہ آواز سنائی دی "میں تمھاری گھوڑوں کی جوڑی کو باندھ کر ابھی آیا۔"

ان میں سے ایک آدمی لمبا اور دبلا پتلا تھا۔ اس کی ٹوپی اور مفلر کے درمیان لارا کو نیلی شفقت بھری آنکھیں دکھائی دیں۔ پیشتر اس کے کہ وہ جانتی کہ وہ کیا کر رہی تھی، وہ زور سے چیخ اٹھی "محترم ایلڈن! محترم ایلڈن!"

"ایلڈن بھیا!" ما نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا "ایلڈن بھیا!"

انھوں نے اپنی ٹوپی اتار دی تھی اور اب ان کی خوشگوار آنکھیں اور گھرے بھورے بال صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"آپ سے مل کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے ایلڈن بھیا!" ما بولیں "ادھر آگ کے پاس آجائیے۔ یہ بڑی اچنبھے کی بات ہے!"

"بہن انگلز! تم مجھ سے زیادہ حیران نہیں ہوگی" پادری ایلڈن بولے "میں آپ لوگوں کو آگو چوں والے آب دورے پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ آپ لوگ وہاں بس گئے تھے، اور میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مغرب کے سفر پر چل نکلو گے اور اب دیکھو تو، یہ چھوٹی چھوٹی دیہاتی لڑکیاں، اچھی خاصی عورتیں بن گئی ہیں۔"

لارا ایک لفظ بھی نہ بول سکی۔ پادری ایلڈن کو ایک بار پھر دیکھ کر اسے اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ اس کے گلے سے آواز تک نہ نکل رہی تھی۔ البتہ میری آہستگی سے بولی "ہمیں خوشی ہے کہ آپ سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔" خوشی اور مسرت سے میری کا چہرہ دمک رہا تھا۔ صرف اس کی بے نور آنکھیں ہی خالی تھیں۔ پادری ایلڈن، ان بے نور آنکھوں کو دیکھ کر چونک اُٹھے۔ انھوں نے جلدی سے ما کی طرف اور پھر میری کی طرف دیکھا۔

"محترم ایلڈن! یہ ہیں ہمارے پڑوسی مسٹر اور مسز بوسٹ۔" ما بولیں

پادری ایلڈن بولے "جب ہم یہاں آئے تھے تو آپ لوگ بڑا اچھا گانا گا رہے تھے۔" اور مسٹر بوسٹ نے کہا "اور آپ بھی تو بڑا اچھا گانا گا رہے تھے۔"

"اوہ۔ وہ میں نہیں گا رہا تھا" پادری ایلڈن بولے "وہ تو سکاٹ تھا، یہ ہے سکاٹ۔ ہمیں تو سردی سے یخ ہو گیا تھا مگر اس کے سُرخ بال اسے گرم رکھتے ہیں۔ پادری سٹورٹ، یہ میرے پرانے، نیک دوست ہیں۔ اب ہم سب دوست یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔"

پادری سٹورٹ اسقدر نوجوان تھا کہ وہ بڑی عمر کا ایک لڑکا ہی دکھائی دیتا تھا۔ اس کے سر کے بال گہرے

سرخ رنگ کے تھے، سردی کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی بھورے رنگ کی آنکھیں اس بات کی غماز تھیں کہ وہ سردی سے ٹھٹھر رہا تھا۔

"میز لگاؤ لارا" ما نے اپنا ایپرن پہنتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ مسز بوسٹ نے بھی ایپرن پہن لیا۔ پھر وہ سب مصروف ہو گئے۔ کوئی آگ کو کرید رہا تھا، کوئی کیتلی میں چائے تیار کر رہا تھا، کوئی بسکٹ بنا رہا تھا اور کوئی آلو تل رہا تھا البتہ مسٹر بوسٹ، مہمانوں کے ساتھ باتوں میں لگے تھے جو بڑی بے تکلفی کے ساتھ راستے میں چولھے کے پاس کھڑے تھے۔ یا اصطبل سے لوٹ آئے۔ ان کے ساتھ دو اور آدمی تھے۔ یہ دونوں گھوڑوں کی جوڑی کے مالک تھے۔ وہ بھی زمین کی تلاش میں آئے تھے اور دریائے جم کے قریب جوار میں کسی اچھی جگہ پر بسنے کے لئے جا رہے تھے۔

لارا کو پادری ایلڈن یہ کہتے سنائی دئے "ہم دونوں محض مسافر ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ دریائے جم پر ایک نو آبادی ہے اور وہ قصبہ ہرن کے نام سے مشہور ہے۔ ہوم مشنری سوسائٹی نے ہمیں اس مقصد سے بھیجا ہے کہ ہم لوگ گرجا گھر کے قیام کے لئے وہاں کوئی اچھی سی جگہ تلاش کریں۔"

"میرا قیاس ہے کہ جس جگہ ریل کی لائن بچھائی جانا ہے، وہاں ایک قصبے کے لیے جگہ مخصوص کی گئی ہے" پا بولے "مگر میں نے ماسوائے ایک شراب خانے کے وہاں اور کسی عمارت کے متعلق نہیں سنا۔"

"پھر تو وہاں گرجا گھر کا ہونا اور بھی ضروری ہے" پادری ایلڈن نے بڑی خوش دلی سے جواب دیا۔

جب مسافر شام کا کھانا کھا چکے تو وہ نعمت خانے کے دروازے کے پاس آئے جہاں ما اور لارا پلیٹیں دھو رہی تھیں۔ انھوں نے اتنے اچھے کھانے کے لئے ما کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہنے لگے "بہن انگلز، میری کی مصیبت کو دیکھ کر مجھے بے حد دکھ ہوا ہے۔"

"ہاں، ایلڈن بھیا" ما افسردگی سے بولیں "بعض اوقات رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لینے کے سوائے اور کوئی چارہ کار ہی نہیں ہوتا۔ اکوچوں والے آب درے میں ہم سب کو 'لال بخار' نے آن دبوچا تھا۔ کچھ دیر تو حالت نا قابل برداشت رہی مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سب بچے اس بخار سے زندہ بچ نکلے۔ میری میرے لئے ایک بڑی تسکین ہے ایلڈن بھیا۔ اپنی بے نوری پر وہ ایک مرتبہ بھی نہیں جھنجھلائی نہ ہی کبھی وہ ملول ہوئی۔"

"میری ایک کمیاب شخصیت اور ہم سب کے لئے ایک درس ہے" پادری ایلڈن بولے "ہمیں اس بات کو کبھی نہیں

بھولنا چاہئے کہ خدائے پاک کی رحمتیں جس کسی پر بھی نازل ہوتی ہیں، اسے کئی عذابوں سے گزرنا پڑتا ہے، اور ایک اولوالعزم روح ہمارے سب کرب، اچھائی میں بدل کر رکھ دے گی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا تمھیں اور بھیا انگلز کو اس بات کا علم ہے یا نہیں کہ اندھوں کی تعلیم و تربیت کے لئے کمتی کالج ہیں۔ ایک کالج تو آیووا میں بھی ہے۔"

ما نے کڑاہی کے کونے کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ما کے چہرے کی رنگت نے لارا کو متوحش کر دیا۔ ان کی نرم شفیق آواز اُن کے گلے ہی میں اٹک گئی تھی۔ پھر وہ بڑی مشکل سے بولیں "مگر اس پر کتنا خرچ آتا ہے؟"

"اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں، بہن انگلز" پادری ایلڈن نے جواب دیا "اگر چاہو تو میں اس بارے میں پوچھ تاچھ کر کے بتا سکتا ہوں۔"

ما چپ چاپ اس بات کو نگل گئیں اور طشتریاں دھونے لگ گئیں۔ پھر وہ بولیں "ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے مگر شاید بعد ازاں...... اگر اس پر زیادہ خرچ نہ اٹھے تو شاید کسی وقت اس کا انتظام کر ہی لیں۔ میں ہمیشہ میری کو تعلیم دلانے کی خواہشمند رہی ہوں۔"

لارا کا دل زور زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ اسے اپنے دل کی دھڑکن اپنے گلے میں محسوس ہو رہی تھی اور عجیب و غریب خیالات اس تیزی سے اس کے ذہن میں پھڑپھڑانے لگے کہ وہ ان میں سے کسی کے متعلق بھی نہ سمجھ سکی۔

"ہمیں ہر حال میں خدا پر ایمان لانا چاہئے۔ وہی ہمارے بگڑے کام بناتا ہے" پادری ایلڈن بولے "میں چاہتا ہوں کہ تم طشتریاں دھو چکو تو ہم سب مل کر ایک ساتھ دعا کریں۔"

"ٹھیک ہے بھیا ایلڈن۔ میں بھی اس بات سے متفق ہوں" ما بولیں "ہم سب مل کر دعا کریں گے۔"

طشتریوں کے کام سے نمٹنے اور ہاتھ دھو چکنے کے بعد ما اور لارا نے اپنے اپنے ایپرن اتارے اور بال درست کئے۔ پادری ایلڈن اور میری باتیں کر رہے تھے جبکہ مسز بوسٹ نے گریس کو اٹھا رکھا تھا اور مسٹر بوسٹ اور دونوں مزارعے پادری سٹورٹ سے باتیں کر رہے تھے۔ پا، گندم اور جئی کا ذکر کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب انھیں زمین مل جائیگی تو اس میں ہل چلانے کے فوراً ہی بعد وہ اس میں گندم اور جئی کی فصل اگائیں گے۔ جب ما، اندر آئیں تو پادری ایلڈن کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ شب بخیر کہنے سے پہلے وہ سب مل کر ایک ساتھ دعا کرنا چاہیں گے۔

وہ سب اپنی کرسیوں کے پاس ہی گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے، اور پادری ایلڈن نے خدا سے جو کہ اُن کے

دوں اور ان کے رازوں سے واقف تھا، کہا کہ وہ ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے، اُن کے گناہوں کو معاف کر دے اور صحیح راہ پر چلنے میں ان کی مدد کرے۔ جب تک وہ بولتے رہے، کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ لارا کو یوں محسوس ہوا گویا وہ ایسی گھاس ہو جو پانی نہ مل سکنے کی وجہ سے گرم ہو گئی ہو، خشک ہو گئی ہو، مرجھا گئی ہو اور مٹی دھول سے اَٹ گئی ہو۔ یہ خاموشی اُسے یوں لگ رہی تھی گویا وہ خاموشی ہی نہ ہو بلکہ ٹھنڈی اور لطیف بارش ہو جو اس کے اوپر گر رہی ہو۔ یہ صحیح معنوں میں فرحت بخش تھی۔ اب جب وہ اپنے آپ کو اتنی معتدل مزاج اور مضبوط محسوس کرنے لگی تو ہر چیز آسان ہو گئی۔ اب وہ خوشی خوشی سخت محنت کرے گی اور اپنی خواہشات کو کم سے کم کرے گی تاکہ میری کالج جا سکے۔

پھر مسٹر اور مسز بوسٹ نے بھیا ایلڈن کا شکریہ ادا کیا، اور گھر چلے گئے۔ لارا اور کیری اوپر گئیں اور کیری کا بستر لے کر نیچے آ گئیں۔ ما نے چولھے کے پاس ہی زمین پر بستر بچھا دیا۔

"ہمارے پاس صرف ایک ہی بستر ہے" ما نے معذرت چاہتے ہوئے کہا "اور ہمارے پاس اتنے اوڑھنے بھی نہیں۔"

"کوئی فکر نہ کرو بہن انگلز۔" پادری ایلڈن نے کہا "ہم اپنے اوور کوٹ استعمال کریں گے۔"

"یقیناً ہم بڑے آرام سے رہیں گے" پادری سٹوارٹ نے کہا "خوشی کی بات ہے کہ آپ لوگ یہاں مل گئے ہمارا تو خیال تھا کہ ہمیں سیدھے ہرن تک ہی جانا پڑے گا۔ مگر اچھا ہوا کہ یہاں آپ کی روشنی دکھائی دی۔ آپ لوگ گا رہے تھے۔"

اوپر، لارا نے اندھیرے میں کیری کے بٹن کھولنے میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ بستر میں اس نے لوہے کا گرم ٹکڑا میری کے پاؤں کے پاس ہی رکھ دیا۔ جب وہ ساری یخ بستہ اوڑھنوں کے نیچے گرم ہونے کی خاطر ایک دوسری کے ساتھ بغلگیر ہو گئیں، اس وقت انھیں پا اور مسافروں کی آواز سنائی دی۔ وہ اب بھی آگ کے اردگرد بیٹھے باتیں کر رہے اور قہقہے لگا رہے تھے۔

"لارا" میری نے سرگوشی کی "پادری ایلڈن مجھے بتا رہے تھے کہ اندھوں کے لئے بھی کالج ہیں۔"

"کیا کہا، اندھوں کے لئے؟" کیری نے سرگوشی کی

"کالج" لارا نے سرگوشی کی "جہاں انھیں اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔"

"مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" کیری نے پوچھا "میرا خیال ہے کہ کالج میں پڑھنا پڑتا ہے، مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔"

"میں نہیں جانتی"، میری بولی "بہرحال میں جا نہیں سکتی۔ اس پر کچھ نہ کچھ خرچ تو اٹھتا ہی ہوگا۔ میرے خیال میں تو میرے جانے کا کوئی امکان نہیں۔"

"ما جانتی ہیں" تارا نے سرگوشی کی "پادری ایلڈن نے انھیں بھی بتایا تھا" "میرا یقین ہے کہ تم جا سکتی ہو میری۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم جا سکتی ہو" اس نے گہرا سانس لیا اور وعدہ کیا "میں خوب محنت سے پڑھوں گی تاکہ میں کسی اسکول میں پڑھا کر تمھارا خرچ پورا کر سکوں۔"

صبح کے وقت سیاحوں کی آوازوں اور طشتریوں کی کھڑکھڑاہٹ نے اسے بیدار کر دیا۔ وہ جھٹ بستر سے نکلی، کپڑے پہنے اور ما کے کام میں ہاتھ بٹانے کے لئے جلدی جلدی نیچے چلی گئی۔

باہر تازگی بخش ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دھوپ کی وجہ سے کھڑکیوں پر جا پالا پگھل گیا تھا۔ گھر میں ہر کوئی چاق و چوبند اور خوش و خرم تھا۔ ان سیاحوں نے ناشتے سے خوب لطف اٹھایا تھا۔ انھوں نے ہر چیز کی تعریف کی۔ بسکٹ ہلکے پھلکے تھے، تلے ہوئے آلو خوب بھنے ہوئے تھے، اور بڑی خوبصورتی سے ان کے ٹکڑے کئے گئے تھے، چربی دار گوشت کے ٹکڑے باریک اور خستہ تھے اور آب گوشت بھورا اور معطر تھا۔ لال شکر کا شیرہ بھی تھا اور کافی مقدار میں بھاپ چھوڑتی مہک دار چائے بھی تھی۔

"یہ گوشت بڑا لذیذ ہے" پادری سٹورٹ نے کہا "یہ ٹھیک ہے کہ یہ محض چربی دار نمک لگا گوشت ہے مگر میں نے اتنا لذیذ گوشت اب تک نہیں چکھا تھا۔ بہن انگلز، بتاؤ گی کہ تم نے یہ گوشت کیسے پکایا ہے؟"

ما حیران رہ گئیں، اور پادری ایلڈن نے وضاحت کی "سکاٹی یہاں تبلیغ ہی کے پیشہ کو اپنانے والا ہے۔ میں تو یہاں صرف اس لئے آیا ہوں کہ اسے ڈگر پر چلا سکوں۔ وہ اپنا کھانا خود ہی پکایا کرے گا۔"

"کیوں سٹورٹ بھیّا، تمھیں کھانا بنانا آتا ہے کیا؟ ما نے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تجربہ سے سیکھ جائے گا وہ کھانے پینے کا سامان لے کر آیا تھا ـــــ لوبیا، میدہ، نمک، چائے اور نمک لگا گوشت۔

"گوشت پکانا آسان ہے" ما نے کہا "پتلے پتلے ٹکڑے کاٹ کر انھیں ٹھنڈے پانی میں ڈال دو اور اس پانی کو نیم گرم کر لو۔ جب پانی گرم ہو جائے تو اسے انڈیل دو، پھر ٹکڑوں کو میدے میں لپیٹ کر خوب اچھی طرح تل لو۔ جب وہ خستہ ہو جائیں، انھیں نکال کر ایک قاب میں ڈال دو اور اس میں سے تھوڑی سی چربی نکال لو۔ اس چربی کو مکھن کے لئے بچا کر

رکھو۔ پھر تھوڑا سا میدہ اس چربی پر چھڑک دو جو کڑاہی میں باقی بچ گئی ہے۔ پھر اس میں کچھ دودھ ڈالو اور اسے آگ پر چڑھا کر اسے خوب اچھی طرح سے ہلاتے رہو، اور اس وقت تک ہلاتے رہو جب تک آب گوشت یکساں نہ ہو جائے۔"

"اگر آپ تکلیف محسوس نہ کریں تو ذرا لکھ دیجئے گا۔" پادری سٹورٹ نے کہا "کہ اس میں میدہ کتنا ڈالا جائے اور دودھ کتنی مقدار میں ڈالا جائے۔"

"یا خدایا!" ما نے کہا "میں ناپ کر تو کبھی نہیں ڈالتی۔ بس اندازے سے ہی کام چلا لیتی ہوں۔" انھوں نے ایک کاغذ، اپنا موتیوں کے دستے والا قلم اور دوات لی اور تلے ہوئے نمک لگے گوشت اور آب گوشت، خمیرے آٹے کے بسکٹوں اور لوبیے کے شوربے اور تنور میں پکائے جانے والے لوبیے کے نسخے لکھنے بیٹھ گئیں جبکہ لارا نے جلدی جلدی میز صاف کی اور کیری بھاگی بھاگی مسٹر اور مسز بوسٹ کے پاس گئی کہ وہ وعظ سننے کیلئے آئیں۔

سوموار کی صبح کو گرجا گھر کی بات کچھ عجیب سی لگتی تھی مگر سیاح، اپنے وطن کے سفر کے آخری مرحلے پر روانہ ہونے والے تھے، اور کوئی بھی شخص وعظ کا موقع کھونا نہیں دینا چاہتا تھا۔

پا نے سارنگی بجائی اور ان سب نے مل کر ایک حمد گائی۔ ما کے نسخے، پادری سٹورٹ کی جیب میں رکھے تھے۔ اس نے ان کی قابل تعریف کوششوں میں رہنمائی کے لئے ایک مختصر سی پرارتھنا کی۔ پھر پادری ایلڈن نے وعظ کیا۔ اسکے بعد پا کی سارنگی سے ایک پُر مسرت اور شیریں دھن ابھری اور وہ سب گانے لگے:

"وہاں ایک خوشیوں بھری سرزمین ہے، دور، بہت دور
جہاں مہاتما، دن کی روشنی کی طرح درخشاں، کھڑے رہتے ہیں
فرشتوں سے خدا کی عظمت کا نغمہ سننے کے لئے ......"

جب گھوڑوں کی جوڑی اور ویگن روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گئے، پادری ایلڈن نے کہا "اس نئے قصبہ میں آپ لوگوں نے سب سے پہلے وعظ سُنا ہے۔ موسم بہار میں مَیں واپس آکر ایک گرجا گھر کو منظم کروں گا۔" اور انھوں نے میری، لارا اور کیری سے کہا "ہم سنڈے سکول کا بھی اہتمام کریں گے! اگلی کرسمس کے موقع پر تم "بڑے دن کے درخت" میں مدد دے سکتی ہو۔"

وہ کود کر ویگن میں جا بیٹھے اور انھیں اس بات کے متعلق سوچنے اور انتظار کرنے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔

شالوں، کوٹوں اور مفلروں میں لپٹے، وہ سب ویگن کو جاتے دیکھتے رہے۔ ویگن برف پر چلتی مغرب کی طرف جا رہی تھی اور پہیوں کے نشان اپنے پیچھے چھوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس سے پہلے اس برف پر کسی کے قدم نہیں پڑے تھے۔

اس روز بڑی خنکی تھی مگر سورج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ نکل آیا تھا جس سے ساری برفیلی دنیا چمک اٹھی تھی۔ مسز بوسٹ نے اپنی شال کو تہ کر کے اپنے منہ کے آگے ڈال رکھا تھا۔ وہ اس شال کے اندر سے بولی "یہاں پہلے گرجے کا وعظ سننا کتنی اچھی بات ہے!"

"یہاں کونسا قصبہ بننے والا ہے؟" کیری نے پوچھا

"ابھی اس کا کوئی نام نہیں رکھا گیا۔ کیوں پا، کوئی نام رکھا گیا ہے کیا اس کا؟" لارا نے کہا

"ہاں" پا نے جواب دیا "اس کا نام ہے ڈی سمیٹ۔ اس کا نام ایک فرانسیسی پادری کے نام پر رکھا گیا ہے جو یہاں ابتدائی دنوں میں آیا تھا۔"

وہ گرم، آرام دہ مکان میں چلے گئے۔ "وہ بیچارہ لڑکا تو اپنی صحت گنوا بیٹھے گا۔" ما بولیں "خود ہی سارا کام کرنا اور خود ہی اپنا کھانا تیار کرنا۔" وہ پادری سٹورٹ کا ذکر کر رہی تھیں۔

"وہ سکاٹ لینڈ کا رہنے والا ہے" پا بولے گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ سکاٹ لینڈ کا ہونے کی وجہ سے وہ صحت مند رہے گا۔

"کیوں انگلز، میں نے موسم بہار کے ہجوم کے متعلق تم سے کیا کہا تھا؟" مسز بوسٹ نے کہا "ابھی مارچ کا مہینہ شروع ہی ہوا ہے، اور زمین کے دو متلاشی یہاں آ پہنچے ہیں۔"

"ہاں، میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی۔" پا نے کہا "کل چاہے بارش ہو، چاہے دھوپ۔ میں ہر حالت میں صبح سویرے مدد کرنے جا رہا ہوں۔"

---:(۵):---

چوبیسواں باب

بہار کے دنوں کی بھیڑ

"آج رات، راگ رنگ کی محفل نہیں جمے گی" پا نے اس شام، کھانے کے وقت کہا "جلدی سے سو جاؤ، کیونکہ صبح جلد ہی اٹھنا ہے، اور اگر خدا نے چاہا تو پرسوں ہم زمین پر اپنا دعویٰ پیش کر دیں گے۔"

"مجھے بہت خوشی ہو گی چارلس" ما نے کہا۔ گذشتہ رات اور اس صبح کی گہما گہمی کے بعد سارے مکان پر ایک خاموشی سی چھا گئی تھی، بالکل پہلے والی۔ شام کے کھانے کا کام ہو چکا تھا، گریس پہیئے والے بستر میں سو گئی تھی اور ما، پا کے لئے دوپہر کا کھانا باندھ رہی تھیں جو انھیں بروکنز جاتے وقت راستے میں کھانا تھا۔

"سنو۔" میری بولی "مجھے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی ہے۔"

لارا نے کھڑکی کے ایک شیشے کے ساتھ اپنا چہرہ لگا دیا، اور اپنے ہاتھوں سے لیمپ کی روشنی بجھا دی۔ برف پر گہرے رنگ کے گھوڑوں کی ایک جوڑی، اور آدمیوں سے بھرا ایک ویگن کھڑا تھا۔ ان میں سے ایک نے دوسری مرتبہ آواز لگائی، پھر ایک اور آدمی کود کر نیچے زمین پر آ گیا۔ پا، اسے ملنے گئے اور وہ دونوں وہاں کھڑے باتیں کرتے رہے۔ پھر پا اندر آئے اور آ کر دروازہ بند کر دیا۔

"پانچ آدمی ایراکیر ولین" وہ بولے "اجنبی لوگ ہیں، اور ہیرن جا رہے ہیں۔"

"ان کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں" ما بولیں

"مگر ہمیں انھیں رات کی رات یہیں رکھنا ہے کیرولین۔ اور کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ رہ سکیں یا جہاں انھیں کھانے کو کچھ مل سکے۔ ان کے گھوڑے تھک کر نڈھال ہو گئے ہیں۔ وہ سب کے سب سادہ لوح ہیں۔ اگر وہ آج رات، ہیرن چلنے کی کوشش کریں گے تو پریری کے میدان ہی میں کہیں کھو کر رہ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ سردی میں یخ ہی ہو جائیں۔"

ما نے گہری سانس لی "چارلس آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔"

چنانچہ ما نے پانچ اجنبی اشخاص کے لئے کھانا تیار کیا۔ ساری جگہ ان کے لمبے لمبے جوتوں سے بھر گئی اور ان کی اونچی اونچی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان کے بستروں کا ایک ڈھیر سا لگ گیا تھا جو چولھے کے قریب فرش پر بچھائے جانے تھے۔ رات کے کھانے کی طشتریوں سے نمٹنے سے پہلے ہی ما نے پانی سے اپنے ہاتھ نکالے اور آہستہ سے بولیں

"لڑکیو، اب سونے کا وقت ہے۔"

یہ سونے کا وقت نہیں تھا مگر وہ سمجھتی تھیں کہ ما ایسا اس لئے کہہ رہی تھیں کہ وہ انھیں نیچے اجنبی لوگوں کے پاس ٹھہرنے نہیں دینا چاہتی تھیں۔ سیڑھی کے دروازے میں سے کیری نے میری کی پیروی کی مگر ما نے لارا کو پکڑ کر اس کے ہاتھ میں لکڑی کی ایک مضبوط چپٹی تھما دی۔ "اسے پھرکی دار بیلن کے اوپر درز کے اندر گھسیڑ دینا" ما بولیں "اسے خوب اچھی طرح اس کے اندر گھسیڑنا اور پھر اسے وہیں پڑا رہنے دینا۔ پھر کوئی بھی پھرکی دار بیلن کو نہیں اٹھا سکے گا، اور دروازہ نہیں کھل سکے گا۔ میں دروازے کو مقفل کرنا چاہتی ہوں۔ کل صبح، جب تک میں آواز نہ لگاؤں، تم نیچے مت آنا۔"

صبح کے وقت لارا اور میری اور کیری بستر میں لیٹی رہیں حالانکہ سورج نکل آیا تھا۔ نیچے سے انھیں اجنبی اشخاص کی باتوں اور طشتریوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ما نے کہا تھا کہ جب تک وہ ہمیں آواز نہ دیں، ہم نیچے بالکل نہ جائیں" لارا نے ضد کی۔

"کاش کہ وہ چلے جائیں" کیری بولی "مجھے اجنبی لوگ پسند نہیں۔"

"مجھے بھی پسند نہیں، اور ما کی بھی یہی حالت ہے" لارا نے کہا "ان لوگوں کو تیار ہونے میں بڑی دیر لگتی ہے کیونکہ وہ جاہل اور بے وقوف ہیں۔"

اور پھر وہ چلے گئے۔ صبح کے کھانے پر پا نے بتایا کہ کل صبح وہ پھر وکٹر جائیں گے۔ "صبح سویرے ہی جانے میں فائدہ ہے، ورنہ کوئی فائدہ نہیں" وہ بولے "دن بھر کا سفر ہے، اور سورج نکلنے کے بعد سفر پر نکلنا اور رات بھر اس سردی میں ٹھٹھرتے رہنا کوئی عقلمندی نہیں۔"

اس رات اور اجنبی لوگ آئے، اگلی رات اور آ گئے۔ ما بولیں "خدا رحم کرے۔ کیا ہمیں ایک رات بھی چین کی نیند نصیب نہ ہوگی؟"

"میں مجبور ہوں کیرولین" پا نے کہا "ہم لوگوں کو ایسی حالت میں پناہ دینے سے انکار نہیں کر سکتے جب یہاں اور کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ ٹھہر سکتے ہوں"

"مگر اس کے لئے ہم ان سے اُجرت وصول کر سکتے ہیں چارلس" ما نے مضبوطی کے ساتھ کہا۔ پا یہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگوں کو پناہ دینے اور انھیں کھانا کھلانے کی قیمت وصول کی جائے۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ما ٹھیک ہی کہہ رہی تھیں، چنانچہ وہ کھانے کے لئے پچیس سینٹ فی کس وصول کرنے لگے، رات بھر کے قیام کے لئے بھی وہ پچیس سینٹ ہی وصول کرتے، چاہے قیام کرنے والا کوئی آدمی ہوتا یا گھوڑا۔

اب وہاں کوئی راگ رنگ نہیں ہوتا تھا۔ شام کے کھانے کی آرام دہ اور تسکین بخش شامیں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ ہر روز، کھانے کی میز کے ارد گرد مزید اجنبی جمع ہو جاتے، اور ہر رات پلیٹیں دھو چکنے کے فوراً ہی بعد لارا، میری اور کیری کو اوپر میانی میں چلا جانا اور اندر سے دروازہ بند کر لینا پڑتا۔

اجنبی لوگ آئیووا، اوہیو، الی نس، مچی گن، وسکانسن، منے سوٹا، نیویارک اور ورماؤنٹ تک سے آتے۔ وہ سب ہرن یا فورٹ پیری یا اور آگے مغرب میں زمین کی تلاش میں جا رہے تھے۔

ایک صبح لارا اٹھ کر بستر میں بیٹھ گئی اور سننے لگی "پا، کہاں ہیں؟" وہ بولی "ان کی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ وہ تو مسٹر بوسٹ کے باتیں کرنے کی آواز ہے"

"شاید وہ جگہ کی تلاش میں چلے ہی گئے ہوں" میری نے اندازہ لگایا۔

انجام کار جب لدے ہوئے ویگن مغرب کی طرف روانہ ہو گئے تو ما نے لڑکیوں کو نیچے آنے کے لئے کہا۔ انھوں نے لڑکیوں کو بتایا کہ پا، صبح سویرے ہی چل دیئے تھے۔ "وہ ہمیں اس ہجوم میں چھوڑ کر جانا تو نہیں چاہتے تھے" وہ بولیں "مگر ان کے لئے جانا بھی ضروری تھا۔ اگر وہ جلدی نہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص ہی جگہ لے لے۔ ہمیں یہ خیال بھی نہیں تھا کہ لوگ اس طرح اس جانب بھاگ نکلیں گے، اور ابھی تو مارچ کا مہینہ شروع ہی ہوا ہے"

یہ مارچ کا پہلا ہفتہ تھا۔ دروازہ کھلا تھا اور ہوا یوں محسوس ہو رہی تھی گویا موسم بہار ہو۔

"مارچ کا مہینہ ایک بھیڑ کی مانند آتا ہے اور ایک شیر کی مانند جاتا ہے" ما بولیں "آؤ لڑکیو۔ بہت کام پڑا ہے۔ پیشتر اس کے کہ اور لوگ آجائیں، ہم اس مکان کو ذرا ٹھیک کر لیں"

"میں چاہتی ہوں کہ پا کے لوٹنے تک کوئی یہاں نہ آئے" لارا بولی۔ وہ اور کیری پلیٹیں دھو رہی تھیں جو ایک بہت بڑے ڈھیر کی شکل میں پڑی تھیں۔

"ہو سکتا ہے، کوئی بھی نہ آئے۔" کیری نے اُمیّد کی۔

"تمھارے پا کی غیر حاضری میں مسٹر بوسٹ گھر کا خیال رکھے گا۔" ما بولیں۔ وہ مسٹر اور مسز بوسٹ سے یہیں ٹھہرنے کو کہہ گئے تھے۔ وہ خواب گاہ میں سوئیں گے، اور گریس اور میں، اوپر تم لڑکیوں کے پاس ہوں گی۔"

مسز بوسٹ کام میں ہاتھ بٹانے آجاتی۔ اس روز انھوں نے سارا گھر صاف کیا اور بستروں کو اٹھایا۔ وہ سب تھک کر چُور ہو چکی تھیں۔ اور پھر جب غروب آفتاب کی آخری کرن دم توڑ رہی تھی، انھیں مشرق کی طرف سے ایک ویگن آتا دکھائی دیا اس میں پانچ آدمی تھے۔

مسٹر بوسٹ نے گھوڑوں کو اصطبل میں لے جانے میں ان کی مدد کی، مسز بوسٹ نے ان کے لئے شام کا کھانا تیار کرنے میں ہاتھ بٹایا۔ ابھی ان لوگوں نے کھانا ختم بھی نہیں کیا تھا کہ ایک اور ویگن آ گیا۔ اس میں چار آدمی تھے۔ لارا نے میز صاف کی، پلیٹیں صاف کیں اور ان لوگوں کے لئے میز پر کھانا پروسنے میں مدد دی۔ ابھی وہ کھانا کھا ہی رہے تھے کہ ایک اور ویگن آ پہنچا۔ اس ویگن میں چھ آدمی تھے۔

میری اوپر چلی گئی تھی کیونکہ اس کے لئے ہجوم سے دور رہنا ضروری تھا۔ کیری خواب گاہ کا دروازہ بند کر کے لوری سُنا سُنا کر گریس کو سُلانے لگی۔ لارا نے ایک بار پھر میز صاف کیا اور پھر سے پلیٹیں دھوئیں۔

"یہ تو سارا کام چوپٹ ہو گیا" ما نے مسز بوسٹ سے کہا جب وہ نعمت خانے میں ملیں۔ "فرش پر تو ان بن رہ آدمیوں کے سونے کی جگہ ہے نہیں۔ ہمیں ان کے لئے باہر اسارے میں انتظام کرنا پڑے گا۔ اور بستروں کی جگہ تو انھیں اپنے کپڑوں کمبلوں اور کوٹوں ہی کو استعمال میں لانا پڑے گا۔"

"اب اس کام کو سنبھال لیں گے۔ میں ان سے کہہ دوں گی" مسز بوسٹ بولی "خدا کرے اب یہ آخری ویگن ہی ہو۔

لارا کو ایک بار پھر پلیٹیں دھونا پڑیں اور نئے سرے سے میز کو بچھانا پڑا۔ سارا مکان، اجنبی لوگوں، اجنبی آنکھوں، اجنبی آوازوں، بھاری بھرکم کوٹوں اور کیچڑ سے اٹے پڑے جوتوں سے اسقدر بھرا پڑا تھا کہ اس کے لئے اس ہجوم کو چیر کر نکل جانا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

خدا خدا کر کے ان سب نے کھانا کھالیا اور آخری مرتبہ آخری پلیٹ دھولی گئی۔ ما گریس کو اپنے بازوؤں میں لے کر سیڑھیوں پر بڑھا اور کیری کے پیچھے پیچھے چلنے لگیں اور اوپر جا کر انھوں نے دروازہ بند کر لیا۔ میری بستر میں سو رہی تھی اور جب تک وہ کپڑے اتارتی رہیں، لارا اپنی آنکھیں نہ کھول سکی۔ مگر جوں ہی وہ بستر میں جا کر لیٹیں، انھیں نیچے کچھ شور و غل سنائی دیا، اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

نیچے زور زور سے باتیں کرنے اور چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ ما اٹھ کر باتیں سننے لگیں۔ نیچے کی خواب گاہ میں مکمل خاموشی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مسٹر بوسٹ کے نزدیک یہ شور شرابہ مناسب اور جائز ہی تھا۔ ما دوبارہ لیٹ گئیں۔ شور بڑھتا گیا۔ بعض اوقات یہ قریب قریب رک سا جاتا، اور پھر دفعتاً شروع ہو جاتا۔ ایک زور دار دھماکے نے سارے مکان کو ہلا کر رکھ دیا۔ لارا اٹھ کھڑی ہوئی اور چلانے لگی "ما! وہ کیا ہے؟"

ما کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ وہ نیچے سے آنے والی سبھی آوازوں سے زور دار معلوم ہو رہی تھی "چپ رہو لارا" وہ بولی "لیٹ جاؤ۔"

لارا نے خیال کیا کہ وہ سو نہیں سکے گی۔ وہ اسقدر تھکی ماندہ تھی کہ اس شور و غل سے اسے بڑی اذیت ہو رہی تھی۔ مگر ایک اور دھماکے نے اُسے گہری نیند سے بیدار کر دیا۔ "سب ٹھیک ہے لارا، فکر کی کوئی بات نہیں۔" ما بولیں "مسٹر بوسٹ وہیں ہے۔"

اور لارا پھر سے سو گئی۔

صبح کے وقت، ما نے اسے آہستہ سے جھٹکا دے کر بیدار کیا، اور سرگوشی کے انداز میں گویا ہوئیں "آؤ لارا۔ ناشتے کا وقت ہے۔ دوسروں کو سویا رہنے دو۔"

وہ اکٹھی ہی نیچے گئیں۔ مسٹر بوسٹ نے اپنا بستر اٹھا لیا تھا۔ پریشان بالوں، خوابیدہ اور سرخ آنکھوں والے اجنبی اپنے اپنے جوتے اور کوٹ پہن رہے تھے۔ ما اور مسز بوسٹ نے جلدی جلدی ناشتہ تیار کیا۔ میز چھوٹی تھی، پلیٹیں بھی ناکافی تھیں۔ چنانچہ لارا نے میز بچھائی اور تین دفعہ پلیٹیں صاف کیں۔

آخر کار وہ آدمی چلے گئے۔ ما نے کیری کو آواز دی۔ ما اور مسز بوسٹ مزید ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔ لارا پلیٹیں دھو رہی تھی۔ میز ایک بار پھر لگا دیا گیا تھا۔

"اُف! کیا غضب کی ہنگامہ خیز رات تھی۔" مسز بوسٹ بولی

"کیا بات تھی؟" میری نے حیرت کے عالم میں کہا۔

"میرے خیال میں انھوں نے پی رکھی تھی۔" ما نے کسے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ کہا۔

"ہاں، انھوں نے واقعی پی رکھی تھی!" مسٹر بوسٹ نے انھیں بتایا "وہ وسکی کی بوتلیں اور ایک جگ لے آئے تھے۔ ایک بار تو جی میں آئی کہ ذرا مداخلت کروں مگر ان بد مست شرابیوں کے سامنے میری پیش بھی کیا چل سکتی تھی؟ چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ انھیں لڑنے ہی دیا جائے تاکہ وہ کہیں مکان کو آگ ہی نہ لگا دیں۔

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔" ما بولیں

اس روز ایک نوجوان، عمارتی لکڑی لادے، مکان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ وہ یہ تختے بروکنز سے لایا تھا تاکہ اس جگہ ایک سٹور بنا سکے جہاں قصبہ بنایا جانا تھا۔ بڑے خوشگوار لب و لہجہ میں اس نے ما سے کہا کہ جب تک اس کے سٹور کی تعمیر مکمل نہیں ہو جاتی، اسے وہیں ان کے ہاں کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔ ما انکار نہ کر سکیں کیونکہ وہاں اور کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے وہ کھانا کھا سکتا تھا۔

اس کے بعد ایک اور شخص اپنے لڑکے کے ساتھ آیا۔ یہ دونوں ٹوآبشاروں سے آئے تھے۔ وہ کریانہ سٹور بنانے کے لئے لکڑی لے کر آئے تھے۔ انھوں نے ما سے درخواست کی کہ ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دیا جائے، اور ان کی درخواست کو قبول کر چکنے کے بعد وہ لارا سے کہنے لگیں،

"اگر انگلز جلدی واپس نہ آئے تو ان کے آنے تک یہاں ایک قصبہ بن چکا ہو گا۔" مسٹر بوسٹ نے کہا

"میں تو یہی امید کرتی ہوں کہ وہ جلد سے جلد اپنا کلیم پیش کر دیں" ما نے بڑے اشتیاق سے کہا۔

———— :(٭): ————

پچیسواں باب

داؤ

وہ دن بے کیف سا رہا۔ لارا کے پپوٹے بھاری ہو رہے تھے اور وہ سارا وقت جمائیاں لیتی رہی مگر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ دوپہر کے وقت نوعمر مسٹر ہنز اور مسٹر ہارتھورنز کھانے پر آئے۔ دوپہر کے بعد نئی عمارتوں کے چھتوں پر ہتھوڑوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ یوں لگتا تھا جیسے پا کو گئے ہوئے ایک مدت ہو گئی ہو۔

وہ اس رات نہیں آئے۔ اگلے دن بھی وہ نہیں آئے۔ اس رات بھی وہ نہیں آتے۔ اور اب لارا کو اس بات کا یقین ہونے لگا تھا کہ انھیں جگہ حاصل کرنے میں کافی وقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ انھیں جگہ مل ہی نہ سکے۔ اگر انھیں جگہ نہ مل سکی تو شاید ان لوگوں کو مغربی میں اور گن کی طرف جانا پڑے گا۔

ما اب کسی اور اجنبی کو مکان میں سونے نہیں دیتی تھیں۔ صرف مسٹر ہنٹر اور دونوں بار تھونسز، چولھے کے قریب فرش پر بستر بچھا کر سو گئے۔ موسم اتنا سرد نہیں تھا کہ اپنے ویگنوں میں سونے سے آدمیوں کے ٹھٹھر کر مر جانے کا اندیشہ ہو۔ ما ان سے صرف شام کے کھانے کے پچیس سینٹ وصول کرتی تھیں، اور گئی رات تک وہ اور مسز بوسٹ کھانا بناتیں اور لارا پلیٹیں صاف کرتی رہتی۔ اب اتنے لوگ کھانا کھانے کو آتے تھے کہ وہ ان کا شمار کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتی تھی۔

چوتھے روز، گئی دوپہر کو پا گھر آئے۔ جب وہ گھر کے قریب سے ہو کر تھکے ماندہ گھوڑوں کو اصطبل میں باندھنے کے لئے گزرے تو انھوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر اشارہ کیا اور مسکراتے ہوئے مکان میں داخل ہوئے "کیرولین، لڑکیو، سناؤ کیا حال ہے؟" وہ بولے "بھئی ہمیں جگہ مل گئی ہے۔"

"مل گئی؟" ما نے مسرت سے کہا

"میں گیا کس مقصد سے تھا آخر؟ اسی لئے تو گیا تھا ناں؟" پا ہنسے "اُف ویگن کی سواری میں بھی کتنی غضب کی سردی لگتی ہے! میں ذرا چولھے کے پاس جا کر گرم ہو جاؤں۔"

ما نے آگ کو کریدا اور چائے کی کیتلی آگ کے اوپر رکھ دی۔ "کوئی تکلیف ہوتی تھی چارلس؟" انھوں نے پوچھا

"تم یقین نہیں کرو گی" پا بولے "اتنا ہجوم تو میں نے زندگی بھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے پورے کا پورا ملک جگہ حاصل کرنے کو اُمڈ پڑا ہو۔ میں پہلی رات بخیر و عافیت بروکنز پہنچ گیا تھا، اور اگلی صبح جب میں لینڈ آفس پہنچا تو حالت یہ تھی کہ میرے لئے دروازے تک پہنچنا مشکل ہو رہا تھا۔ ہر شخص کو لائن میں کھڑا ہونا اور اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ مجھ سے آگے اتنے لوگ تھے کہ اس روز میری باری آئی ہی نہیں۔"

"تو آپ دن بھر وہیں کھڑے رہے کیا؟" لارا چلائی

"ہاں بیٹی۔ دن بھر"

"بنا کچھ کھائے پئے! نہیں پا، ایسا نہیں ہو سکتا" کیری بولی

ارے مجھے اس کی چنتا نہیں تھی۔ مجھے چنتا تھی تو صرف ہجوم کی۔ میں تو صرف یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں کوئی دوسرا شخص مجھ سے پہلے ہی میری زمین پر ملکیت کا دعویٰ نہ کر دے۔ کیرولین، تم نے بھلا کاہے کو اتنا ہجوم دیکھا ہوگا۔ بہرحال اس وقت تو مجھے اتنی فکر نہیں تھی جتنی فکر مجھے بعد از اں ہوئی۔"

"وہ کیوں پا؟" لارا نے پوچھا

ارے بھئی ذرا سانس تو لے لینے دو! ہاں تو جب دفتر بند ہوا تو میں ہجوم کے ساتھ ہی شام کا کھانا کھانے ایک ہوٹل میں چلا گیا۔ وہاں میں نے چند آدمیوں کو باتیں کرتے سُنا۔ ان میں سے ایک نے ہرن کے قریب کسی جگہ پر ملکیت کا دعویٰ کیا تھا۔ دوسرے نے کہا کہ ہرن کے مقابلے پر ڈی سمٹ یقیناً ایک بہتر قصبہ بننے والا ہے، اور پھر اس نے زمین کے ٹکڑے کا ذکر کیا جو میں نے پچھلے موسم سرما میں منتخب کیا تھا۔ اس نے نمبر بتائے۔ وہ اگلی صبح، اسی ٹکڑے کو حاصل کرنے کے لئے درخواست دینے والا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس قصبہ والی جگہ کے قریب صرف یہی ایک ٹکڑا خالی بچ گیا ہے۔ چنانچہ وہ اُسے حاصل کرنے جا رہا تھا حالانکہ اس نے اسے کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔

"ہاں، تو یہ بات میرے لئے بہت کافی تھی۔ مجھے اس زمین کے حاصل کرنے میں اُسے مات دینا تھی۔ پہلے پہل تو میرا خیال تھا کہ اگلی صبح سُورج نکلتے ہی پہنچ جاؤں گا مگر پھر مَیں نے سوچا کہ اس سے کہیں موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ چنانچہ شام کا کھانا کھانے کے فوراً ہی بعد مَیں لینڈ آفس کی طرف چل دیا۔

"میرا خیال تھا کہ وہ بند ہو چکا ہوگا" کیری بولی

"ہاں۔ وہ بند ہو چکا تھا۔ اور مَیں رات بسر کرنے کے لئے اس کے دروازے کے آگے کی سیڑھیوں پر ہی لیٹ گیا۔"

"آخر ایسا کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی چارلس؟" ما نے انھیں چائے کا ایک پیالہ پکڑاتے ہوئے کہا۔

"ضرورت کیا تھی؟" پا نے دہرایا "وہاں صرف میں ہی اکیلا نہیں تھا جس کے دماغ میں یہ خیال اُبھرا تھا یہ تو خوش قسمتی تھی کہ میں وہاں پہنچنے والوں میں سب سے پہلا شخص تھا۔ وہاں شاید چالیس کے قریب آدمی رات بھر انتظار کرتے رہے۔ اور میرے بالکل بعد وہ دو آدمی تھے جنھیں میں نے رات کو باتیں کرتے سُنا تھا۔"

انھوں نے پھونک مار کر چائے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی، اور لارا بولی "کیوں پا، وہ نہیں جانتے تھے کہ

آپ کو وہ زمین درکار تھی ؟"

"وہ میرے واقف ہی کہاں تھے ؟" پا نے چائے پیتے ہوئے کہا "وہ تو اس وقت ان سے واقفیت ہوئی جب ایک شخص آکر کہنے لگا" ہیلو انگلز! تو تم نے سردیاں رو ہیلی جھیل کے کنارے ہی بسر کیں۔ ڈی سمٹ میں قیام کا ارادہ ہے کیا ؟"

"اوہ - پا ! میری چیخی۔

"ہاں۔ جلتی پر تیل ڈالا جا چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اگر اس دروازے سے ذرا بھی ادھر ادھر ہوا تو موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ چنانچہ میں وہیں ڈٹا رہا۔ سورج نکلنے تک ہجوم دو گنا ہو گیا' اور جب دفتر کھلا تو کوئی دوسو کے لگ بھگ آدمی مجھے دھکیل رہے تھے۔ اس روز قطار میں کھڑا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس روز تو ہر شخص اپنی ہمت کے سہارے ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں تھا۔

"خدا خدا کر کے دروازہ کھلا۔ اور چائے ہے کیرولین ؟"

"اوہ - پا' اپنی بات کو تو جاری رکھئے نا !" لارا بولی

"جونہی یہ کھلا" پا بولے "ہرن والے آدمی نے مجھے گھیر لیا' اندر گھس جاؤ میں اسے پکڑے رکھوں گا! اس نے دوسرے ساتھی سے کہا۔ اس کا مطلب لڑائی تھا' اور لڑائی کا مطلب یہ تھا کہ ادھر میں لڑتا رہوں گا اُدھر وہ زمین پر قبضہ کر لیں گے۔ عین اس وقت' پلک جھپکتے ہی میں کسی شخص نے اس آدمی کو آن لیا' چلو انگلز! وہ چیخا "میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

پا اتنے غصے میں بول رہے تھے کہ ان کی آواز دیوار سے ٹکرا کر گونج رہی تھی۔ ما کا سانس پھول گیا "رحم ! چارلس ! اب بتا بھی کرو !"

"اور تم یہ قیاس بھی نہیں کر سکتیں کہ وہ کون تھا !" پا بولے

"مسٹر ایڈ ورڈز !" لارا چلائی

پا دنگ رہ گئے "تم نے کیونکر قیاس کر لیا لارا ؟"

قبائلی علاقے میں وہ اسی طرح چیخا چلایا کرتا تھا۔ وہ ٹینے سی کا جوشیلا شخص ہے" لارا کو یاد تھا "اوہ پا۔

وہ کہاں ہے؟ آپ اسے اپنے ساتھ لائے تھے؟"

"میں اُسے اپنے ساتھ گھر نہ لا سکا" پا نے بتایا "میں نے اسے یہاں لانے کی ہر ممکن ترغیب دی مگر اس نے یہاں سے جنوب میں کسی زمین کا مطالبہ کر رکھا تھا، اور وہاں اس کا رہنا ضروری تھا تاکہ کوئی دوسرا شخص اس زمین کو قبضہ میں نہ لے لے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس کی طرف سے تمہیں، کیرولین، میری اور کیری سب کو آداب کہوں۔ مجھے اگر اس زمین کا حق ملا ہے تو صرف اسی کی بدولت۔

"خدا کی قسم، اس نے بھی کیا لڑائی شروع کی تھی!"

"وہ زخمی ہوا تھا؟" میری نے بڑے اشتیاق سے پوچھا

"ایک خراش تک نہیں آئی اُسے۔" اس نے تو صرف جھگڑا شروع کر دیا تھا، اور جونہی میں نے اندر داخل ہو کر اپنا دعویٰ پیش کیا، وہ اس جھگڑے سے باہر ہو گیا۔ بہر حال اس جھگڑے کو ختم کرنے اور ہجوم کو شانت کرنے میں کچھ وقت لگا۔ وہ......"

"انت بھلا، سو بھلا چارلس" ما نے مداخلت کی

"ہاں، میرا بھی یہی خیال ہے کیرولین" پا بولے "ہاں میرا خیال ہے، یہ ٹھیک ہی ہے۔ ہاں، تو لڑکیو! میں نے ایک سو ساٹھ ایکڑ زمین کے لئے چچا سام کے ساتھ چودہ ڈالر کی رقم داؤں پر لگا دی ہے۔ اور اس زمین کو ہم پانچ سال تک اپنی ملکیت میں رکھ سکتے ہیں۔ اس شرط کے جیتنے میں میری مدد کرو گی؟"

"ہاں پا!" کیری نے اشتیاق سے کہا اور میری بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولی "ہاں پا۔" اور لارا نے سنجیدگی سے وعدہ کیا "ہاں پا۔"

"میں اسے جوا سمجھنے کے لئے تیار نہیں" ما نے اپنی دھیمی آواز میں کہا

"کیرولین۔ ہر چیز قریب قریب جوا ہی ہے" پا نے کہا "کوئی چیز یقینی نہیں ماسوائے موت اور ٹیکسوں کے۔"

---:(۵):---

چھبیسواں باب

گرم بازاری

اب پا کے پاس لمبی، پرمذاق باتوں کے لئے وقت نہیں تھا مغربی کھڑکی سے سورج کی شعاعیں فرش پر ترچھی پڑنے لگی تھیں، اور ما بولیں "ہمیں شام کے کھانے کی تیاری میں لگ جانا چاہئے۔ وہ لوگ اب آتے ہی ہوں گے۔"

"کون وہ لوگ؟" پا نے پوچھا

"اوہ۔ ذرا اُرکو ما، ذرا رکو۔ میں انھیں دکھانا چاہتی ہوں" لارا نے التجا کی "یہ بڑی اچنبھے کی بات ہے، پا!" وہ جلدی سے نعمت خانے میں گھس گئی، اور لوبیے کی بوری میں سے جو قریب قریب خالی ہو چکی تھی، اس نے روپے سے بھری ہوئی ایک چھوٹی سی بوری نکالی۔ یہ روپوں کی بوری اس نے لوبیے کی خالی بوری کے اندر چھپا رکھی تھی۔ "دیکھو پا۔ دیکھو!"

پا نے تعجب سے اس چھوٹی بوری کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ انھوں نے ان سب کے چہروں کی طرف دیکھا۔ ان سب کے چہرے مسکراہٹوں سے دمک رہے تھے "کیرولین! تم لڑکیاں یہ کیا کرتی رہی ہو؟"

"اس کے اندر دیکھو پا" لارا چلائی۔ پا، اس چھوٹی سی بوری کو کھولنے لگے مگر لارا انتظار نہ کر سکی۔ وہ جھٹ سے بولی "پندرہ ڈالر اور پچیس سینٹ ہیں اس میں!"

"اپنی جان کی قسم!" پا بولے

پھر لارا اور ما کھانے میں لگ گئیں۔ اس دوران میں انھوں نے پا کو ہر وہ بات بتادی جو ان کی غیر حاضری میں رونما ہوئی تھی۔ ابھی ان کی باتیں ختم بھی نہیں ہوئی تھیں کہ ایک اور ویگن آکر دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس روز، رات کے کھانے پر سات اجنبی آدمی تھے۔ ان سات آدمیوں کے کھانے کا مطلب مزید ایک ڈالر اور پچھتّر سینٹ تھے۔ اور اب جب پا گھر میں تھے، اجنبی لوگ چولھے کے ارد گرد فرش پر سو سکتے تھے۔ لارا کو اب اس

بات کی کوئی چنتا نہیں تھی کہ اس نے کتنی طشتریاں دھوئی تھیں، نہ ہی اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ اسے نیند آ رہی تھی یا وہ کس قدر تھکی ماندہ تھی۔ پا اور ما دولتمند بن رہے تھے، اور وہ انھیں دولتمند بننے میں مدد دے رہی تھی۔

صبح کے وقت جب وہ اٹھی تو حیران رہ گئی۔ بات تک کرنے کا وقت نہ تھا۔ ناشتے پر اس قدر آدمی موجود تھے کہ وہ بمشکل تمام اتنی جلدی جلدی پلیٹیں صاف کر سکی، اور انجام جب اس نے پلیٹوں والا برتن خالی کر دیا تو اس کے پاس جھاڑو دینے اور کیچڑ سے اٹا فرش صاف کرنے کو بھی وقت نہیں تھا۔ کیونکہ ابھی اسے صبح کے کھانے کے لئے آلو چھیلنا تھے۔ وہ باہر، خوشگوار، خنک، نیلے، سفید اور بادامی مارچ کے دن کی ایک جھلک ہی دیکھ پائی تھی۔ کیونکہ اسے پلیٹیں دھو کر برتن کو خالی کرنے میں کافی وقت لگا۔ اس نے پا کو عمارتی لکڑی لاد کر قصبے والی جگہ کی طرف جاتے دیکھا۔

"پا، کس کام میں لگے ہیں؟" اس نے ما سے پوچھا

"وہ قصبے والی جگہ پر ایک عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔" ما بولیں

"وہ کس لئے؟" لارا نے پوچھا۔ وہ ساتھ ساتھ جھاڑو بھی دیتی جا رہی تھی۔ اتنی دیر تک پانی میں پڑی رہنے کی وجہ سے اس کی انگلیاں سکڑ گئیں تھیں۔

"اپنے لئے لارا" ما نے کہا، اور اس کے ساتھ ہی وہ بستروں کو بازو پر رکھ کر باہر لے گئیں۔ وہ انھیں ہوا لگانا چاہتی تھیں۔

"میرا خیال تھا کہ ہم شاید اپنی زمین کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں۔" جب ما اندر آئیں تو لارا نے کہا

"جو زمین ہمیں ملی ہے اس پر ہمیں چھ مہینے کے اندر اندر مکان بنا لینا ہے۔" ما بولیں "قصبہ اتنی تیزی سے بن رہا ہے کہ تمھارے پا کا خیال ہے کہ اگر وہ بھی کوئی عمارت یہاں بنا لیں تو وہ کافی روپیہ بنا سکتے ہیں۔ وہ ریل کی لائن کے جھونپڑوں والی لکڑی استعمال کر رہے ہیں اور ایک سٹور تعمیر کر رہے ہیں" جسے وہ فروخت کر ڈالیں گے۔"

"اوہ ما، ہم کتنا روپیہ بنا رہے ہیں!" لارا بولی۔ وہ اور بھی زور سے جھاڑو دینے لگی۔ اس دوران میں ما نے اور بستر اکٹھے کر کے بازو میں لے لئے۔

"احتیاط سے جھاڑو دو لارا۔ اس طرح دھول اڑتی ہے" ما بولیں "ہاں مگر ہمیں شیخ چلیوں سی باتیں نہیں کرنا چاہئیں۔"

اس سارے ہفتہ میں مکان، کھانا کھانے والوں سے بھرا رہا۔ یہ وہ لوگ تھے جو قصبے والی جگہ پر مکان تعمیر کر رہے تھے یا جو زمین حاصل کر چکنے کے بعد اپنے مکانوں میں رہ رہے تھے۔ پو پھٹنے کے وقت سے لے کر گئی رات تک ما اور لارا کے لئے سانس تک لینے کو وقت نہیں تھا۔ دن بھر ویگنوں کا ایک سلسلہ جاری رہا۔ گاڑی والے جہاں تک ان سے ممکن ہو سکتا تھا، تیز رفتاری کے ساتھ ویگنز سے لاد لاد کر لکڑی لا رہے تھے اور عمارتوں کے زرد ڈھانچے ہر روز کھڑے ہوتے جا رہے تھے جہاں ریل کی لائن کے لئے جگہ ہموار کی گئی تھی، اس جگہ کے ساتھ ساتھ کی دلدلی زمین سے بڑی سڑک نمودار ہونے لگ گئی تھی۔

ہر رات، بڑے کمرے اور اسالے کا فرش بستروں سے ڈھک جاتا۔ با، اقامت خانے میں رہنے والوں کے ساتھ ہی فرش پر سو جاتے تھے تاکہ میری، لارا اور کیری، ما اور گریس کے ساتھ خواب گاہ میں جا سکیں۔ بیانی کا سارا فرش بھی دوسرے آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔

ساری اشیائے خورد و نوش ختم ہو چکی تھیں اور اب ما کو میدہ، نمک، لوبیا، گوشت، اناج سب ہی چیزیں خریدنا پڑتی تھیں جس کی وجہ سے اب انھیں زیادہ پیسے نہیں بچتے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ منی سوٹا کی مانند یہاں بھی چیزیں تگنے داموں پر ملتی ہیں کیونکہ ریل کی لائن پر کام کرنے والے اور گاڑی بان، دور سے لانے کی وجہ سے ان چیزوں کے بہت زیادہ دام مانگتے تھے۔ سڑکیں اسقدر دلدلی تھیں کہ گاڑی بان زیادہ مال نہیں لاد سکتے تھے۔ بہرحال ما کو ہر کھانے میں چند سینٹوں کا فائدہ ہو ہی جاتا تھا اور اس طرح جو کچھ بھی تھوڑا بہت بچ جاتا تھا، نہ ہونے سے تو وہ بہتر ہی تھا۔

لارا چاہتی تھی کہ اسے کچھ وقت ملے اور وہ جا کر اس عمارت کو دیکھے جو پا بنا رہے تھے۔ وہ چاہتی تھی کہ اس عمارت کے متعلق وہ ان سے بات چیت کرے مگر مصیبت یہ تھی کہ وہ ان اجنبی اشخاص کے ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے اور ان ہی کے ساتھ جلدی جلدی چلے جاتے تھے۔ اب باتوں کے لئے کوئی وقت نہ تھا۔

اس بھورے پریری پر جہاں پہلے کچھ بھی نہیں تھا، دفعتاً ایک قصبہ بن گیا۔ دو ہفتوں میں ساری بڑی سڑک کے ساتھ ساتھ، غیر رنگ شدہ دو منزلہ عمارتیں کھڑی ہو گئیں۔ ان سبھی عمارتوں کی نادرست پیشانیوں کے پیچھے چوبی کھپرے والی عمارتیں تھیں جن کی چھتیں ڈھلوان تھیں۔ اجنبی لوگ تو وہاں رہنے بھی لگ گئے تھے۔ چولھوں کے

پائپوں سے بھورے رنگ کا دھواں نکل رہا تھا اور شیشے کی کھڑکیاں، دھوپ میں چمک رہی تھیں۔

ایک روز لارا نے، ہم کھانے کی میز پر پلیٹوں کی کھڑکھڑاہٹ میں سے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کہ وہ یہاں ایک ہوٹل کھول رہا ہے۔ ایک رات پہلے ہی وہ وہاں آیا تھا، اور بروکنز سے عمارتی لکڑی ساتھ لیتا آیا تھا۔ اس کی بیوی اگلے ویگن میں آ رہی تھی۔ "ہم ہفتے کے اندر اندر کام شروع کر دیں گے۔" اس نے بتایا۔

"بڑی خوشی کی بات ہے جناب" پا نے کہا "اس قصبے میں دراصل ایک ہوٹل ہی کی کمی ہے۔ بڑا کامیاب رہے گا آپ کا ہوٹل۔ مگر اسے جلد از جلد شروع کر دیں۔"

اور پھر وہ سارا ہجوم جتنی تیزی سے آیا تھا، اتنی ہی تیزی سے وہ ختم ہو گیا۔ ایک شام پا اور ما، اور لارا، میری اور کیری اور گریس، شام کے کھانے پر بیٹھے تھے۔ ان کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ چاروں طرف ایک مسرت بخش سکوت تھا۔ یہ سکوت بالکل ایسے ہی تھا جیسے ابھی ابھی برف کا طوفان تھما ہو یا ایک طویل خشک سالی کے بعد بارش ہوتی ہو۔ کچھ ایسا ہی سکون بخش سکوت تھا۔

"میں سچ کہتی ہوں کہ مجھے اپنی تھکاوٹ کا احساس ہی نہیں ہو پاتا تھا۔" ما نے بڑے سکون کے ساتھ ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم اور لڑکیاں، اجنبیوں کے لئے اتنا کام کرتی ہیں" پا بولے انھوں نے زیادہ بات چیت نہ کی۔ اف! اکیلے میں کھانا کھاتے ہوئے کتنا مزہ آ رہا تھا!

"لارا اور میں نے حساب کیا ہے" ما بولیں "ہم نے چالیس ڈالر سے زیادہ کمائے ہیں۔"

"بیالیس ڈالر اور پچاس سینٹ" لارا بولی

"ہم اس رقم کو ایک طرف رکھ دیں گے اور جہاں تک ممکن ہو سکے گا کفایت کریں گے۔" پا بولے۔ لارا کا خیال تھا کہ اگر وہ اس رقم کو بچا لیں گے تو اس سے میری کو کالج بھیجنے میں سہولت رہے گی۔

"میرا خیال ہے کہ پیمائش کار اب کسی بھی روز آ سکتے ہیں" پا بولے "بہتر یہی ہے کہ ہم بالکل تیار رہیں تاکہ جب وہ لوگ آئیں، ہم یہ مکان ان کے حوالے کر سکیں۔ جب تک میں اپنی عمارت کو فروخت نہ کر لوں، ہم قصبے میں نہیں رہ سکتے۔"

"اچھی بات ہے چارلس۔ کل ہم سارے بستر دھو دیں گے اور سامان باندھ کر تیار رکھیں گے۔" ما نے کہا

اگلے روز لارا نے سارے لحاف اور کمبل دھونے میں ما کا ہاتھ بٹایا۔ سامان سے لدی ہوئی ٹوکری کو باہر کے اس خوشگوار، خنک موسم میں کھینچ کر باہر لانے میں اسے بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ گاڑی بانوں کے ویگن دلدلی سڑک پر سے آہستہ آہستہ چلتے مغرب کو بڑھ رہے تھے۔ روپہلی جھیل کے کناروں کے ارد گرد برف کی ایک تہ سی جمی رہ گئی تھی۔ برف کی ایک تہ مرجھائی ہوئی دلدلی گھاس کے درمیان بھی دکھائی دیتی تھی۔ جھیل کا پانی، آسمان کی مانند نیلگوں تھا، اور دور، بہت دور، چمکتے آسمان پر جنوب کی جانب سے چھوٹے چھوٹے دھبوں پر مشتمل ایک تیر ابھرا۔ بہت دور سے جنگلی ہنسوں کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

پا جلدی جلدی گھر آئے "موسم بہار کا ہنسوں کا پہلا جھنڈ دکھائی دیا ہے!" وہ بولے "کھانے میں اگر بریاں ہنس شامل ہو جائیں تو کیسا رہے؟" وہ جلدی جلدی اپنی بندوق لے کر چلے گئے۔

"بہت اچھا رہے گا" میری نے کہا "اگر بھنے ہوئے ہنس میں ساگ بھر دیا جائے تو! کیوں لارا، تمھارا کیا خیال ہے؟"

"نہیں۔ اور تمھیں پتہ ہے کہ مجھے ساگ اچھی نہیں لگتی" لارا نے جواب دیا "ہم تو اس میں پیاز بھریں گے۔"

"مگر مجھے پیاز پسند نہیں!" میری نے غصّے کا اظہار کرتے ہوئے کہا "مجھے تو ساگ چاہیئے!"

لارا اچھل کر اپنی ایڑیوں کے بل بیٹھ گئی جہاں وہ فرش کو مل مل کر دھو رہی تھی۔ "مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ تمھیں وہ اچھی لگتی ہے یا نہیں۔ ہمارے ہاں تو ہے نہیں۔ میرا خیال ہے کہ عام طور پر مجھے وہ چیز مل جاتی ہے جو مجھے درکار ہوتی ہے۔"

"کیوں ری!" ما نے حیرانی سے کہا "لڑکیوں رہی لڑ رہو؟"

"مجھے ساگ چاہیئے!" میری بضد رہی

"اور مجھے پیاز چاہیئے!" لارا چلّائی

"لڑکیو۔ اری لڑکیو!" ما نے مایوسی کے عالم میں کہا "خدا جانے تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ اتنی احمقانہ بات تو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ تم دونوں کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے ہاں نہ تو ساگ ہے، اور نہ ہی پیاز ہے۔"

دروازہ کھلا اور پا اندر آئے۔ بڑی سنجیدگی کے ساتھ انھوں نے بندوق اپنی جگہ پر رکھ دی۔

"ایک بھی ہنس شکار کر نہیں پایا" وہ بولے "ہنسوں کا جھنڈ روپہلی جھیل کے قریب آتے ہی اوپر کو اٹھ گیا اور شمال کی جانب بڑھ گیا۔ انھوں نے ان عمارتوں کو ضرور دیکھ لیا ہوگا اور اس شور شرابے کو ضرور سن لیا ہوگا۔ یوں دکھائی دیتا ہے جیسے اب آئندہ اس علاقے کے قرب و جوار میں شکار کم ہی رہے گا۔"

ستائیسواں باب

قصبے کی رہائش

نامکمل چھوٹے سے قصبے کے چاروں طرف پریری کا سبز میدان، دھوپ میں چمک رہا تھا۔ ہر جگہ نئی گھاس نکل رہی تھی۔ روپہلی جھیل، نیلگوں تھی اور بڑے بڑے، سفید بادل، جھیل کے صاف شفاف پانی میں دکھائی دے رہے تھے۔

لارا اور کیری، میری کو اپنے درمیان میں لئے، آہستہ آہستہ قصبے کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ ان کے پیچھے پیچھے لدا ہوا ویگن آ رہا تھا۔ پا، ما اور گریس، ویگن میں سوار تھے اور گائے ایلن ویگن کے پیچھے بندھی تھی۔ وہ سب قصبے میں پا کی عمارت کی طرف جا رہے تھے۔

پیمائش کار لوٹ آئے تھے۔ مسٹر اور مسز بوسٹ اپنی زمین پر چلے گئے تھے۔ پا کی نامکمل عمارت کے سوائے، رہنے کی اور کوئی جگہ نہیں تھی۔ قصبے کی اس ساری گہما گہمی اور چہل پہل میں لارا کسی سے بھی واقف نہیں تھی۔ اب اسے یہاں کوئی خوشی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ پریری تو اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔ اس قصبے کے وجود ہی نے اتنا بڑا فرق پیدا کر دیا تھا۔

آدمی، ساری بڑی سڑک کے ساتھ ساتھ نئی عمارتوں پر کام کر رہے تھے۔ چھیلن اور لکڑی کا برادہ دبلی اور کچلی ہوئی گھاس پر بکھرا پڑا تھا، اور گھاس پر ویگنوں کے پہیوں کے نشان پڑ گئے تھے۔ عمارتوں کے چوکھٹوں میں سے جن کے ارد گرد ابھی کوئی دیواریں کھڑی نہیں ہوئی تھیں، اور نیچے عمارتوں کے درمیان کی روشوں اور گلی کے دونوں سروں کے پرے، صاف ستھرا، سرسبز و شاداب پریری کی لہردار سطح سکوت میں ڈوبی، صاف آسمان کے نیچے، دور تک

پھیلی ہوئی تھی۔ مگر آروں کی رگڑ، ہتھوڑوں کی ٹھک ٹھک، بکسوں کی کھڑکھڑاہٹ، ویگنوں سے اتارے گئے تختوں کے دھماکے اور اونچی آواز میں لوگوں کی باتوں سے قصبے کا سکوت ختم ہو گیا تھا۔

لارا اور کیری نے ہچکچاتے اور ڈرتے ہوئے پا کے ویگن کا انتظار کیا، اور پھر میری کی رہنمائی کرتی ویگن کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں، یہاں تک کہ وہ اس کونے تک جا پہنچیں جہاں پا کی عمارت کھڑی تھی۔

بلند و بالا، نادرست پیشانیاں سامنے دکھائی دے رہی تھیں۔ پا کی عمارت میں سامنے کی جانب ایک دروازہ تھا، اور ہر جانب شیشے کی ایک ایک کھڑکی تھی۔ دروازہ ایک لمبے کمرے میں جا کر کھلتا تھا۔ دور، اسکے دوسرے سرے پر عقبی دروازہ تھا اور اس کے قریب ہی ایک طرف، ایک کھڑکی تھی۔ فرش، چوڑے تختوں کا تھا۔ دیواریں بھی تختوں کی بنی تھیں، اور دن کی روشنی، ان کی درزوں میں سے ہو کر اندر آ رہی تھی۔ مکان ابھی تک صرف اتنا ہی بن پایا تھا۔

”کیرولین، یہ جگہ نہ تو زیادہ گرم ہے اور نہ ہی مضبوط“ پا نے کہا ”میرے پاس، نہ تو اس کی سائیڈنگ کا وقت تھا، اور نہ ہی مجھے اندر چھت پر تختے لگانے ہی کی فرصت تھی۔ اس بڑی دراڑ کو ڈھانکنے کے لئے اس کے نیچے کوئی کانس نہیں۔ مگر اب جبکہ بہار کا موسم آ گیا ہے، ہم کافی گرمی محسوس کریں گے اور میں جلدی ہی عمارت کو مکمل کروالوں گا۔“

”آپ کو زینہ ضرور بنانا چاہئے تاکہ ہم اوپر تک جا سکیں“ ما بولیں ”اب تو میں اس کے آر پار صرف ایک پردہ پھیلا دوں گی تاکہ وہ کمرے بن جائیں۔ اس طرح جب تک آپ اس کے درمیان کوئی دیوار نہیں بنا لیتے ہمارے پاس سونے کو جگہ ہو جائے گی۔ اگر موسم ایسا ہی گرم رہا، تو پھر ہمیں سائیڈنگ اور چھت گیری کی ضرورت نہیں۔“

پا نے ایلن اور گھوڑوں کو قطعہ زمین کے پچھلے حصے میں ایک چھوٹے سے اصطبل میں باندھ دیا۔ پھر انھوں نے چولھا نصب کیا اور ما کے پردے کے لئے رسّہ پھیلا دیا۔ ما نے اس پر چادریں لٹکا دیں جبکہ لارا پلنگ رکھنے میں پا کا ہاتھ بٹانے لگی۔ پھر کیری نے بستر بچھانے میں مدد دی جبکہ میری، گریس کا دل بہلانے لگی اور ما نے شام کا کھانا تیار کر لیا۔

کھانے کے دوران میں لیمپ کی روشنی، سفید پردے پر پڑتی رہی مگر لمبے کمرے کا آخری حصہ تاریک تھا۔ درزوں میں سے ہو کر آنے والی خنک ہوا کی وجہ سے لیمپ پھڑپھڑانے لگتا اور پردہ ہلنے لگتا تھا۔ اس عمارت میں بہت زیادہ

خالی جگہ تھی مگر لارا کے ذہن میں ہر وقت یہی خیال اٹھتا رہا کہ اجنبی لوگ عمارت کے باہر اس کے پاس ہی تھے۔ چمنیوں کی کھڑکیوں سے لیمپ کی روشنی آ رہی تھی، لوگ ہاتھوں میں لیمپ اٹھائے چل رہے تھے، اور ان کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں حالانکہ اسے الفاظ سنائی نہیں دے رہے تھے۔ اس وقت بھی جبکہ رات کا گہرا سکوت چھا چکا تھا، اسے یوں محسوس ہوتا تھا گویا وہ بہت سے لوگوں کے ہجوم میں گھری ہو۔ وہ اس تاریک ہوادار کمرے میں میری کے ساتھ بستر پر لیٹی رہی اور دھندلے سفید پردے کو گھورتی رہی۔ وہ سکوت کا جائزہ لیتی رہی اور یوں محسوس کرتی رہی گویا وہ قصبے میں پھندے میں آ گئی ہو۔

بعض اوقات رات کو وہ غراتے ہوئے بھیڑیوں کے خواب دیکھتی۔ مگر وہ درحقیقت بستر میں ہوتی تھی، اور غراہٹ، درحقیقت ہوا کی سائیں سائیں ہوتی تھی۔ وہ یخ منجمد ہو جاتی۔ وہ اتنی منجمد ہو جاتی کہ بیدار ہونا مشکل ہو جاتا۔ اور رضائیاں پتلی محسوس ہونے لگتیں۔ وہ میری کے ساتھ چمٹ جاتی اور اپنے یخ بستہ سر کو پتلے لحافوں میں دبک دیتی۔ خوابیدگی کے عالم میں وہ اس وقت تک کانپتی رہتی جب تک وہ گرم نہ ہو جاتی۔ اسے یہ بھی یاد تھا کہ پا ایک گانا گا رہے تھے:

"اوہ میں اتنا خوش ہوں، جتنا سورج مکھی کا بڑا پھول

جو ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ادھر ادھر جھومتا ہے اور جھک جاتا ہے

اوہ میرا دل اتنا ہلکا ہے جتنی وہ ہوا

جو پتوں کو درختوں سے اڑا کر لے جاتی ہے!"

لارا نے ایک آنکھ کھولی اور رضائیوں کے نیچے سے جھانک کر دیکھا۔ آہستہ آہستہ بہت سی برف اس کے چہرے پر آ کر گری۔

"اوہ!" وہ بولی

"چپ چاپ لیٹی رہو لارا!" پا بولے "تم سبھی لڑکیاں چپکے سے لیٹی رہو۔ میں ایک ہی منٹ میں ساری برف بچھے سے اٹھا کر پھینک دوں گا۔ بس ذرا یہ آگ جلالوں اور ما کے اوپر سے برف ہٹا لوں۔"

لارا کو چولھے کے ڈھکنوں کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ اس نے دیا سلائی کی ایک تیلی کے رگڑنے کی آواز سنی۔

چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کے جلنے سے جو آواز پیدا ہوتی، اسے وہ بھی سنائی دی۔ وہ بالکل بے حس و حرکت لیٹی رہی۔ اس کے اوپر جو اوڑھنے تھے، وہ بھاری ہو گئے تھے، اور وہ ایک ٹوسٹ کی مانند گرم ہو گئی تھی۔

جلد ہی پا پردے کے پیچھے آ گئے "ان بستروں پر ایک ایک فٹ سے کیا کم برف ہو گی!" وہ بولے "مگر اس ساری برف کو ابھی ہٹائے دیتا ہوں۔ چپ چاپ لیٹے رہنا لڑکیو۔"

لارا اور میری بڑی خاموشی سے چپ چاپ لیٹی رہیں جبکہ پا ان کے اوپر سے برف کو بیلچوں کی مدد سے ہٹاتے رہے۔ وہ سردی محسوس کرنے لگیں۔ جب پا، اپنے بیلچے کی مدد سے کیری اور گریس پر سے برف ہٹاتے رہے وہ چپ چاپ لیٹی، کپکپاتی، انھیں دیکھتی رہیں۔ پھر وہ اصطبل میں گئے تاکہ ایلن اور گھوڑوں پر سے برف ہٹا سکیں۔

"اٹھو لڑکیو!" ما بولیں "اپنے کپڑے لے آؤ اور آگ کے پاس آ کر پہن لو۔"

لارا، گرم بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی، اس نے جھپٹ کر کرسی سے کپڑے اٹھاتے جہاں اس نے گذشتہ رات رکھ دیے تھے۔ اس نے ان پر سے برف کو جھاڑا اور ٹھنڈے فرش پر بکھری برف کے اوپر ننگے پاؤں دوڑتی پردے کے پرے چولھے کے پاس چلی گئی۔ بھاگتے وقت اس نے کہا "رکو میری۔ میں ابھی واپس آتی ہوں اور تمھارے اوپر سے برف جھاڑتی ہوں۔"

اس نے اپنے پیٹی کوٹ اور کپڑوں کو اتنی جلدی سے جھاڑا کہ برف پگھل ہی نہ پائی۔ جھٹ سے اس نے اپنی جرابیں جھاڑیں، جوتوں سے برف نکالی اور پھر انھیں پہن لیا۔ اس نے یہ سارا کام اتنی جلدی سے انجام دیا کہ کپڑے پہن چکنے کے بعد وہ گرمی محسوس کرنے لگی۔ پھر اس نے میری کے کپڑوں سے برف جھاڑی اور انھیں جلدی جلدی اس جگہ لے گئی جہاں چولھے کا سینک آ رہا تھا۔

کیری، چیخ کر بولتی، اچھلتی کودتی، دوڑتی آئی "اُو۔ برف سے تو میرے پاؤں جلنے لگے ہیں!" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ سردی سے اس کے دانت بج رہے تھے۔ برف کے اس انداز میں جاگ اٹھنا اتنا پرجوش تھا کہ جب تک لارا نے اس کے کپڑوں کو نہ ہلایا، وہ بستر میں انتظار نہ کر سکی۔ لارا نے اس کے بٹن بند کیے۔ پھر انھوں نے کوٹ پہنے اور بیلچے اور جھاڑو کی مدد سے ساری برف اکٹھی کر کے لمبے کمرے کے کونوں میں ان کا ڈھیر لگا دیا۔

بازار کے ساتھ ساتھ برف کے ڈھیر لگے تھے، اور ساری سڑک پر برف بکھری پڑی تھی۔ لکڑی کا ہر ڈھیر

برف کا ایک پہاڑ تھا، اور نامکمل عمارتوں کی ننگی لکڑیوں پر سے جہاں کہیں ہوا، برف کو اڑا کر لے گئی تھی، وہ حصہ زرد رنگ کا دکھائی دے رہا تھا۔ سورج نکل آیا تھا، اور برف کی سبھی ڈھلانیں گلابی اور کھلے حصے نیلے رنگ کے تھے۔ ہر درز میں سے ٹھنڈی یخ برف اندر آ رہی تھی۔

ما نے اپنی شال کو آگ کے پاس لے جا کر گرم کیا، اسے اچھی طرح گریس کے اردگرد لپیٹا اور چولھے کے پاس رکھی جھولا کرسی میں بیٹھی میری کے پاس لے آئیں۔ گرم چولھے سے اردگرد کی ہوا کافی گرم ہو گئی تھی۔ ما نے میز، قریب چولھے کے ساتھ لگا دی تھی، اور جب پا واپس آئے تو اس وقت تک ناشتہ تیار ہو چکا تھا۔

"یہ عمارت تو اچھی خاصی چھلنی ہے!" پا بولے "ہر درز میں سے اور اولتی کے نیچے سے برف اڑ رہی تھی۔ یہ تو سچ مچ کا برفانی طوفان تھا۔"

"کیا عجیب بات ہے کہ ساری سردیاں تو برف کا طوفان آیا نہیں، اور آیا بھی ہے تو اپریل میں" ما نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو خوش قسمتی ہے کہ طوفان رات کو آیا جب ہم سب چھت کے نیچے سو رہے تھے" پا بولے "خدانخواستہ اگر یہ دن کو آیا ہوتا تو ہم میں سے کوئی نہ کوئی ضرور کھو گیا ہوتا یا جم گیا ہوتا۔ سال کے اس حصے میں برف کا طوفان آتا بھی کہاں ہے؟"

"مگر یہ سردی زیادہ دیر نہیں رہ سکتی" ما نے اپنے آپ کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا "اپریل میں بارش، مئی میں پھولوں کا باعث بنتی ہے، اور اگر اپریل میں برف کا طوفان آ جائے تو وہ کس چیز کا باعث بنتا ہے؟"

"درمیانی دیوار کا" پا بولے "میں کل ہی یہاں ایک درمیانی دیوار بنا دوں گا تاکہ چولھے کی تپش یہاں محفوظ رہ سکے۔"

اور انھوں نے ایسا ہی کیا۔ دن بھر چولھے کے پاس بیٹھے وہ لکڑی چیرتے اور ہتھوڑے سے ٹھک ٹھک کرتے رہے، لارا اور کیری نے تختوں کے پکڑنے میں مدد دی، اور میری کی گود میں بیٹھی گریس چھلیں سے کھیلتی رہی۔ نئی درمیانی دیوار کی وجہ سے ایک کمرہ سا بن گیا تھا۔ چولھا، میز اور بستر اس کمرے میں تھے، اور اس کی کھڑکی سے برف سے ڈھکا پریری کا سرسبز میدان دکھائی دے رہا تھا۔

پھر پا، برف سے ڈھکی لکڑی لائے، اور دیوار کے اندرونی حصے میں لگانی شروع کر دی "اس سے کچھ نہ کچھ درزیں تو بند ہو ہی جائیں گی،" وہ بولے

سارے قصبے میں، دوسری عمارتوں کے اندر آرے چلنے اور ہتھوڑوں کی آواز آ رہی تھی۔ ما بولیں "مجھے تو مسز بریڈسلے پر رحم آ رہا ہے۔ ہوٹل کی تعمیر تو اس بیچاری کے لئے اچھی خاصی مصیبت بن گئی ہے۔"

"جب کوئی علاقہ، تعمیر ہوتا ہے تو یہی کچھ ہوتا ہے،" پا نے کہا "اگر ہم محض انتظار ہی کرتے رہیں اور کسی مناسب موقع کی تلاش ہی میں رہیں تو کوئی بھی کام نہ ہو سکے۔"

چند ہفتوں میں برف ختم ہو گئی، اور ایک بار پھر بہار کا موسم آ گیا۔ پریری سے آنے والی ہواؤں میں نم آلود زمین اور نوخیز گھاس کی مہک تھی۔ سورج ہر روز جلدی طلوع ہونے لگا تھا، اور دن بھر نیلا آسمان جنگلی پرندوں کی آوازوں سے گونجتا رہتا تھا۔ بہت اوپر، آسمان پر لارا انھیں اڑتے دیکھ سکتی تھی۔ ان کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے دکھائی دیتے تھے۔ وہ جھنڈ اتنی بلندی پر ہوتے کہ دمکتی ہواؤں میں وہ تاریک اور چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے تھے۔

ابھی وہ روپہلی جھیل پر زیادہ تعداد میں جمع نہیں ہوتے تھے۔ محض چند ایک تھکے ماندے جھنڈ ہی غروب آفتاب کے کافی دیر بعد دلدلوں میں آ کر ڈیرہ جما لیتے اور سورج نکلنے سے پہلے ہی اوپر آسمان کی بلندیوں میں اڑ جاتے۔ جنگلی جانوروں کو، لوگوں سے بھرا قصبہ پسند نہیں تھا۔ لارا کی بھی یہی حالت تھی۔ اسے بھی لوگوں کی گہما گہمی پسند نہیں تھی۔

وہ سوچنے لگی "میں تو باہر پریری کے میدان پر گھاس اور پرندوں اور پا کی سارنگی کا ساتھ کہیں زیادہ پسند کروں گی۔ ہاں، مجھے تو بھیڑیوں تک کا ساتھ پسند ہے! عجیب و غریب لوگوں سے اٹے پڑے اس دلدلی ہنگامہ خیز اور شور و غل سے بھرے قصبے کے مقابلہ پر کوئی بھی دوسری جگہ پسند ہے۔" اور وہ بولی "پا، ہم کب تک اپنی زمین کی طرف چلے جائیں گے۔"

"اس عمارت کو بیچتے ہی" پا بولے

زیادہ سے زیادہ ویگن ہر روز آتے۔ جوڑیاں اور ویگن، کھڑکیوں کے آگے دلدلی سڑک سے زور لگاتے گزرتے۔ دن بھر ہتھوڑوں، جوتوں اور آوازوں کا شور سنائی دیتا۔ بیلچہ بردار دستے اس جگہ کو ہموار کر رہے تھے

جہاں ریل کی لائن بچھائی جا رہی تھی۔ گاڑی بانوں کی گاڑیاں اور فولادی پٹریاں اتر رہے تھے۔ شام کے وقت شراب خانوں میں شراب پیتے وقت وہ بڑا ہنگامہ بپا کرتے تھے۔

کیری کو یہ پسند تھا۔ وہ باہر جانا اور اسے اچھی طرح دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ گھنٹوں کھڑکیوں میں کھڑی باہر قصبے کی طرف دیکھتی رہی۔ کبھی کبھی ما اسے سڑک کے پار رہنے والی دو لڑکیوں سے جا کر ملنے کی اجازت دیتیں مگر اکثر اوقات وہ لڑکیاں ہی اسے ملنے آیا کرتی تھیں کیونکہ ما کیری کو اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔

"لارا تمھاری بے چینی نے مجھے بے قرار کر دیا ہے" ما بولیں "تمھیں اسکول میں پڑھانا تو ہے ہی۔ کیوں نہ ابھی سے شروع کر دیا جائے؟ اگر تم کیری، وُزی اور اپنی کو ہر روز پڑھایا کرو تو کیسا رہے؟ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ میری گھر پر ہی ٹھہری رہے گی اور وہ تم سب کے لیے مفید ہوگی۔"

لارا کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ وہ اسے کسی بھی حالت میں انجام دینے کو نہیں تھی۔ پھر بھی وہ بڑی فرمانبرداری سے بولی "ہاں۔ ما"

اس نے خیال کیا کہ کوشش کر لینے میں آخر ہرج بھی کیا تھا۔ چنانچہ اگلی صبح جب وُزی اور اپنی کیری کے ساتھ کھیلنے آئیں، تو لارا نے انھیں بتایا کہ وہ سکول لگائے گی۔ اس نے ان سب کو ایک قطار میں بٹھا دیا اور ما کے پُرانے قاعدے میں ایک سبق انھیں پڑھنے کو دیا۔

"تم پندرہ منٹ تک اس سبق کو دہراؤ" اس نے انھیں بتایا "اور پھر میں تم سے یہ سبق سنوں گی۔"

انھوں نے استعجاب بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا مگر وہ خاموش رہیں۔ وہ سب سر جوڑ کر پڑھنے لگیں اور لارا ان کے سامنے بیٹھی رہی۔ ان پندرہ منٹ کا عرصہ بھی کتنی طوالت اختیار کر گیا تھا۔ انجام کار لارا نے ان سے اس سبق کے ہجے پوچھے، اور پھر اس نے انھیں حساب کا ایک سبق سکھایا جب کبھی وہ پریشان اور مضطرب ہو اٹھتیں، وہ ان سے خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہنے کو کہتی۔ اس نے انھیں بتایا کہ جب بھی وہ کچھ کہنا چاہیں، اپنے ہاتھ کھڑے کر دیں۔

"تم سب نے خوب کام کیا ہے" ما نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اب کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ "تم ہر صبح آ جایا کرو، لارا تمھیں پڑھایا کرے گی۔ اپنی ماں سے کہنا کہ میں آج دوپہر آؤں گی اور انھیں اپنے اس

ننھے منے سکول کے متعلق بتاؤ گی ؟

"جی" لوزی اور اینی نے کمزور آواز میں کہا "خدا حافظ"

"لارا، اگر تم تندہی اور تحمل سے کام لو تو میرا خیال ہے کہ تم ایک اچھی استانی بن سکتی ہو" ما نے لارا کی تعریف کی اور لارا نے جواب دیا "شکریہ، ما!" اس نے خیال کیا "مجھے سکول میں پڑھانا تو ہے ہی۔ تو پھر کیوں نہ سخت محنت کر کے ایک عمدہ استانی بننے کی کوشش کروں۔"

چھوٹے بھورے بالوں والی اینی اور سرخ سر والی لوزی ہر صبح بڑی بے دلی کے ساتھ آتیں اور ہر روز انھیں پڑھانے میں پہلے سے زیادہ وقت محسوس ہوتی۔ وہ اس حد تک بیکل ہو جاتیں کہ لارا اس بات سے مایوس ہو جاتی کہ وہ کبھی خاموشی سے نہیں بیٹھ سکیں گی۔ اس حالت میں وہ انھیں پڑھنے کی طرف راغب بھی نہ کر سکی۔ ایک روز وہ بالکل نہ آئیں۔

"ابھی وہ اتنی کمسن ہیں کہ سکول کا احساس کر ہی نہیں سکتیں۔ مگر میں ژان کی ماں پر تعجب کر رہی ہوں" ما نے کہا

"ہمت چھوڑنے کی ضرورت نہیں لارا" میری نے کہا "بہرحال تم نے ڈی سمٹ میں پہلا درس تو دیدیا ہے"

"میں نے ہمت نہیں ہاری" لارا نے مسرت سے کہا۔ پڑھانے کے آزار سے چھٹکارا پا کر وہ اسقدر خوش تھی کہ فرش پر جھاڑو دیتے دیتے وہ گانے لگی۔

کھڑکی میں سے کیری چلائی "دیکھو لارا! کیا ہو رہا ہے! شاید وہ اسی لئے نہیں آئیں"

ہوٹل کے سامنے بھیڑ جمع ہو رہی تھی۔ چاروں طرف سے لوگ چلے آ رہے تھے۔ ان کی آوازیں بڑی ہنگامہ خیز اور زوردار تھیں۔ لارا کو تنخواہ کے دن کا وہ ہجوم یاد آیا جو پا کے لئے ایک خطرہ بن گیا تھا۔ کوئی ایک ہی منٹ میں پا ہجوم کو چیرتے، اور گھر کو آتے دکھائی دیے۔

جب وہ اندر آئے تو بڑے سنجیدہ دکھائی دیتے تھے "کیرولین، اگر ہم اسی وقت اپنی زمین کی طرف چل دیں تو؟"

"آج؟" ما نے پوچھا

"پرسوں" پا نے کہا "جگہ ہمیں مل ہے، اس پر جھونپڑی بنانے میں اتنا وقت تو لگے گا ہی۔"

"بیٹھو چارلس، اور مجھے بتاؤ کہ بات کیا ہے؟" ما نے آہستگی سے کہا

پا بیٹھ گئے "ایک قتل ہو گیا ہے۔"

ماکی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انھوں نے اپنا سانس روک لیا، اور بولیں "یہاں ؟"

"قصبے کے جنوب میں" پا اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک شخص نے ہنٹر کو مار ڈالا ہے۔ وہ ریل کی لائن پر کام کیا کرتا تھا۔ کل وہ، اور اس کا باپ، ویگن پر اپنے گھر کی طرف گئے۔ جب وہ اپنے جھونپڑے کے پاس پہنچے تو ایک شخص نے دروازہ کھولا اور ان کی طرف دیکھا۔ ہنٹر نے اس سے پوچھا کہ وہ وہاں کیا کر رہا تھا اور اس نے ہنٹر کو مار ڈالا۔ اس نے بوڑھے شخص کو گولی مارنے کی کوشش کی مگر اس نے گھوڑوں کو چابک دکھائی، اور یہ جا، وہ جا۔ ان دونوں میں سے کسی کے پاس بھی بندوق نہیں تھی۔ بوڑھا آدمی چل گیا اور اس صبح وہاں سے افسروں کو لے کر آ گیا، اور انھوں نے اس آدمی کو گرفتار کر لیا۔ اسے گرفتار کر لیا!" پا غصے سے بولے "اسے موت کی سزا ہی ہوگی۔ ہمیں بھی وقت پر تنبیہ مل گئی ہے۔"

"چارلس" ما بولیں

"ہوں" پا بولے "میرا خیال ہے کہ بہتر یہی ہے کہ ہم بھی اپنی جگہ پر چلے جائیں۔ یہ نہ ہو کہ کوئی دوسرا ہی اس پر جا کر قبضہ جما کر بیٹھ جائے۔"

میرا بھی یہی خیال ہے" ما نے اتفاق کیا "جب بھی وہاں سر چھپانے کے لئے تھوڑی سی جگہ آپ کھڑی کر لیں گے، ہم اسی وقت چل دیں گے۔"

میرے کھانے کے لئے کوئی چیز بنالو۔ میں ابھی چلتا ہوں۔" پا بولے "میں لکڑی لاد کر ایک آدمی کو ساتھ لے جاتا ہوں، اور اس دوپہر تک ہم دونوں جھونپڑی بنالیں گے۔" کل صبح ہم یہاں سے چل دیں گے۔"

———:(۹):———

اٹھائیسواں باب

روانگی کا دِن

"جاگو، نیند کی متوالی"! لارا مترنم آواز میں بولی، اور دونوں ہاتھوں سے اس نے کیری کو بستر میں اِدھر سے اُدھر، اور اُدھر سے اِدھر ڈھکا دیا۔ "آج ہماری روانگی کا دن ہے! جلدی سے اٹھ کھڑی ہو۔ ہم اپنے نئے گھر میں جا رہے ہیں۔"

انھوں نے جلدی جلدی ناشتہ کھایا اور فضول باتوں میں کوئی وقت ضائع نہ کیا۔ پھر لارا نے جلدی جلدی پلیٹیں دھوئیں اور کیری نے ان پلیٹوں کو کپڑے سے خشک کیا۔ اس دوران میں ما نے آخری صندوق باندھ دیا اور پا نے گھوڑوں کو ویگن کے آگے جوڑ دیا۔ لارا کی زندگی میں ہجرت کا یہ سب سے مسرت بھرا دن تھا۔ ما اور میری خوش تھیں، اس لئے کہ اب یہ ان کا آخری سفر تھا۔ وہ اب اپنے مکان میں بس جائیں گے اور پھر کبھی ہجرت نہیں کریں گے۔ کیری خوش تھی کیونکہ وہ مکان دیکھنے کی خواہاں تھی، لارا خوش تھی کیونکہ وہ اس قصبے سے جا رہے تھے، پا خوش تھے کیونکہ انھیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہنا پسند تھا، اور گریس خوشی اور مسرت سے گا اور چلا رہی تھی کیونکہ گھر کے دوسرے سبھی لوگ خوش تھے۔

جب پلیٹیں پونچھ لی گئیں تو ما نے انھیں فوراً ٹب میں باندھ دیا تاکہ ویگن کے سفر میں انھیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔ پا نے ٹرنک، بندھے ہوئے صندوق اور طشتریوں کا ٹب ویگن میں رکھا۔ پھر ما نے انھیں چولھے کا پائپ اُتارنے میں مدد دی، اور انھوں نے اس پائپ اور چولھے کو ویگن کے اندر رکھا۔ پا نے میز اور کرسیاں ان سب چیزوں کے اوپر رکھ دیں اور پھر اس سامان کو دیکھا اور اپنی ڈاڑھی کو زور سے جھٹکا دیا۔

"ہم سب دو پھیروں میں ویگن میں جا سکیں گے" انھوں نے کہا "دوسرا سامان تیار رکھو، تب تک میں لوٹ آؤں گا۔"

"مگر آپ چولھے کا پائپ تو اپنے آپ نہیں اُتار سکتے" ما نے اعتراض کیا۔

"میں انتظام کروں گا" پا بولے "جو چیز ویگن کے اندر رکھی جا سکتی ہے، وہ اتاری بھی جا سکتی ہے۔ میں ٹھکین کا اہتمام کروں گا، وہاں لکڑی تو ہے ہی۔"

وہ اچھل کر ویگن میں چڑھ گئے اور ویگن کو ہانک کر لے گئے۔ پھر ما اور لارا نے بستروں کو خوب کس کر لپیٹا۔ انھوں نے ما کی بڑی چارپائی اور دو چھوٹی چارپائیاں باہر نکالیں جو پا نے قصبے میں خریدی تھیں۔ انھوں نے لیمپوں کو بڑی احتیاط سے ایک بکس میں بند کیا، اور بکس کو اس طرح کھڑا کیا کہ مٹی کا تیل بہنے نہ پائے۔ انھوں نے لیمپ کی چمنیوں میں کاغذ ٹھونسا اور انھیں تولیوں میں لپیٹ کر لیمپ کے ساتھ ہی بند کر دیا۔ پا کے واپس آنے تک ہر چیز تیار تھی۔

انھوں نے پلنگ اور صندوق ویگن میں رکھ دئے اور بستروں کے بنڈل ان کے اوپر رکھ دئے پھر لارا نے انھیں سارنگی کا بکس پکڑایا؟ اور انھوں نے بڑی احتیاط سے لحافوں کے درمیان رکھ دیا۔ اس نے سارے سامان کے اوپر پشت کے بل، تکونہ شلف رکھ دیا تاکہ اس پر کوئی خراش نہ آسکے۔ پھر وہ ایلن کو لائے اور اسے ویگن کے پیچھے باندھ دیا۔

"کیرولین، اب تم اوپر چڑھ جاؤ!" اور انھوں نے گریس کو ما کی گودی میں دے دیا۔ "اب میری تم آجاؤ" وہ آہستہ سے بولے اور انھوں نے میری کو اس تختے پر چڑھنے میں مدد دی جو نشست کے پیچھے قریب ہی رکھا تھا اس دوران میں لارا اور کیری بھی بمشکل تمام ویگن پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئیں، اور اس کے پاس ہی اپنی اپنی جگہوں پر جا کر بیٹھ گئیں۔

"اب ہم جلدی ہی گھر پہنچ جائیں گے" پا بولے

"خدا کے لئے لارا، اپنا چھتر ٹوپ پہن لو!" ما نے کہا "موسم بہار کی یہ ہوا، تمھاری خوبصورت رنگت کو خراب کر دے گی۔" اور انھوں نے گریس کا چھتر ٹوپ کھینچ کر ذرا آگے کی طرف کر دیا تاکہ اس کی خوبصورت، نرم جلد خراب نہ ہونے پائے۔ میری نے اپنا چہرہ کافی حد تک چھتر ٹوپ سے چھپا رکھا تھا، اور ما کی بھی یہی حالت تھی۔

آہستہ آہستہ لارا نے اپنے چھتر ٹوپ کی ڈوریوں کو اس جگہ سے کھینچا جہاں وہ اس کی گردن پر لٹک رہا تھا، اور جب وہ چھتر ٹوپ آگے اس کے گالوں تک آ گیا تو اسے ادھر ادھر سے قصبے کا منظر دکھائی دینا بند ہو گیا۔ اب

اسے صرف پریری کا سبز میدان اور نیلا آسمان ہی دکھائی دے رہے تھے۔

وہ مسلسل ان کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ گدّے دار نشست کی پشت کے ساتھ مضبوطی سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی، اور ہوا اسے سوکھ چلے دلدل پر سے ہچکولے کھاتے ویگن کے جھٹکوں کو سہتی رہی۔ پریری کے میدان اور آسمان کی طرف دیکھتے رہنے کے دوران میں اسے دفعتاً اسے بھورے رنگ کے دو گھوڑے، نیلگوں آسمان کے نیچے اس روشن پریری پر دکھائی دیے۔ زین میں کسے دونوں گھوڑے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو دلکی چل رہے تھے، اور ان کی گردنوں کے کالے بال اور ان کی دمیں لہرا رہی تھیں۔ ان کی بھوری پسلیاں اور کندھے دھوپ میں چمک رہے تھے، اُن کی نرم و نازک ٹانگیں، بڑی نزاکت سے قدم اٹھا رہی تھیں، اُن کی گردنیں محرابی تھیں، کان اٹھے ہوئے تھے، اور جب وہ چلتے تھے تو بڑی شان سے اپنے سروں کو ادھر ادھر جھٹکا دیتے تھے۔

"اوہ۔ کتنے خوبصورت گھوڑے ہیں یہ!" لارا چلائی۔ "دیکھو پا! دیکھو!" اس نے گردن موڑ کر انھیں حتی الامکان دیکھنے کی کوشش کی۔ ایک نوجوان ویگن میں کھڑا اسے چلا رہا تھا، اور ایک لمبا تڑنگا آدمی، اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تھا۔ کوئی ایک ہی لمحہ میں اُن آدمیوں کی پیٹھیں اور وہ ویگن اس طرح سامنے آ گئے کہ لارا اب گھوڑوں کو بالکل نہ دیکھ سکتی تھی۔

پا بھی انھیں دیکھنے کی غرض سے اپنی نشست پر گھوم گئے تھے۔ "وہ وائلڈر کے لڑکے ہیں" پا بولے "المانزو گھوڑوں کو چلا رہا ہے، اور وہ دوسرا اس کا بھائی رائل ہے۔ انھوں نے قصبے کے شمال میں زمین لی ہے، اور اس سارے علاقہ میں ان کے گھوڑے بہترین نسل کے ہیں۔ خدا کی قسم، اس قسم کے گھوڑوں کی جوڑی شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے۔"

پا، اب سبز پریری کے پار، اور عظیم دلدل کی طرف جانے والی ہلکی سی ڈھلوان سے گزرتے، جنوب کی طرف جا رہے تھے۔ دلدل کی موٹی کھردری گھاس اِدھر اُدھر بکھر رہی تھی۔ پانی کے ایک گڑھے سے، ایک بگلا اپنی جھولتی لمبی ٹانگوں کے ساتھ پھڑ پھڑایا۔

"اِن پر کتنا خرچ آتا ہے پا؟" لارا نے پوچھا۔

"کس پر؟" پا بولے

"ان جیسے گھوڑوں پر"

"اس جیسی ایک جوڑی پر؟ دو سو پچاس ڈالر سے ایک کوڑی کم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تین سو ڈالر ہی خرچ ہو جائیں" پا بولے "مگر کیوں؟"

"بس یونہی، میں سوچ رہی تھی"۔ لارا نے جواب دیا تین سو ڈالر اتنی بڑی رقم تھی کہ وہ اس کا خیال بھی نہیں کر سکتی تھی۔ صرف امیر آدمی ہی گھوڑوں کی اتنی بڑی قیمت ادا کر سکتے تھے۔ لارا کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر کبھی وہ امیر بن گئی تو وہ کالی ایال اور دموں والے بھورے رنگ کے چمکدار گھوڑے ضرور خریدے گی۔ اس نے اپنا چھجّہ ٹوپ پیچھے گردن پر اڑنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور یوں تصوّر کرنے لگی گویا وہ ایسے تیز رفتار گھوڑوں کے پیچھے دوڑ رہی ہو۔

عظیم دلدل، دور مغرب اور جنوب تک پھیلا ہوا تھا۔ ویگن کے دوسری طرف والا تنگ اور دلدلی راستہ پہلی جھیل کے تنگ سرے کی طرف جاتا تھا۔ پا جھٹ سے اس تنگ راستے پر ویگن کو چلانے لگے۔ اب اونچی زمین پیچھے رہ گئی تھی۔

"وہ رہا!" انھوں نے کہا۔ ننھا منّا نیا جھونپڑا دھوپ میں چمک رہا تھا۔ پریری کے میدان پر لہراتی زرخیز گھاس کے درمیان یہ زرد رنگ کا ایک کھلونا دکھائی دیتا تھا۔

جب پا نے ویگن سے اترنے میں ما کا ہاتھ بٹایا تو اس جھونپڑے کو دیکھ کر وہ ہنس دیں "یہ تو لکڑی کے نصف شیڈ کی مانند دکھائی دیتا ہے جیسے دو حصّوں میں کاٹ دیا گیا ہو۔"

"نہیں کیرولین، ایسی بات نہیں۔" پا نے انھیں بتایا "یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے جو ابھی آدھا ہی بنا ہے، اور وہ آدھا مکان بھی مکمل نہیں۔ ہم اب اسے مکمّل کریں گے اور دوسرا نصف حصّہ بھی جلد ہی بنا لیں گے۔"

یہ ننھا منّا مکان، اور اس کی آدھی ڈھلواں چھت، کھردرے تختوں سے بنائے گئے تھے اور ان کے درمیان درزیں رکھی گئی تھیں۔ یہاں نہ تو کوئی کھڑکیاں تھیں، نہ ہی دروازے کے لئے کوئی جگہ ہی تھی۔ مگر یہاں فرش ضرور تھا۔ اور فرش میں ایک خفیہ دروازہ تھا جو تہ خانے کی طرف کھلتا تھا۔

"کل میں تہ خانہ کھودنے اور کچی دیواریں کھڑی کر دینے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کر سکا تھا" پا نے کہا" اور اب ہم یہاں آگئے ہیں۔ کوئی یہاں اس زمین پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ اور میں جلد ہی سارا سامان ٹھیک سے لگا دوں گا' کیرولین"۔

"مجھے گھر میں آکر بہت خوشی ہو رہی ہے چارلس" ما بولیں

غروب آفتاب سے پہلے، وہ سارے اس دلچسپ ننھے منے مکان میں آباد ہو گئے۔ چولھا لگا دیا گیا' بستر بچھا دیے گئے' اور ایک چھوٹے کمرے کو دو کمروں میں بانٹ دینے کی غرض سے پردہ لٹکا دیا گیا۔ شام کا کھانا پکایا گیا' اور کھایا گیا' پلیٹیں دھوئی گئیں اور تاریکی آہستہ آہستہ پریری پر پھیلنے لگی۔ کوئی بھی لیمپ روشن کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بہار کی رات کس قدر حسین تھی۔

ما' جھولا کرسی پر، گریس کو گود میں لئے دروازے کے پاس بیٹھی ہوئی ہوئے جھول رہی تھیں۔ کیری ان کے قریب ہی بیٹھی تھی میری اور لارا' ساتھ ساتھ دہلیز پر بیٹھی تھیں۔ پا دروازے سے باہر گھاس پر رکھی ایک کرسی میں بیٹھے تھے۔ وہ سب خاموش تھے۔ وہ بیٹھے دیکھتے رہے جبکہ ستارے' ایک ایک کر کے نکل آئے اور عظیم دلدل میں مینڈک ٹرانے لگے۔

تھوڑی تھوڑی ہوا بھی چل رہی تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا تھا' خاموشی کا عالم تھا اور کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ سارے وسیع و عریض آسمان پر ستارے خوشی سے ٹمٹمارہے تھے۔

پھر پا آہستہ سے بولے" لارا' مجھ پر تو سنگیت کا سا ماحول طاری ہو رہا ہے"۔

لارا' سارنگی کے بکس کو ما کے بستر کے نیچے سے نکال کر لے آئی جہاں وہ بڑی حفاظت سے رکھا تھا۔ پا نے سارنگی کو باہر نکالا اور سر ٹھیک کئے۔ پھر انھوں نے رات اور ستاروں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک گیت گایا:

"اوہ۔ پژمردگی اور اداسی کو۔ بھگا دو
کیونکہ رونے سے صرف دکھ ہی ہوتا ہے
اگر آج حالات سازگار نہیں

تو کل کا دن ابھی باقی ہے

چنانچہ پژمردگی اور اداسی کو بھگا دو
خوب محنت کرو
مشقت کرو
ہر شخص کے لئے یہی سنہری اصول ہے۔"
"چھت کے بنتے ہی میں ننھی گڈرن کو سجا دوں گی۔" ما بولیں

جواب میں پا کی سارنگی سے ایک دھن ابھری۔ یوں لگ رہا تھا گویا دھوپ میں پانی بہہ رہا ہو اور آگے جا کر اس پانی نے ایک تالاب کی شکل اختیار کر لی ہو۔ چاند نکل رہا تھا۔ چاندنی، آسمان پر پھیلی اور ستارے اس میں حل ہو گئے۔ چاند کی ٹھنڈی اور روپہلی روشنی، وسیع و عریض، تاریک زمین پر پھیل گئی، اور پا نے سارنگی کی لے کے ساتھ گانا شروع کیا:

جب ستارے خوب چمک رہے ہوں
اور سائیں سائیں کرتی ہوا، خاموش ہو
جب جھٹ پٹا سبزہ زار پر پھیلا ہو
ایک ننھی سی موم بتی کی روشنی چمکتی ہے
پہاڑی کے نزدیک، جھونپڑی سے
اور میں سمجھ لیتا ہوں کہ وہ روشنی میرے لئے ہے۔

———:(⁂):———

انتیسواں باب

جھونپڑی

"ہمیں سب سے پہلے ایک کنواں کھودنا ہے۔" اگلی صبح پا بولے۔ انھوں نے اپنا بیلچہ اور پھاوڑا کندھوں پر رکھا اور سیٹی بجاتے، دلدل کی طرف چلے گئے۔ لارا نے ناشتہ کی میز صاف کی اور ما نے اپنی آستینیں چڑھالیں۔

"لڑکیو" وہ بڑی خوش مزاجی سے بولیں "اگر تم سب ہمت کرو، اور ارادہ باندھ لو تو ہم ساری چیزوں کو صحیح ٹھکانے پر رکھ سکتی ہیں۔"

لیکن اس صبح، ما بھی تذبذب میں تھیں۔ چھوٹا سا مکان، سامان سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر چیز اپنی صحیح جگہ پر رکھی جانا ضروری تھی۔ لارا، کیری اور ما نے فرنیچر اٹھایا، کبھی ادھر رکھتیں، کبھی ادھر۔ پھر کھڑی ہو کر سوچنے لگتیں، اور پھر کوشش کرنے لگتیں، جب پا، لوٹے تو میری کی جھولا کرسی اور میز، اب بھی دروازے سے باہر پڑے تھے۔

"ہاں، تو کیرولین۔ کنواں تو کھد گیا!" وہ مترنم آواز میں بولے۔ "دلدل میں چھ فٹ کی گہرائی پر فالتو، دار ٹھنڈا پانی۔ اب مجھے کنوئیں کو اوپر سے ڈھانپنا ہے تاکہ گریس اس میں گرنے نہ پائے۔ اور یہ کام بھی ہو ہی جائے گا۔" انھوں نے ادھر ادھر بکھری چیزوں کو دیکھا، اور اپنا سر کھجلانے کے لئے اپنے ٹوپ کو ذرا پیچھے کی طرف سرکایا۔ "یہ سب سامان اندر نہیں رکھا جا سکتا کیا؟"

"ہاں چارلس"۔ ما بولیں "جہاں چاہ وہاں راہ"

یہ خیال لارا کے ذہن میں آیا کہ بستروں کو کس جگہ لگایا جائے۔ مصیبت یہ تھی کہ اب ان کے پاس تین پلنگ تھے۔ اگر انھیں ایک دوسرے کے پہلو میں بچھا دیا جاتا تو میری کی جھولا کرسی کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی تھی۔ لارا نے سوچا کہ کیوں نہ دونوں چھوٹے پلنگوں کو دھکیل کر ایک کونے میں لگا دیا جائے، اور بڑے پلنگ کو اس طرح لگا دیا جائے کہ اس کی پائنتی تو چھوٹے پلنگوں کے ساتھ لگی ہو، اور سر والی طرف، دیوار کے ساتھ لگ جائے۔

"پھر ہم اپنے پلنگوں کے اردگرد ایک پردہ لگا دیں گے" اس نے ما سے کہا "اور ایک دوسرا پردہ وہ آپ کے پلنگ کے آر پار لگا دیا جائے گا۔ اس طرح آپ کے پردے کے ساتھ جھولا کرسی کے لئے جگہ نکل آئے گی۔"

"میری بیٹی ہوشیار ہے!" ما بولیں

ا دا اور میری کے پلنگوں کی پائینتی کی طرف، کھڑکی کے نیچے میز بچھا دی گئی جو پا اس دیوار میں آری سے کاٹ رہے تھے۔ ما کی جھولا کرسی، میز کے ساتھ اندر چلی گئی اور تکونہ شیلف، دروازے کے پیچھے کونے میں لٹکا دیا گیا۔ چوتھے کونے میں چولھا رکھ دیا گیا؛ سامان باندھنے والے بکس سے بنائی گئی طشتریوں والی الماری چولھے کے پچھلے حصّہ میں رکھ دی گئی اور چولھے اور میری کی جھولا کرسی کے درمیان ٹرنک لگا دیا گیا۔

"خوب!" ما بولیں "اور صندوق، پلنگوں کے نیچے چلے جائیں گے۔ اس سے بہتر طور پر سامان رکھا جانا ممکن نہیں ہو سکتا!"

کھانے پر پا نے کہا "رات کے پہلے پہلے میں اس نصف مکان کو مکمل کر لوں گا۔" اور انھوں نے واقعی اسے مکمل کر لیا۔ دروازے والی جگہ پر انھوں نے ایک دروازہ لگا دیا جو وہ قصبہ کے کاٹھ گودام سے لائے تھے۔ پھر سارے جھونپڑے کے باہر والے حصّے پر انھوں نے تارکول کا کالا کاغذ لگا دیا اور اسے تختوں سے جڑ دیا۔

لارا نے جھلواں چھت کے اوپر اور صنوبر کی خوشبو والے تازہ صاف تختوں والی دیواروں پر لگانے کے لئے تارکول کی بدبو والے اس چوڑے سیاہ کاغذ کو کھولنے میں ان کی مدد کی۔ اس نے اس کاغذ کو کاٹنے میں بھی پا کا ہاتھ بٹایا۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے کیلوں سے جڑنے لگے، تو اس نے ہوا میں اسے تھامے رکھا۔ تارکول کا کاغذ کافی نہیں تھا مگر اس سے سبھی سوراخ اور درزیں بند ہو گئیں، اور ہوا اندر آنے سے رک گئی۔

"چلو، آج کا کام اچھا ہی ہو گیا" جب پا کھانا کھانے کو بیٹھے تو انھوں نے کہا

"ہوں" ما بولیں "اور کل ہم سارا سامان کھول کر ٹھیک ٹھکانے پر لگا دیں گے۔ مجھے تنور کا انتظام بھی کرنا ہوگا، ایک بار پھر خمیر کا سلسلہ جاری کرنا، کتنی بڑی نعمت ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے گویا اب میں کبھی خمیرے آٹے کے بسکٹ نہیں دیکھوں گی۔"

تمھاری ہلکی پھلکی روٹی اچھی ہے اور یہی حالت تمھارے خمیرے آٹے والے بسکٹوں کی ہے۔" پا نے اسے بتایا "مگر ہمارے پاس تنور میں جلانے کے لئے کوئی چیز نہ ہوئی تو مجھے ڈر ہے کہ نہ تو ہلکی پھلکی روٹی پک سکے گی، نہ ہی خمیرے آٹے سے بسکٹ ہی تیار ہو سکیں گے۔ میں کل ہی جھیل ہنری سے لکڑی لاد کر لے آؤں گا۔"

"میں بھی ساتھ چلوں پا؟" لارا نے پوچھا

"میں بھی؟" کیری نے التجا کی

"نہیں لڑکیو" پا بولے "مجھے وہاں کافی دیر لگ جائے گی اور ما کو تمھاری ضرورت ہوگی۔"

"میں درخت دیکھنا چاہتی تھی۔" کیری نے وضاحت کی

"میں اسے قصوروار نہیں ٹھہراتی" ما بولیں "میں خود بھی پھر سے کچھ درخت دیکھنا چاہتی ہوں۔ پریری کے اس سارے میدان میں تو ایک بھی درخت نہیں جس سے آنکھوں کو راحت محسوس ہو سکتی ہو۔ ایک جھاڑی تک کہیں دکھائی نہیں دیتی۔"

"یہ علاقہ درختوں سے ڈھک دیا جانے والا ہے" پا نے کہا "تم سمجھ لو کہ چچا سام اس کا اہتمام کر رہا ہے ہر کنج میں درخت لگائے جانے والے ہیں۔ نوآبادکاروں کے لئے ہر ایسے کنج میں دس ایکڑ کے رقبہ میں درخت لگانا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ چار پانچ سالوں میں تمھیں یہاں درخت ہی درخت دکھائی دیں گے۔"

"پھر تو میں ہر طرف دیکھتی رہوں گی۔" ما مسکرائیں۔ "گرمیوں کے دنوں میں سایہ دار درختوں کے جھنڈوں سے بڑھ کر فرحت بخش چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ ان درختوں کی مدد سے آندھیوں کی روک تھام بھی ہوگی۔"

"کہہ نہیں سکتا" پا بولے "درخت پھیلتے ہیں اور تم جانتی ہی ہو کہ جب ہم وسکانسن کے گھنے جنگلوں میں تھے تو کیا حالت تھی۔ کاشت کے لئے تھوڑی سی زمین صاف کرنے کے لئے جب ہمیں درختوں کے ٹھنٹھ اور پھیلی ہوئی شاخیں کاٹنا پڑتی تھیں تو ہماری کمر ٹوٹ جاتی تھی۔ کھیتی باڑی کے لئے تو اس قسم کا صاف ستھرا پریری کا میدان ہی اچھا ہے۔ مگر چچا سام تو شاید اس نظریئے سے نہیں سوچ رہے۔ بہرحال تم فکر نہ کرو کیرولین۔ اس علاقے میں تمھیں کافی درخت دیکھنے کو ملیں گے۔ اور جیسا کہ تم کہتی ہو، ان سے آب و ہوا پر بھی اثر پڑے گا، اور آندھیاں روکنے میں بھی یہ مفید ہوں گے۔"

اس رات وہ سب اس قدر تھک گئے تھے کہ گانے کا کسی کو ہوش ہی نہ تھا۔ شام کا کھانا کھاتے ہی وہ سب سو گئے اور اگلی صبح، پا جھیل ہنری کی طرف چل دیئے۔

جب لارا، ایلین کو کنویں پر پانی پلانے کے لیے لے گئی تو اس وقت صبح کے سورج کی کرنوں میں ساری دنیا بڑی شادماں دکھائی دے رہی تھی۔ سارے پریری پر جنگلی پیاز کے چھوٹے چھوٹے سفید شگوفے ہوا میں رقص کر رہے تھے۔ جھونپڑے کے نیچے چھوٹی سی پہاڑی کی ڈھلان سے نیچے کی جانب سرسبز و شاداب گھاس میں جنگلی کرکم کے زرد اور نیلے پھولوں کے تختے پھیلے ہوئے تھے، اور لیونڈر کے گلابی رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول پتنگا گھاس کی شکل کے نرم و نازک پتوں پر کھلے ہوئے تھے۔ لارا نے چلتے چلتے جھک کر انھیں توڑنے کی کوشش کی، اور انتہائی تازہ، خمیر کی سی خوشبو والی ڈالیاں اور پنکھڑیاں توڑ لیں۔

پُرگیاہ ابھرواں حصّے سے جہاں اس نے ایلین کو رسی سے باندھا تھا، وہ پیچھے شمال تک قصبہ دیکھ سکتی تھی۔ عظیم دلدل، درمیان میں خم کھا گیا تھا اور پھیلتا ہوا جنوب مغرب کی طرف چلا گیا تھا جہاں اس کی کھردری اونچی گھاس نے کئی ایکڑ زمین کو ڈھک رکھا تھا۔ باقی کا سارا وسیع و عریض پریری ایک سبز غالیچے کی مانند تھا جس پر موسم بہار کے پھول ٹنکے ہوئے تھے۔

لارا ایک جذباتی لڑکی تھی۔ اس نے ہوا کی جانب اپنے بازو پھیلا دیے، اور اس طرف بھاگنے لگی۔ وہ اس پھول دار گھاس پر لیٹ گئی اور بچھیرے کی مانند لڑھکنے لگی۔ وہ نرم، شیریں گھاس میں لیٹی اوپر چھائے نیلے پن اور اس میں تیرتے، موتیوں جیسے بادلوں کو دیکھتی رہی۔ وہ اتنی خوش تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

دفعتاً اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا "میرے کپڑوں پر گھاس کا دھبہ تو نہیں پڑ گیا؟" وہ کھڑی ہو گئی، اور بڑی اشتیاق بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ سادہ سفید سوتی کپڑے پر سبز رنگ کا ایک دھبہ تھا۔ اسے اس بات کا پورا پورا احساس تھا کہ اسے ماں کے کام میں ہاتھ بٹانا چاہیے، اور وہ دوڑ کر تار کول کے سیاہ کاغذ والی جھونپڑی کی طرف چلی گئی۔

"یہ تو شیر کی سی دھاریوں والی ہے" اس نے ماں سے کہا

"کیا چیز لارا؟" ماں نے حیرانی کے عالم میں نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ تکونے شیلف کے نچلے شیلفوں پر اپنی کتابیں رکھ رہی تھیں۔

"یہ جھونپڑی۔" لارا نے کہا " تارکول کے کاغذ پر لکڑی کی زرد پٹیوں کی دھاریاں بنی ہیں۔"

"شیر زرد رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر سیاہ دھاریاں بنی ہوتی ہیں" میری نے اعتراض کیا۔

"اب تم لڑکیاں، اپنے اپنے بکس کھولو" ما بولیں "ہم اپنی سب اچھی اچھی چیزیں اوپر کے ان شیلفوں پر رکھ دیں گے۔"

کتابوں سے اوپر والے شیلف پر میری، لارا اور کیری کے شیشے کے ڈبوں کو رکھنے کے لئے کافی جگہ تھی۔ ہر صندوقچی کے پہلوؤں پر سفید پھول، اور ڈھکن کے اوپر رنگین پھول بنے تھے۔ ان تینوں صندوقچیوں کی وجہ سے شیلف بڑا دلکش دکھائی دینے لگا۔

ما نے چوتھے شیلف پر کلاک رکھ دیا۔ اس کے جالی دار بھورے رنگ کے لکڑی کے کیس پر گول شیشہ لگا تھا جس پر خوبصورت پھول بنے ہوئے تھے۔ اس شیشے کے نیچے پیتل کا لٹکن، ادھر سے ادھر جھول رہا تھا، ٹک ٹک ٹک۔

کلاک کے اوپر والا شیلف سب سے چھوٹا تھا۔ اس چھوٹے شیلف پر لارا نے چینی کا بنا اپنا زیورات کا ڈبہ رکھ دیا، اور ایک چھوٹا سا سنہری کپ اور ایک پلیٹ اس ڈبے کے اوپر رکھ دی۔ کیری نے بھورے اور سفید رنگ کی چینی کا کتا اس کے ساتھ رکھ دیا۔

"یہ بہت اچھا ہے" ما نے منظوری دی "جب دروازہ بند ہو تو اس تکونے شیلف سے سارے کمرے کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ اب وہ چینی کی گڈرن کہاں رکھو گی۔" پھر انھوں نے جلدی سے مڑ کر دیکھا اور حیرت کے عالم میں بول اٹھیں "یا خدایا! میرا اسفنج کیک تو ابھرنا شروع ہو گیا ہے۔"

اسفنج کیک، کڑاہی کے ڈھکن سے ابھر کر باہر آنے لگا تھا۔ ما نے جھٹ سے روٹیوں کے تختے پر میدہ ڈالا اور خمیری آٹے کو گوندھنے لگیں۔ پھر انھوں نے کھانا تیار کیا۔ جب پا، دیگن پر سوار پہاڑی کے اوپر چڑھتے آ رہے تھے، اس وقت ما ہلکے پھلکے بسکٹوں کی پرات تنور میں رکھ رہی تھیں۔ ان کے پیچھے دیگن میں گھنی جھاڑیاں لدی تھیں جو وہ گرمیوں کے ایندھن کے لئے لاتے تھے۔ وہاں جمیل ہنری چھتی دار خرگوش کا وجود ہی نہیں تھا۔

"ہیلو بیٹی! کیرولین، ابھی کھانا نہ پروسنا۔ انتظار کرو" وہ پکارے "میں گھوڑوں کو باندھ کر ابھی آیا، اور تمھیں کچھ چیز دکھانا چاہتا ہوں۔"

انھوں نے جلدی جلدی گھوڑوں کا ساز و سامان اُتارا اور ویگن کے تختوں پر رکھ دیا۔ وہ جھٹ سے گھوڑوں کو ان کے تھان پر لے گئے اور فوراً واپس آ گئے۔ پھر انھوں نے ویگن کے اگلے حصّے سے گھوڑے کا ایک کمبل اٹھایا۔

"لو کیرولین!" وہ مُسکرائے "میں نے انھیں ڈھانک دیا تھا تاکہ وہ باہر ہوا میں سوکھ نہ جائیں۔"

"کیا چارلس؟" ما اور لارا نے سارس کی مانند اپنی گردنیں لمبی کر کے ویگن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، اور کیری جھٹ سے اچھل کر پہیئے کے اوپر جا چڑھی۔

"چھوٹے چھوٹے درخت" لارا چلّائی۔ "میری! پا چھوٹے چھوٹے درخت لائے ہیں۔"

"یہ درختِ حور ہیں" پا بولے "یہ سارے اس اکیلے درخت کے بیجوں سے اُگے ہیں جو درخت ہم نے بروکنز سے آتے وقت پریری کے پار دیکھا تھا۔ اگر تم اسے قریب سے دیکھو گی تو تمھیں اس کی بلند قامتی کا احساس ہو گا۔ جھیل ہنری کے کنارے کے ساتھ ساتھ اس کے بیج بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے اس کے بہت سے پودے، جھونپڑی کے اِرد گِرد زمین میں گاڑنے کے لئے کھود لئے ہیں۔ کیرولین مجھے ذرا انھیں زمین میں دبا لینے دو، پھر دیکھنا کتنے درخت یہاں اُگتے ہیں۔"

انھوں نے ویگن سے اپنا بیلچہ اٹھایا اور کہنے لگے "پہلا درخت تمھارا ہے کیرولین۔ ان میں سے کوئی پودا چُن لو، اور پھر مجھے بتاؤ کہ تم اسے کہاں لگانا چاہتی ہو۔"

"ذرا ایک منٹ رُکئے۔" ما نے جواب دیا۔ وہ بھاگی بھاگی چولھے کی طرف گئیں، اور اس کا دروازہ بند کر کے آلوؤں کا برتن پھر سے اس کے اوپر رکھ دیا۔ پھر انھوں نے اپنا درخت چُن کر باہر نکالا "میں اسے یہاں دروازے کے بالکل پاس لگانا چاہتی ہوں۔" وہ بولیں

پا نے اپنے پھاوڑے سے زمین میں ایک مربع کھودا اور اس میں سے گھاس باہر نکالی۔ انھوں نے ایک سوراخ کیا اور زمین کو گوڈی کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ جگہ بھربھری ہو گئی۔ پھر انھوں نے بڑی احتیاط سے

ننھا منا درخت اٹھایا اور اس کی جڑوں کے ساتھ لگی مٹی کو ہلائے بغیر اسے اٹھا کر لے گئے۔

"اوپر کے حصے کو خوب کس کر پکڑے رکھنا کیرولین" وہ بولے۔ ما اس کے اوپر کے حصے کو بالکل ٹھیک طرح سے تھامے رہیں جبکہ پا اپنے پھاوڑے کی مدد سے اس پر مٹی ڈالتے رہے، یہاں تک کہ وہ سوراخ مٹی سے بالکل بھر گیا۔ پھر انھوں نے اس مٹی کو خوب نیچے تک دبا دیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"اب تم ایک درخت کی طرف دیکھ سکتی ہو کیرولین" اپنے درخت کی طرف۔ کھانا کھا چکنے کے بعد ہم سب پانی کی ایک ایک بالٹی سے ان درختوں کی آبپاری کریں گے۔ مگر پہلے ہم ان کی جڑوں کو زمین میں رکھیں گے۔ آؤ میری۔ اب تمھاری باری ہے۔"

پا نے اسی لائن میں پہلے گڑھے کے ساتھ، ایک اور گڑھا کھودا۔ وہ ویگن سے ایک اور درخت لے کر آئے۔ میری نے اسے اوپر سے بڑی احتیاط کے ساتھ پکڑے رکھا اور پا اسے زمین میں گاڑتے رہے۔ وہ میری کا درخت تھا۔

"اب تمھاری باری ہے لارا" پا بولے "ہم سارے مکان کے ارد گرد، ان درختوں کو مربع شکل میں لگا دیں گے تا کہ ہم آندھی وغیرہ سے محفوظ رہ سکیں۔ ما کا اور میرا درخت تو دروازے کے پاس ہو گا اور تم سب کا ایک ایک درخت ہمارے درختوں کے ادھر ادھر لگا دیا جائے گا۔"

لارا نے اپنا درخت تھامے رکھا، اور پا نے اسے گڑھے میں دبا دیا۔ پھر کیری نے اپنا درخت پکڑا۔ چھوٹے چھوٹے چار درخت، گھاس میں کالی مٹی کے قطعۂ زمین سے عین سیدھے کھڑے نظر آ رہے تھے۔

"اب گریس کو اپنا درخت لگانا چاہیئے۔" پا نے کہا "گریس کدھر ہے؟" انھوں نے ما کو پکارا "کیرولین، گریس کو یہاں ادھر لاؤ تاکہ وہ بھی اپنا درخت لگا لے۔"

ما نے جھونپڑی میں سے باہر کی جانب دیکھا "وہ باہر آپ کے پاس ہی ہے چارلس" وہ بولیں

"میرا خیال ہے کہ وہ مکان کے پچھواڑے میں ہو گی۔ میں ابھی لاتی ہوں اسے" کیری نے کہا اور وہ آوازیں لگاتی، دوڑتی گئی "گریس! گریس!" کوئی ایک ہی منٹ میں وہ جھونپڑے کے پیچھے سے واپس آ گئی۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور ڈر کے اثرات تھے۔ اس کے زرد چہرے پر

ہلکے بھورے رنگ کے دھبے صاف دکھائی دے رہے تھے!

"وہ یہیں کہیں ہوگی" ماں نے کہا، اور انھوں نے اسے آواز لگائی "گریس! گریس! پا بھی زور سے چلّائے "گریس!"

"وہاں کھڑی نہ ہو جاؤ! جاؤ اور اسے دیکھو کیری! لارا تم بھی جاؤ!" ماں نے کہا۔ پھر وہ حیرت سے بولیں "کنویں پر بھی جا کر دیکھ ہی لوں" اور یہ کہتے کہتے وہ نیچے، کنویں کی طرف دوڑیں۔

کنواں ڈھکا ہوا تھا۔ ظاہر ہے، گریس، اس میں نہیں گری تھی۔

"وہ کھو نہیں سکتی" پا بولے

"میں نے اسے باہر ہی چھوڑ دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ آپ کے پاس تھی" ما بولیں

"وہ کھو نہیں سکتی" پا بضد رہے "وہ ایک لمحے کے لئے بھی تو میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی"۔ وہ زور سے چلّائے "گریس! گریس!"

لارا ہانپتی ہوئی، پہاڑی پر چڑھ گئی۔ گریس، اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے رو پہلی جھیل کی جانب، عظیم دلدل کے سرے کے ساتھ ساتھ نظریں دوڑائیں، اور پھول دار پریری کا بھرپور جائزہ لیا۔ اس نے جلدی جلدی، بار بار دیکھا۔ مگر جنگلی پھولوں اور گھاس کے سوائے اسے اور کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ "گریس! گریس!" وہ چیخی "گریس!"

جب وہ دوڑتی ہوئی نیچے آئی تو پا اسے ملے۔ ما پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھیں۔ اُن کا سانس پھول رہا تھا۔ "وہ ضرور کہیں اِدھر اُدھر نظروں کے سامنے ہی ہوگی لارا" پا نے کہا "تم اسے دیکھ نہیں پائی ہوگی۔ وہ ......" پھر وہ تکلیف دہ انداز میں بولے "عظیم دلدل!" وہ مڑے اور دوڑ پڑے۔

ما یہ کہتی کہتی ان کے پیچھے بھاگیں "کیری، تم میری کے پاس ہی ٹھہرنا! لارا ذرا اس کی تلاش کرو۔ جاؤ دیکھو"

میری جھونپڑے کے دروازے میں کھڑی پکارنے لگی "گریس! گریس!" عظیم دلدل سے پا اور ما کی مدھم آوازیں سُنائی دے رہی تھیں "گریس! کہاں ہو تم؟ گریس!"

اگر گریس، عظیم دلدل میں کھو گئی تھی تو اس کی تلاش کیوں کر کی جا سکتی تھی؟ پُرانی، مردہ گھاس میلوں تک کتنی ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی تھی، یہ گھاس لارا کے سَر سے بھی اونچی تھی۔ گہرا دلدل پاؤں کو کھینچ کر اندر تہ میں لے جاتا تھا۔ لارا جہاں کھڑی تھی، وہاں سے اُسے ہوا میں کھُردری دلدلی گھاس سے دَبی دَبی آواز سُنائی دے رہی تھی جس نے ما کی تیز آواز کو بھی دَبا دیا تھا۔ وہ پکار رہی تھیں "گریس!"

لارا پر کپکپی طاری ہو گئی، اور اُسے یوں لگا، جیسے وہ بیمار ہو۔

"اُسے دیکھتی کیوں نہیں؟" کیری چلائی "وہاں کھڑی مت ہو! کچھ کرو! میں بھی جا رہی ہوں!"

"ما نے تمھیں میری کے پاس ٹھہرنے کو کہا تھا" لارا بولی "چنانچہ بہتر یہی ہے کہ تم یہیں ٹھہرو۔"

"انھوں نے تم سے، اس کی تلاش کرنے کو کہا تھا! کیری چیخی" جاؤ۔ دیکھو! جاؤ دیکھو! گریس! گریس!

"بکواس بند کرو! مجھے سوچنے دو!" لارا چیخ اٹھی، اور آفتاب سے منور فرحت بخش پریری کے پار دَوڑنے لگی۔

———— :(۰):— ————

تیسواں باب

جہاں بنفشی پھول اُگتے ہیں

لارا ننگے پاؤں تھی۔ وہ گھاس کو چیرتی، سیدھی جنوب کی طرف بڑھتی جا رہی تھی تتلیاں پھولوں پر منڈلا رہی تھیں۔ وہاں نہ تو کوئی گھنی جھاڑی تھی، نہ ہی گھاس پھونس تھی جہاں گریس چھپ سکتی۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف گھاس اور پھول ہی دھوپ میں جھوم رہے تھے۔

لارا نے سوچا کہ اگر وہ چھوٹی ہوتی اور تن تنہا ہی کھیل رہی ہوتی تو وہ تاریک عظیم دلدل کی جانب کبھی نہ جاتی۔ وہ کیچڑ اور لمبی گھاس کا رُخ کبھی نہ کرتی۔ اوہ گریس، میں نے تمھارا دھیان کیوں نہیں رکھا؟ اس نے خیال کیا۔ بے چاری ننھی منی خوبصورت بہن ——— "گریس! گریس!" وہ چیخی۔ اس کا سانس رک گیا اور اس کا دم گھٹنے لگا۔

وہ دوڑتی چلی گئی۔ گریس ضرور اس طرف ہی گئی ہو گی۔ شاید وہ کسی تتلی کے تعاقب میں نکل گئی ہو۔ وہ عظیم دلدل کی طرف نہیں گئی! وہ پہاڑی پر نہیں چڑھی۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ اوہ ننھی بہن، اس قابلِ نفرت پریری میں کہیں بھی، مشرق یا جنوب میں، میں تمھیں نہیں دیکھ سکی۔ "گریس"

آفتاب کی روشنی سے منوّر ہیبت ناک پریری کتنا بڑا تھا! کھویا ہوا بچہ، یہاں کہاں مل سکتا تھا۔ عظیم دلدل سے ما کے پکارنے اور پا کے آوازیں لگانے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ وہ دھیمی دھیمی چیخیں تھیں جو ہوا میں کھو جاتی تھیں، اس وسیع و عریض پریری کی وسعت میں کھو جاتی تھیں۔

لارا کو اپنا سانس، اپنی پسلیوں کے اندر پھڑپھڑاتا محسوس ہوا۔ اس کی چھاتی گھٹ رہی تھی۔ اور اس کی آنکھوں سے اضطراب ٹپک رہا تھا۔ وہ دوڑتی چلی گئی، اور پھر دفعتاً سطح میں نشیب آگیا اور وہ ایک ڈھلوان کنارے پر تریب قریب گرہی پڑی۔

گریس وہاں تھی۔ نیلاہٹ کے ایک وسیع تالاب میں گریس بیٹھی تھی، ہوا میں اڑتے اس کے سنہرے بال دھوپ میں چمک رہے تھے۔ اس نے بنفشے جیسی نیلی، بڑی بڑی آنکھوں سے لارا کی طرف دیکھا۔ اس کے ہاتھ بنفشے کے پھولوں سے بھرے تھے۔ اس نے وہ پھول لارا کو دیتے ہوئے کہا "کتنے اچھے! کتنے پیارے!"

لارا بیٹھ گئی اور گریس کو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اس نے گریس کو کس کر اپنے ساتھ لگا لیا اور ہانپنے لگی۔ گریس نے اس کے بازوؤں پر سے جھک کر بنفشے کے اور پھول توڑنے کی کوشش کی۔ وہ دونوں بنفشے کے پھولوں سے گھری تھیں جو اُن کے ارد گرد، کم بلندی پر پھیلے پتوں پر کھلے تھے۔ بنفشی پھولوں نے ایک بہت بڑی، گول وادی کی چپٹی تہ کو ڈھک رکھا تھا۔ بنفشی پھول کی اس جھیل کے ارد گرد پر گیاہ کنارے، پریری کی سطح تک پھیلے ہوئے تھے۔ وہاں اس محرابی کم بلند جگہ پر ہوا، بنفشی پھولوں کی مہک کو پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ وہاں دھوپ خاص تیز تھی، اوپر آسمان چھایا تھا، گھاس کی سبز دیواریں چاروں طرف ایک خم کی شکل میں پھیلی تھیں اور تتلیاں بنفشی پھولوں پر منڈلا رہی تھیں۔

لارا اُٹھ کھڑی ہوئی، اور اس نے گریس کو بھی اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ گریس نے اُسے جو بنفشی پھول دیئے تھے، وہ اس نے لے لیئے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "آؤ گریس"، وہ بولی "اب ہمیں گھر چلنا چاہیئے۔"

جب وہ گریس کو کنارے کے اوپر چڑھانے میں اس کا ہاتھ بٹا رہی تھی تو اس نے ایک نظر اٹھا کر اس چھوٹی سی وادی کی طرف دیکھا۔

گریس اتنی آہستہ آہستہ چل رہی تھی کہ تھوڑی دور تک لارا اسے اٹھا کرلے گئی۔ پھر اس نے اُسے

نیچے اتار دیا تاکہ وہ خود چلے۔ وہ تین سال کی تھی اور وزن میں بھی کافی تھی۔ پھر اس نے اسے دوبارہ اٹھا لیا۔ اس طرح کبھی گریس کو اٹھاتی اور کبھی اسے چلاتی، جھونپڑے کے پاس لے آئی جہاں آکر اس نے اُسے میری کے حوالے کر دیا۔

پھر وہ عظیم دلدل کی طرف بھاگی۔ بھاگتے وقت وہ آوازیں بھی لگاتی جا رہی تھی۔ "پا! ما! وہ یہاں ہے۔" وہ برابر پکارتی رہی، یہاں تک کہ اس کی آواز سُن کر پا نے، دُور لمبی گھاس میں ما کو آواز دی۔ آہستہ آہستہ وہ ایک ساتھ عظیم دلدل کو چیرتے جھونپڑے تک پہنچے۔ وہ کیچڑ میں لت پت اور بے حد تھکے ماندے تھے۔

"کہاں سے ملی لارا؟" ما نے گریس کو اپنے بازوؤں میں لیتے اور کرسی میں بیٹھتے ہوئے کہا

"ایک ......" لارا ہچکچائی اور بولی "پا، کیا وہ واقعی پریوں کا حلقہ تھا؟ یہ بالکل گول ہے۔ اس کی تہ بالکل چپٹی ہے۔ اس کے اردگرد کا کنارہ آخر تک ایک ہی سطح کا ہے۔ جب تک آپ کنارے نہ ہو جائیں، آپ اس جگہ کا اندازہ تک نہیں کر سکتے۔ یہ بہت بڑی جگہ ہے اور اس کی ساری تہ بنفشی پھولوں سے اَٹی پڑی ہے۔ اس قسم کی جگہ یوں ہی نہیں بن جاتی پا۔ کسی نہ کسی نے اسے بنایا ہے۔"

"لارا، تمھاری یہ عمر ابھی پریوں کے چکر میں پڑنے کی نہیں۔" ما نے آہستگی سے کہا "چارلس آپ کو بھی اس قسم کے قصّے کہانیوں کی ہمّت افزائی نہیں کرنا چاہیئے۔"

"مگر یہ ...... مگر یہ سچ مچ کی جگہ تو دکھائی نہیں دیتی" لارا نے احتجاج کیا "اور ذرا سونگھ کر تو دیکھئے کہ ان بنفشی پھولوں میں کیسی مہک ہے۔ یہ کوئی عام بنفشی پھول نہیں۔"

"ہاں، ان سے واقعی سارا گھر مہک اٹھا ہے" ما نے اعتراض کیا "مگر وہ اصلی بنفشی پھول ہیں۔ اور وہاں کوئی پریاں نہیں۔"

"تم ٹھیک ہی کہتی ہو لارا۔ انسانی ہاتھوں نے اس جگہ کو نہیں بنایا" پا بولے "مگر تمھاری پریاں بڑی مکروہ اور وحشی تھیں جن کے سروں پر سینگ تھے اور جن کی پیٹھ پر کوہان تھی۔ وہ جگہ دراصل بھینسوں

کے لوٹنے کی ایک پرانی جگہ ہے۔ تم جانتی ہی ہو کہ بھینسیں، جنگلی جانور ہیں۔ وہ کھروں سے زمین کو کھودتی ہیں اور عام مویشیوں کی مانند دھول مٹی میں لوٹنے لگتی ہیں۔

"ایک مدت تک بھینسوں کے جھنڈ یہاں لوٹتے رہے۔ وہ زمین کو کھرچتیں اور ہوا اس مٹی کو اڑا کر لے جاتی۔ پھر کوئی دوسرا جھنڈ آ جاتا، اور اسی جگہ سے اور زیادہ مٹی کھرچنے لگتا۔ وہ جھنڈ ہمیشہ انہی جگہوں کی طرف جاتے تھے اور......"

"مگر وہ انہی جگہوں کی جانب کیوں جاتے تھے پا؟" لارا نے پوچھا

"میں نہیں جانتا" پا بولے "ہو سکتا ہے کہ وہ زمین زیادہ زرخیز، ٹھنڈی اور نرم ہو۔ اب بھینسیں یہاں سے جا چکی ہیں اور جہاں وہ لوٹا کرتی تھیں، وہاں گھاس اُگ آئی ہے۔ گھاس اور بنفشہ۔"

"ہوں" ما نے کہا "انت بھلا، سو بھلا، اور اب تو کھانے کا وقت بھی کب کا ہو چکا ہے۔ میری، میرا خیال ہے کہ تم نے اور کیری نے بسکٹوں کو جلنے نہیں دیا ہوگا۔"

"نہیں ما۔" میری بولی، اور کیری نے ایک صاف کپڑے میں لپٹے ہوئے بسکٹ انھیں دکھائے جو اس نے گرم رکھنے کے لئے کپڑے میں لپیٹ دئے تھے۔ اس نے برتنوں میں رکھے سوکھے اور بھربھرے آلو بھی انھیں دکھائے۔ اور لارا بولی "ذرا آرام سے بیٹھ جاؤ ما۔ میں نمک لگا گوشت تل لوں گی اور آب گوشت بنا لوں گی۔"

گریس کو بہت زیادہ بھوک لگ رہی تھی۔ انھوں نے آہستہ آہستہ کھانا کھایا، اور پھر پا، درختوں کو لگانے میں منہمک ہو گئے۔ گریس کا درخت لگاتے وقت ما اور گریس دونوں نے اس درخت کو پکڑے رکھا اور پا اُسے زمین میں گاڑتے رہے۔ جب سارے درخت زمین میں لگائے جا چکے تو کیری اور لارا نے ان سب کو کنوئیں سے پانی کی ایک ایک بالٹی لا کر دی۔ ابھی وہ اس کام سے نمٹ بھی نہیں پائی تھیں کہ شام کے کھانے میں ہاتھ بٹانے کا وقت آ گیا۔

"خوب" پا نے میز کے پاس بیٹھتے ہوتے کہا "انجام کار ہم اپنے مکان میں آ کر بس ہی گئے۔"

"ہاں" ما بولیں "مگر ایک چیز رہ گئی ہے۔ یا خدایا، کیسا دن گذرا ہے آج کا۔ اتنا وقت بھی نہیں ملا کہ بریکٹ کے لئے کیل ہی ٹھونک لیتی"۔

"یہ کام میں کر لوں گا کیرولین۔ بس ذرا چلتے پی لوں" پا نے کہا

اپنے اوزاروں والے صندوق سے انھوں نے ہتھوڑا نکالا اور میز اور تکو نے شیلف کے درمیان ایک کیل گاڑ دی۔ انھوں نے اوزاروں والا یہ بکس چارپائی کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ دیوار میں کیل گاڑ چکنے کے بعد وہ بولے" اب بریکٹ اور چینی گڈرن لاؤ"۔

ما نے دونوں چیزیں لاکر ان کے حوالے کر دیں۔ انھوں نے بریکٹ کو کیل پر ٹانگ دیا اور اس کے شیلف پر چینی گڈرن رکھ دی۔ اس کے چھوٹے چھوٹے چینی جوتے، اس کا تنگ شلوکا اور اسکے سنہرے بال اتنے ہی چمکدار تھے جتنے بہت مدت پہلے گھنے جنگلوں میں تھے۔ اس کا چینی لہنگا اتنا ہی چوڑا اور سفید تھا، اس کے گال بھی اتنے ہی گلابی تھے، اور اس کی آنکھیں بھی پہلے ہی کی مانند خوبصورت اور نیلی تھیں۔ اور پا نے اتنا عرصہ پہلے، ما کے کرسمس کے تحفے کے لئے جو بریکٹ تیار کیا تھا اس پر اب تک کوئی خراش نہیں پڑنے پائی تھی، اور اب تو پہلے کی نسبت اس کی پالش بھی کہیں زیادہ چمک رہی تھی۔

دروازے کے اوپر پا نے اپنی رائفل اور شکاری بندوق لٹکا دی، اور پھر انھوں نے اُن کے اوپر ایک کیل پر گھوڑے کا ایک چمکدار، نیا نعل لٹکا دیا۔

"خوب" پا نے سامان سے بھرے جھونپڑے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا "گھوڑے کا نعل خوش قسمتی کا ضامن ہوتا ہے۔ کیرولین، یہ ہماری امیرانہ زندگی کا محض آغاز ہے" ما نے مسکراتی آنکھوں سے اُن کی آنکھوں میں دیکھا، اور وہ لارا سے بولے" گھوڑے کے اس نعل کے متعلق میں تمھیں ایک گانا سُنا سکتا ہوں"۔

وہ سارنگی کا بکس لے کر ان کے پاس آگئی اور وہ دروازے میں بیٹھ کر سارنگی کا سُر ٹھیک کرنے لگے۔ ما گریس کو سُلانے کے لئے جھولا کرسی پر جا بیٹھیں۔ لارا آہستہ آہستہ پلیٹیں دھونے لگی اور

کیری انکھیں پونچھنے لگی۔ پا نے سارنگی بجانا اور گانا شروع کر دیا:

"ہم بڑے اطمینان سے زندگی کا سفر کرتے ہیں
اور سب کے ساتھ امن سے رہنے کی کوشش کرتے ہیں
ہم اپنے آپ کو سب دکھوں اور جھگڑوں سے آزاد رکھتے ہیں
اور ہم خوش ہوتے ہیں جب ہمارے احباب ہمیں ملنے آتے ہیں
ہم خوش و خرم رہنے کی توقع کرتے ہیں
ہم مطمئن ہیں، اور ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں
اور ہم جس وجہ سے خوشحال ہوتے ہیں، وہ وجہ میں تمھیں ابھی بتاتا ہوں
تو دروازے کے اوپر گھوڑے کا نعل لٹک رہا ہے

دروازے کے اوپر گھوڑے کا نعل لٹکا دو
یہ تمھاری خوش قسمتی کا باعث بنے گا
اگر تم خوش رہنا چاہتے ہو، اور ہر قسم کی مصیبتوں سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو
تو دروازے کے اوپر نعل لٹکا دو۔"

"میں تو اس گانے کو کافرانہ اور ملحدانہ سمجھتی ہوں چارلس" ما بولیں

"بہرحال" پا نے جواب دیا "تعجب نہیں اگر ہم یہاں پھلیں پھولیں کیرولین۔ جلد ہی ہم اس مکان پر اور کمرے بنائیں گے، اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس ایک بگھی اور اُسے کھینچنے کے لئے گھوڑوں کی ایک جوڑی بھی ہو۔ میں زیادہ گھاس نہیں اُگاؤں گا۔ ہمارا ایک باغ اور ایک چھوٹا سا کھیت ہو گا۔ مگر ہم زیادہ تر چارہ اور مویشی ہی پالیں گے۔ جہاں اتنی زیادہ بھینسیں رہتی تھیں، وہ جگہ بلاشبہ مویشیوں کے لئے اچھی ہی ہو گی۔"

پلیٹیں صاف کر چکنے کے بعد لارا، پلیٹوں والا برتن اٹھا کر پچھلے دروازے سے ذرا فاصلے پر

لے گئی اور دُور گھاس پر پانی انڈیل دیا جہاں صبح کا آفتاب اس پانی کو خشک کرے گا۔ زرد آسمان سے، پہلے ستارے جھانک رہے تھے۔ قصبے میں چند ایک زرد روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں۔ مگر سارے میدان پر دُھندلکا چھایا ہوا تھا۔ ہوا بند تھی، البتہ گھاس میں ہلکی سرگوشیوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ لارا جانتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔ زمین، پانی اور آسمان سُو رہے تھے، اور ہوا چل رہی تھی۔

"بھینسیں چلی گئی ہیں" لارا نے خیال کیا "اور اب ہم کاشتکار ہیں۔"

———:(۰):———

اکتیسواں باب

ہمیں گھوڑوں کے لئے اصطبل ضرور بنا لینا چاہئے" پا نے کہا "باہر ہمیشہ ہی موسم اتنا گرم نہیں ہو گا کہ انھیں باہر رکھا جا سکے، اور پھر گرمیوں میں بھی تو خوفناک آندھی چل سکتی ہے۔ ان کے لئے پناہ کا ہونا ضروری ہے۔"

"ایلن کے لئے بھی پا؟" لارا نے پوچھا

"گرمیوں کے موسم میں مویشی، باہر زیادہ خوش رہتے ہیں" پا نے اسے بتایا "مگر میں گھوڑوں کو رات کے وقت اصطبل میں رکھنا پسند کرتا ہوں۔"

لارا نے تختوں کو تھامے رکھنے میں پا کا ہاتھ بٹایا۔ جب وہ مکان کے مغرب میں چھوٹی پہاڑی کے ساتھ اصطبل بنانے لگے تو لارا نے انھیں اوزار پکڑائے، اور کیل لا کر دیتے۔ جب سردیوں میں ٹھنڈی، یخ بستہ ہوائیں چلیں گی تو اس وقت اسے مغرب اور شمال سے آنے والی ہواؤں سے پناہ ملے گی۔

دن گرم تھے۔ غروب آفتاب کے ساتھ ہی عظیم دلدل سے مچھر باہر نکل آتے اور رات بھر

گنگناتے رہے۔ مچھروں کے غول کے غول ایلین کے ارد گرد منڈلاتے، اُسے کاٹتے، اُس کا خون چوستے رہے، یہاں تک کہ وہ اپنے کھونٹے کے ارد گرد چکر لگانے لگی۔ مچھر اندر اصطبل میں گئے اور گھوڑوں کو کاٹا، اور گھوڑوں نے اپنے گلے میں پڑی رسّی کو زور زور سے جھٹکا دیا اور زور زور سے پاؤں زمین پر مارے۔ مچھر جھونپڑے میں آئے اور وہاں ہر ایک کو کاٹا، یہاں تک کہ سب کے چہروں اور ہاتھوں پر سُوجن آ گئی۔

ان کی گنگناہٹ اور ڈنک سے رات بڑی کرب ناک گذری۔

"یوں کام نہیں چلے گا" پا بولے "ہمیں مچھروں کو روکنے کے لئے دروازوں اور کھڑکیوں پر جالی لگانی ہو گی۔"

"یہ ایک بہت بڑا دلدل ہے" ما نے شکایت کی "مچھر وہاں سے آتے ہیں۔ کاش کہ ہم یہاں سے ذرا دور ہوتے!"

مگر پا کو عظیم دلدل پسند تھا۔ "وہاں کئی ایکڑ زمین پر چارہ ہی چارہ دکھائی دیتا ہے" انھوں نے ما کو بتایا "کوئی شخص بھی عظیم دلدل میں زمین کاشت کرنے اور مکان بنانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یہاں صرف اس بلند حصّے پر ہی چارہ ہے مگر عظیم دلدل کے اتنے نزدیک ہونے کی وجہ سے ہم وہاں ہمیشہ ہی چارہ کاٹ سکتے ہیں، اور اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔

"علاوہ ازیں، پریری کی ساری گھاس مچھروں سے بھری ہے۔ میں آج ہی قصبہ میں جاؤں گا اور اُن سے بچنے کے لئے جالی لے کر آؤں گا۔"

پا، شہر سے کئی گز لمبی جالی لے کر آتے۔ یہ گلابی رنگ کی تھی۔ وہ لکڑی کی چوڑی پٹیاں بھی لیتے آئے تھے تاکہ جالی دار دروازے کا چوکھٹا تیار کیا جا سکے۔

جب وہ دروازہ بنانے لگے تو ما نے کھڑکیوں پر جالی لگانا شروع کر دی۔ اس کے بعد انھوں نے دروازے کے چوکھٹے پر جالی لگائی اور پا نے جالی دار دروازہ لگا دیا۔

اس رات انھوں نے پرانی، نم آلود گھاس کا ایک انبار اس طرح لگایا کہ اس کا دھواں اصطبل کے

دروازے کی طرف جا سکے۔

پا نے ایسا ہی ایک اور انبار لگایا، تاکہ ایلن اس کے دھوئیں میں کھڑی ہو سکے، اور وہ فوراً وہاں جا کر کھڑی ہو گئی۔

پا نے اس بات کی تسلی کر لی کہ ان دھوئیوں کے نزدیک سوکھی گھاس نہ ہو۔ انھوں نے اس بات کا خیال رکھا کہ دھونی اس طرح لگائی جائے کہ وہ رات بھر سلگتی رہے۔

"خوب!" وہ بولے "میرا خیال ہے کہ اب مچھر تنگ نہیں کریں گے۔"

بتّیسواں باب

شام کے دُھندلکے

سیم اور ڈیوڈ، بڑی خاموشی سے اصطبل میں کھڑے سستا رہے تھے۔ دروازے کے آگے دھوئیں کا ایک بادل اُمڈ رہا تھا۔

گھاس کے انبار سے آنے والے دھوئیں کی وجہ سے، اپنے کھونٹے کے ساتھ بندھی ایلین بڑا سکون محسوس کر رہی تھی۔ مچھر اُن پر حملہ نہیں بول سکتے تھے۔

اب جھونپڑے کے اندر ایک بھی مچھر کی گنگناہٹ سنائی نہیں دے رہی تھی۔ دروازے اور کھڑکیوں پر جالی لگی تھی، اور وہ اندر نہیں آ سکتے تھے۔

"اب ہم سب بالکل محفوظ ہیں" پا بولے" اور اپنے مکان میں بس گئے ہیں۔ لارا، ذرا سارنگی تو لاؤ۔ ذرا راگ رنگ ہی ہو جائے۔"

گریس بستر میں لیٹی تھی، اور کیری اس کے پہلو میں لیٹی تھی۔

ما اور میری دُھندلکے میں بیٹھی جھول رہی تھیں۔ جنوبی کھڑکی سے چاند کی کرنیں پا کے چہرے اور ہاتھوں اور سارنگی پر پڑ رہی تھیں۔ سارنگی پر ان کا گز آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔

لارا میری کے قریب بیٹھ گئی اور دیکھنے لگی۔ وہ یہ سوچنے لگی کہ پریوں کا حلقہ جہاں بنفشہ اُگتا تھا، چاندکی اس چاندنی میں کیسا دکھائی دیتا ہو گا۔ یہ رات تو وہاں پریوں کے رقص کی رات تھی۔

پا' سارنگی کے ساتھ گا رہے تھے،

"قرمزی قصبے میں جہاں میں پیدا ہوا تھا
ایک خوبصورت دوشیزہ رہتی تھی
اور ہر نوجوان' آہیں بھرتا تھا
دوشیزہ کا نام باربری ایلن تھا
"مئی کے پُرمسرت مہینے میں
جب سبز شگوفے اُبھر رہے تھے
نوجوان جانی گرو و' بستر مرگ پر لیٹا تھا
وہ باربری ایلن کی محبت کا شکار ہو گیا تھا

جب لارا اور میری' چھوٹی سی خواب گاہ میں کیری اور گریس کے ساتھ سونے کو گئیں تو لارا نے پردہ کھینچ دیا۔

اور پھر وہ گہری نیند سو گئی' بنفشی پھولوں' پریوں کے حلقوں اور اس وسیع و عریض زمین پر جہاں ان کا اپنا کھیت اور اپنا مکان تھا' دُور دُور تک پھیلی چاندنی کی چاندنی کے بارے میں سوچتے سوچتے' پا اب بھی گا رہے تھے' اور سارنگی اب بھی بج رہی تھی:

"جو سکھ چوبارے
نہ بلخ نہ بخارے"